UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222032
UNIVERSAL
LIBRARY

الله

باغ اُردو

پوشیدہ نرہیسے کہ کتاب گلستان بیخزان مولانا
مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی کی جو مقبول دلہا
ہی واسطے مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر کے
مستر جان گلگرست کی فرمایش سے میر شیر علی
افسوس مرحوم نے اُردو زبان میں اُسے
ترجمہ کرکے سنہ ۱۲۱۷ ہجری
مین طبع کیا تھا اندنون وہ
کتاب از بسکہ نایاب
تھی اسواسطے لوگون
کے فایدہ کو
خاکسار
محمد فیض اللہ نے سنہ ۱۲۵۱ ہجری
میں اسکو مچھوا بازار کے محمدی چھاپہ خانے میں
چھپوایا کہ لوگ ... فیض اُٹھاوین اور مستفید ہوں

صاحبان دانش پر ظاہر ہو جو رسالہ جناب مسٹر جان
گلکرسٹ صاحب دام اقبالہ نے واسطے رسم خط و
اعراب کے بنایا ہی اُسکا خلاصہ یہہ ہی اور جو کوئی کلیہ
اُسکو دریافت کیا چاہے سو اُس رسالے میں دیکھ لے *
ایک کلمے کے حروف سوائے حرف علت ساکن بدون
نشان فتحہ و سکون کے ہمیشہ مفتوح و ساکن ملفوظ میں رہینگے
ز ہ ا فتحہ ضرور ہوگا دیا جائیگا ۔ ام مضمم
نگے اور کسی حرف کے ر ے .

علامت سکونکی خطاً معین نہیں کی گئی ــ پہلا حرف متحرک
ہی خطاً سوائے فتح کے اور دوسرا ساکن بغیر علامت کے اگر
مفتوح نہو اِلّا متحرک خطاً ہوگا ــ تیسرا متحرک ہی بدون نشان
فتحہ کے اگر ساکن نہو ــ چوتھا ساکن ہی بدون علامت کے
جو متحرک نہو * حرف پانچویں اور چھٹے کو بھی باترتیب
مثال تیسرے اور چوتھے کے قیاس کیا جانا چاہیئے ــ اور آخر حرف
کلمے کا ہمیشہ ساکن ہی اگر اضافت و عطف نہو مگر کئی لفظ
مُرّکب عربی کے ــ مثلاً اقبالہُ دعائیہ وغیرہ ــ جہاں کلمے کے دو
حرف آخر کے بخوبی تلفظ نہوسکیں وہاں ایک حرف متحرک
ہوگا خواہ مشدد خواہ مخفف جوں چکّر و سبب و علامت ــ
واسطے رفع اشتباہ کے جو واو یا یا اور کوئی حرف مفتوح
کلمے ثلاثی وغیرہ میں بجاے عین کلمے یا سواے عین کلمے کے
آویں سو اُنکو خطاً مفتوح کیا گیا مثلاً ہوا جَر بَین و لاجَرد
پروَرد ــ واو و یاے معروف دونو بغیر نشان کے ہیں اور
صورت اُنکی کلمے کے بابیچ میں ایسی و ــ یہ ــ اور آخر میں
ایسی و ــ ی ــ مگر یاے مشوشہ و لا

اور یاے واسطی بدون نقطوں کے ہی چنانچہ نور۔ نیر۔ تو *
کی۔ واو و یاے مجہول کی علامت کا نشان جزم مدوّرہ
مقرر کیا اور صورت اُنکی کلمے کے بیچ میں یہہ وْ۔ یْ *
اور آخر میں اِسی وْ۔ ےْ۔ مگر آخر میں یاے مجہول کو معکوسی
بدون نقطوں کے لکھا جیسا شوْر۔ کوْ۔ کے * اور واو یاے ساکن
ماقبل مفتوح کی علامت کا نشان جزم غیر مدورہ ٹھہرایا
اور صورت اُنکی کلمے کے بیچ میں یہہ ہی وٓ۔ یٓ * اور
آخر میں یہہ وٓ۔ یٓ * مگر اِس یا کو آخر میں بے نقط بصورت
یاے ثلاثی کے لکھا جیسا شوٓ۔ کیٓ * واو جمع کا ہمیشہ مجہول
رہتا ہی اِسواسطے کوئی علامت اُسکی مقرر نہیں کی مثلاً
لڑکوں۔ لڑکوں * واو معدولہ کا سر سفید رکھا گیا جوں
خوش اور یاے مشمومہ کے نیچے دو نقطے کھڑے دیے گئے
تاکہ درمیان لفظ کیا اور کیا کے امتیاز ہو۔ جس واو اور
یا حرف علت ساکن کو جہاں متحرک بمنزلہ حرف صحیح کے
کرنا ضرور ہی تہاں اُسکے اوّل میں الف اور بیچ میں
اُوں۔ اَیمان۔ داؤد۔ ...ے *

اوٗر جو ہمزہ مائیہ مثل لفظ گھائل و غائب میں ہی اُسے بصورت
یاے مکسور کے لکھا جوں غایب و گھایل ۔ نون مغنونہ اگر
اُنہہ حرفونکے سب ب ج چ ک گ سامنہہ آوے تب تو اُسکو
علامت حروف کے بابیچ میں بصورت جزم مدورہ کے ایسی
ْ ہی اوٗر آخر میں صورت اُسکی نون بے نقط ایسی ں
اوٗر نون اظہار جیسا تلفظ و صورت میں قدیم تھا ویسا ہی
رہا جوں منجن ۔ جب الف مقصورہ بصورت یا کے
ہو تب اُسکے دامن میں ایک نشان بصورت خنجری
زبر کے دیا گیا جیسا موسیٰ ۔ اوٗر الف ممدودہ پر مدّ جوں
آب ۔ اوٗر حرف مشدد پر تشدید لگا مثلاً مدّ ۔ اوٗر جس
لفظ میں صوٗت دراز ہو اُسمیں بھی ایک خنجری زبر دیا جیسا
الٰہی ذکوٰۃ ۔ اوٗر تاے ہندی پر بعد دو نقطونکے ایک خط عرضی
اوٗر راے و دال ہندی پر بھی وہی خط عرضی مقرر کیا جیسا ٹ ۔
ڈ ۔ اوٗر الف و لام وصلی و یاد واو جو حالت وصل میں متلفظ
نہیں ہوتے ہیں اُنکے نیچے خط عرضی دیا گیا جیسا فی التاریخ ۔
ابو القاسم وغیرہ * ۴ سے مخفی نہ رہے

* * *

ہی ہند میں اکثر مانند یاے مجہول کے بدل ہوتی ہی اہل ہند کے محاورے میں جیسا مروے کو اور عربی الفاظ جو قصداً وے ہشا کے مانند ہی سو اُنکے املا کو دولت اصلی پر بحال رکھا اور حرف کاف فارسی پر دو مرکز جو قدیم سے ہیں سو ہی رہے باقی جو کچھ مخفی رہا سو حرفوں کے نقشے سے جو رسالے میں ہی کل واضح ہوگا فقط اُسمیں سے ایک ہے جو نیز

حروف ناگری میں آتی ہی سو وہ حبشی

لکھی جیسے کھ گھ وغیرہ *

* بسم اللہ الرحمن الرحیم *

پہلا باب بیان تعریف میں لارڈ صاحب کی اور احوال مترجم کا

اور بعضے عذروں میں کتاب کے * مثنوی *

نہال حمد پہلے اِس میں بوتو * رہے سرسبز جو نب باغ اُردو

لگا پھر نعت کا ایدوست بوٹا * کہ تا محشر رہے یہ باغ پھولا

پھر اِسکے بعد نخل منقبت کو * لگا رونق جو اِسکی بیشتر ہو

ثنا اب حقیقی کی ہی کہ اُسنے بوستان

عالم کو طرح بطرح کے درختوں سے آرایش دی اور رنگ
برنگ کے پھولوں سے زینت بخشی ۔ اُسکے ابر رحمت کی
بارش سے ہر ایک گل تر و تازہ ۔ نسیم فیض سے اُسکی
ہر ایک درخت ہرا بھرا ۔ ہر گل کی زبان وا ہی اُسیکے ذکر
میں ۔ جو غنچہ ہی سو سر بجیب ہی اُسیکے فکر میں ۔ قمری اُسکے
طوق بندگی میں اسیر ۔ تدرو اُسیکے بند عشق سے پابزنجیر ۔
شربت شوق سے اُسکے گلہاے چمن سیراب گلستان میں ۔
اور اُسکی گرمی محبت سے ہر ایک خار خشک لب ہی
بیابانمیں ۔ فاختہ خاکستری لباس سے اُسکی طلب میں کوکو کنان
* چنار اُسیکے سوز عشق سے گلشن دہر میں سوزاں * مثنوی *
جو ابر کرم اُسکا ہووے فزا * تو ہر خار و صحرا ہو گلشن سا
گرے اُسکی جو وقت برق غضب * تو کوہ و بیابان جلائیں سب
وہ خلاق کون و مکان چاہے جو * تو تا بر پانی کی آتش میں ہو
ہوا سے اثر خاک کا ہو عیاں * ملک آدمی ہو ویں اور انس جان
جواہر کے اعراض ہو ویں محال * برتے مذہب فلسفی میں خیال
پہر ہرگز نہیں اُسکی قدرت سے دور * بیت

زینت بخشنے والی دیباچہ کتاب کی نعت ہر نبی
و مرسل کی ہی کہ وہ صحبت کردگار ہی * اور کارخانہ
عالم پر مختار ۔ خصوص اُس فخر آدم کی جو بادشاہ
عرب و عجم ہی اور شفیع امم ۔ محبوب ہی حضرت
سبحانکا ۔ مالک ہی کون و مکانکا ۔ سب انبیا و اولیا کے
سرکا تاج ہی ۔ صاحب لولاک و معراج ہی ۔ وجود باجود اُسکا باعث
ہی وجود موجودات کا ۔ تکون اُسکا سبب ہی انتظام کاینات کا
جو پیدا نہوتا وہ شاہ جہان * تو ہاہوتکا نہ ملتا نشان
ہیولا و صورت نہوتے بہم * عدم میں ہاین رہتے سب افراد کم
کلام الہی ہو جسکی ثنا * تو بندہ کرے اُسکی پھر مدح کیا
رنگت بخشنے والا چمن سخن کا منقبت اُس امام انام کا
ہی کہ جسکو عید غدیر کے دن اُسنے اپنا وصی کیا اور مولائے
مومنین خطاب دیا ۔ عقل کل کو عالم ارواح میں اُسنے پڑھایا اور
وہی ہر ایک نبی کے مشکلونمیں کام آیا ۔ شیرازہ ہی اوراق
ز... امام و پیشوا ہی دین و دنیا کا * ہیت
سے وہ * خلافت کی مسند کی زینت ہی وہ

یہی دین نبی کا وہی انتظام * وہ مولا ہی اور ہم سب ہیں غلام

رسالت ہوئی مصطفی پر تمام * ولایت ہوئی مرتضی پر تمام

نبی کا ہی رتبہ وصی پر کھلا * وصی کا نبی سمجھے ہی مرتبا

ہمیں اور نہیں اتنی قدرت کہاں * کہ دونوں کے رتبے کریں ہم بیاں

پر اتنا تو لگتا ہی اپنا شعور * اطاعت ہی دونوں کی سبکو ضرور

میں کیا ہوں جو کروں انمیں فرق * رہوں ایک انکی محبت میں غرق

الٰہی بحق بنی فاطمہ * کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول * من و دست و دامان آل رسول

بعد اس حمد و نعمت کے عاصی شیر علی ابن سید

علی مظفر خان ابن میر غلام مصطفی مرحوم و مغفور متخلص

با فسوس کہتا ہی کہ اصل اس حقیر کی ملک خراسان ہی

اور قوم سادات ۔ لیکن ابا و اجداد ہندوستان میں

آئے اور وطن انھوں نے اپنا قصبہ نارنول میں کیا اس سبب

سے نارنولی مشہور ہوئے ۔ مگر جد و پدر اسکے عہد میں بادشاہ

محمد شاہ فردوس آرامگاہ کے شاہ جہان آباد میں وارد ہوئے

اور رفاقت نواب عمدۃ الملک امیر خا

اختیار کی۔ چنانچہ کمال ثروت انکو اُس سرکار میں ہوئی تب انھوں نے استقامت اور سکونت شہر مذکور میں کی۔ اور اس عاصی کا مولد نیا شہر ہے۔ بعد برہم ہونے سلطنت کے اور بوقت نواب صاحب مغفور کے ایک مدت مدید والد مرحوم خانہ نشین رہے۔ آخر دلی کو چھوڑا اور روزگار بنگالے کے صوبہ دار و نکا کیا۔ اُن دنوں میں فقیر کا سن گیارہ برس کا تھا گلستان پڑھتا تھا اور سیر دیوان ولی کی اکثر کرتا۔ طبیعت موزون اُن ایام میں بھی تھی چنانچہ کئی شعر اوقات مذکورہ میں بوضع قدما کہے تھے۔ یہہ مطلع بھی اُنھیں میں سے ہے

ارے پیارے تیرے اِس حسن رنگیں کا خدا حافظ

تیری اِس زلف پر چیں کا محمد مصطفیٰ حافظ

قصہ کوتاہ والد ماجد نواب جعفر علی خان بہادر مرحوم کے واقعی نائب بھی عظیم آباد میں تھے۔ بعد اِس سانحے کے لکھنو میں آئے اور حقیر اُنسے دو برس پہلے یہاں آچکا تھا۔ آخر وے توجہ ر آباد کو تشریف لیگئے اور بعد چند روز کے وہیں بقضای الٰہی بہشت کو سدھارے۔ میں نے بود و باش اپنی یہیں ٹھرائی اور ابتدا

جوانی سے سرکار میں نواب سالار جنگ بہادر مرحوم کی پرورش پائی یہانتک جب تک مرشدزادہ آفاق صاحب عالم جہاندار شاہ جنت آرامگاہ رونق افزا لکھنؤ کے ہوئے تب تک اُسی سرکار میں بعہدہ مصاحبت سرفراز تھا۔ اُن دنوں بھی فکر سخن تھی لیکن تحصیل علوم عربیہ میں نہایت مصروف تھا۔ مشق سخن اِس خادم طبع کی اہل سخن کے نزدیک پختگی کو پہنچ چکی تھی اور دیوان بھی مرتب ہو چکا تھا چنانچہ کلام اِس ہیچمدان کا مرشدزادہ آفاق کو نہایت پسند آیا اور خواصان حضور میں بعہدہ شاعری سرفراز فرمایا۔ بسبب اُنکی قدردانی کے پہربسا اوقات بندہ فکر سخن ہی میں رہتا تھا۔ غرض جب اُنہوں نے رحلت فرمائی تب میں نے شعر و سخن ترک کیا یہانتک مشاعرکی صحبت میں آنا جانا بھی چھوڑ دیا۔ مگر درس و تدریس سے سروکار تھا اور سبب کاہونے بیکاری کے خرچ روزمرہ نواب سرفرازالدولہ حسن رضا خان بہادر کی بدولت جو کچھ کہ مقدر تھا پہنچے جاتا تھا اور ذکایت نوکری کی کچھ نہ تھی غرض آپس بزرگ

ہو ہو نکے بیان سے زبان قاصر ہی ــ خدا اُسکو جزائے خیر دیوے
اوٗر جنت الماویٰ میں درجہ اعلیٰ عطا کرے ــ کہ سنا بیسویں
تاریخ روز جمعہ کو وہی ستّرہویں ماہ اکتوبر کی تھی سن
ہجری بارہ سو پندرہ تھے اوٗر سن عیسوی اٹھارہ سو ایک
کہ صاحب جالیان القدر کرنل اسکات بہادر نے مجھے بلوا
بھیجا اوٗر کلام میرا سنا بعد الطاف و نوازش سے فرمایا کہ تو
سرکار کمپنی دام دولت ہم کے ملازموں میں اسی تاریخ سے
سرفراز ہوا ــ بدل جمعی تمام کلکتے کو روانہ ہو کہ صاحب
عالی شان دام ظلہم زبان اُردو کا محاورہ اوٗر صحت دریافت
کیا چاہتے ہیں بنابر اسکے تجھے طلب کیا ہی ــ یہہ ہیچمدان اگرچہ
لیاقت موافق اساتذہ سابق کے نرکھتا تھا اوٗر اِس فن سے
بھی دل برداشتہ تھا پر قدر دان جو اُس بزرگ کو دیکھا
اوٗر صاحبونکو جوہر شناس سمجھا فی الواقع قدر دان اہل فن
اوٗر عزت بخش صاحبان سخن انسے بہتر کوئی نہیں اوٗر انکی
سرکار مجمع علما و طلبا ہی ــ عازم اِس ملک کا ہوا اوٗر آب
آیا ــ غرض صاحبان ذوی الاحترام کی

قدردانی جتنی سنی تھی اُسسے دوچند دیکھی ۔ واقعی اس ملک میں انھیں کے سبب اس ہیچمدان کی استعداد عزت ہوئی اور اسکے کلام نے اتنی رونق پکڑی ۔ ورنہ یہ کس قطار میں اور اسکا کلام کس شمار میں ۔ لیکن تعلق میرا جو مدرسہ ہندی سے ہوا بنابر اُسکے بسا اوقات خدمت میں صاحب عالی طبیعت والا فطنت مدرس ہندی مہربان جان گلکرست صاحب دام مرد متہ کہ جامع قوانین اس زبانکے ہیں حاضر ہونے لگا ۔ ایک دن صاحب موصوف نے مہربانی سے فرمایا کہ بوگلستان سعدی شیرازیکا زبان اُردو میں ترجمہ کر ۔ میں نے دھیان کیا کہ عبارت اسکے بظاہر صاف و بباطن پیچدار ہی ۔ علاوہ اسکی عبارت کا اختلاف بیشمار ہی ۔ اور رُتبہ اپنی قوت تالیف کا اور شیخ مرحوم کی تصنیف کا جو خیال کیا تو کسیطرح کی نسبت نپائی چہ نسبت خاک را باعالم پاک ارادہ کیا کہ اسسے پہلو تھی کروں اور سرعجز آگے دھردوں پھر دلمیں سوچ آیا کہ مبادا حاشیہ خیال میں اُنکے گذرے کہ اسنے ہمارا کہنا نمانا اور اسبات کو سہل جانا تب قصد کیا کہ ایک حکایت طولانی کہ نظم و نثر

سے ہوا سے ترجمہ کروں۔ اگر بخوبی سرانجام ہوئی اور اہل
معانی کی پسند پڑی تو فبہا۔ ورنہ صاحب ممدوح سے اس امر
کی معافی چاہوںگا۔ چنانچہ قاضی احمد ان کی حکایت کا ترجمہ کیا
اور وہ علما و فضلا و چند شعرا کہ یہاں تھے انکی پسند پڑا۔ تب
اس ضعیف نے کمر ہمت بقوت باندھی اور سعی بالغ کی۔
بارے فضل ایزدی اور لطف سرمدی سے تمام کتاب زبان اردو
میں لکھی اور وہ مقبول خاص و عام کی ہوئی۔ نام اسکا باغ اردو
رکھا چنانچہ اسکے شروع کی تاریخ بھی اسی میں سے نکلتی ہی

میں تاریخ اسکی جوں چاہا مع نام * کہوں دل جب باآئین نیکو
کہ اس میں ہاتف غیبی یہہ بولا * ہی ازآغاز اردوے باغ اردو

لیکن فی الحقیقت یہہ کتاب جب مقبول
ہوگی جو حضور میں امیر والا تدبیر عادل بے نظیر۔
پشت و پناہ کہتر و مہتر۔ غریب پرور۔ قدر افزاے علما و شعرا۔
راحت رساں سینہ ریشاں۔ چارہ ساز بیچارگان و درویشان۔
بانی مدرسۂ علم و فضل۔ ماحی بانیاد ظلم و جہل

حمایت اگر اسکی پشہ بھی پاے * تو ہاتھی کو ہرگز نہ خاطر میں لاے

جو ابر کرم اُسکا برساے زر * تو ہرایک گدا لیوے داس کو بھر
بیان کیا کروں دانش و عقل کو * فلاطون بھی اُسسے تعلیم ہو
سخاوت شجاعت کرامت کرم * عیاں اُسمیں ہین سب بوجہ اتم
زبدۂ نوئینان عالیشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان
مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہٗ کے قبول ہو گی
پسند آئے اسکو جو اسکی بہار * رہے تازگی اسکی لیل و نہار
اگرچہ اس باغ کے گل اور پھول بیمقدار ہیں اور کم تر از خار ہے لیکن
توقع اُس ابر کرم سے یہہ ہی کہ متوجہ اسپر ہووے اور
اپنی لطف و التفات کی رشحات سے شاداب کرے کہ مینہ ہر جا کہہ
برستا ہی گل و خار اُسکے فیض سے کوئی محروم نہیں رہتا
کرم سے ہوں تیرے یہ امیدوار * نظر مہر کی اسپہ ہو ایکبار

یہہ کئی سطر بیچ عذر رونکی ہیں

ارباب فطنت و صاحبان طبیعت پر ظاہر ہووے کہ فقیر نے
اسکی نظم و نثر کا مطلب مع حرفی موافق اپنے مقدور کے

نہیں چھوڑا اگر زیادہ کمی کہیں کہیں کی ہی ۔ اور جس نظم و نثر میں اختلاف نسخ دیکھا ہی یا اختلاف معانی ۔ بعضی جا گہہ تو ہر ایک کا ترجمہ کیا ہی اور بعضے مقام میں جسکی ترجیح اپنے نزدیک ٹھہری ہی اُسکا کیا ہی اور مرجوح کو ترک ۔ کسی مقام میں ہو تو بھی کرنے میں آیا ہی ۔ گو محاورے سے اندکے تفاوت ہو گیا ہو پر اکثر رعایت محاورے ہی کی منظور رہی ہی ۔ سبب اسکا اہل سخن اور صاحبان فہم کے اندکے تامل میں کھل جائیگا اور جس موضع میں لفظ تو کہ فارسی ہی یا یائے خطاب جیسے گفتی سفتی میں ہی تو یا واو معروف کیا گیا اگرچہ صاحبان اردو گفتگو میں بیچ اُن موضعوں کے اُسکو نہیں بولتے بلکہ تعظیماً لفظ تم استعمال کرتے ہیں بنا بر اِسکے کہ کتاب اور اشعار میں جایز ہی چنانچہ اکثر کلام شعرا کا قصاید مدح میں اِسپر شاہد ہی یہہ ہیچمدان نہیں کہتا کہ کلام میں میرے کہیں غلطی نہیں ہی یا کوئی اِس کتاب سے مطالب اپنے جی کی زبان میں بیان نکر سکیگا لیکن اِتنا البتہ کہ یہہ خالی غلطیوں سے نہیں ہی اور جو کوئی اِس پر ایسا ارادہ کریگا تو قدر اِس بیمقدار

کی جائیگا اب امید اہل نظر سے یہ ہی اگر کہیں کہیں قباحت
اس میں دیکھیں تو اُسکو دامن کرم سے چھپاویں اور زبان
پر نہ لاویں کہ انسان کا کام ممکن نہیں جو بے عیب ہو نہ خصوص
مجھسے ناقص کا کہ اپنے کمال کو بھی نقصان جانتا ہوں اور جسکا
سخن معقول ہو مانتا ہوں غرض دشمنونکی آنکھونمیں یہ خار خار
ہی اور دوستونکی نظرونمیں گلزار *

رہیگا سدا جگمیں یہ بوستان * ثبات اپنا لیکن ہمیشہ کہاں
بقا نقش کاغذ کو ہی خدا لیا * اور انسان کے نقشے کو ہر دم فنا
مصنف مولف کو کب ہی قیام * نشاں اُنکا رہتا ہی بدمیں یک کلام
یہ ہی طالبوں سے مجھے التجا * کریں میرے حق میں وہ ایسی دعا
بعشرت کروں باغ دنیا کی سیر * ہو آخر مری عاقبت بخیر
شکر ہی لا انتہا اللہ کا * ختم کس خوبی سے دیباجہ ہوا *

* بسم اللہ الرحمن الرحیم *

دوسرا دیباچہ اصل کتاب کا

شکر و احسان ہی خدا کا کہ غالب ہی سب پر اوٗر بزرگ ہی سب سے ـ طاعت اُسکی سبب ہی قرب کا اوٗر شکر اُسکا زیادہ کرنے والا ہی نعمت کا ـ جو دم کہ نیچے حلق کے جاتا ہی مددگار حیات کا ہی اوٗر جو اوپر آتا ہی فرح بخش ذات کا ـ پس ہر ایک سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں اوٗر ہر ایک نعمت پر ایک شکر واجب

عبد کے دست و زبان ہیں عاجز کیا * شکر سے اُسکے جو ہو عہدہ برا

چنانچہ خدا تعالی کہتا ہی عمل شایستہ کرو ای آل داوٗد ایسی نعمتوں کے شکر میں اور میرے بندے شکر گذار تھوڑے ہیں

خوب ہی بندہ وہی جو عجز سے * در پہ صاحب کے کرے عذر خطا

ورنہ لایق صاحبی کے اُسکی یہاں * کیسے ہوسکتا ہی جو لاوے بجا
اُسکی رحمت بے حساب کا مینہ سبھوں پر برسا ہی — اور
اُسکی نعمت بیدریغ کا دسترخوان سب جگہہ بچھا ہی — بندونکی
ناموس کا پردہ بہ سبب گناہ فاحش کے نہیں پھاڑتا اور
روزینہ کسیکی روزیکا خطائے زشت کے باعث بند نہیں کرتا

تیرے خزانہ غیبی سے ای خدائے کریم
مدام پاتے ہیں روزینہ گبر اور ترسا
محال ہی کہ تیرے دوست تجھسے ہوں محروم
کہ اپنے دشمنونکو دھمیں تو ہی دیتا

باد صبا کے فرّاش کو ارشاد کیا کہ فرش زمرّدی بچھاوے
اور دایۂ ابر بہار کو فرمایا کہ ہر روئیدگی کو دختران شیرخوار کی
مانند زمین کے پالنے میں پالے — درختوں کے تئیں نوروز کو
خلعت سبز پتوں کا پہنایا اور موسم بہار کے آنے سے شگوفے کا
تاج اطفال شاخ کے سر پر رکھا — شیرہ انگور کا اُسکی قدرت سے
شہد خالص ہوا اور تخم خرما اُسکی پرورش سے نخل بلند بالا

ابر و باد و فلک و شمس و قمر کام میں ہیں

کہ تو روٹی کو جو پیدا کرے غذات سے نہ کھائیے
ہونگے سرکشتہ و محکوم سبھی تیرے لئے
منصفی یہ نہیں جو حکم سے تو یوں پھر جائے

سردار کائنات کا فخر موجودات کا باعث رحمت عالمیونکا
برگزیدہ آدمیونکا بہترہ زمانیکا

شفیع و قاسم نار و جناں نبی کریم
شکیبان و سرور و خندہ دہاں خلیق و جسیم
گرے دیوار اُمّت کب سہارا اُسکو ہی تیرا
ورتہ وہ موج سے کیوں نوح ہووے ناخدا جسکا
رتبۂ عالی کہتیں پہنچا ہی اُس شہ کا کمال
ظلمتیں کرتا ہی روشن اُسکا نورانی جمال
نیک ہونگے سربسر اُس پاک طینت کے خصال
لایق صلوٰۃ وہ ہیگا فقط اور اُسکی آل

یوں کہتا ہی کہ جو کوئی بندہ گنہگار پریشان روزگار درگاہ میں
خدائے بزرگ و برتر کی ہاتھہ کار ہاے بد سے کھینچ کر اجابت کی امید پر
پھیلاوے حق تعالیٰ اُسپر نظر لطف کی نکرے ۔ پھر اُسکی جناب

میں آ کر زاری کرے تب بھی روے رحمت پھیر لے اپھر بھی وہ تضرع سے ہاتھ نہ اُٹھاے اور پھر اسیطرح عجز سے گڑ گڑاے تب خداے کریم کہے ای فرشتو دیکہو کہ میں نے اپنے بندے سے کہ نہیں ہی اُسکا رب کوئی اور سواے میرے بس بخشا میں نے اُسکو دعا اُسکی قبول کی اور حاجت اُسکی بر لایا کہ اپنے بندے کی کثرت دعا سے اور زاری سے شرماتا ہوں

دیکھو تو کیا کچھ ہی لطف کردگار * عبد ہیں عاصی وہ ہے گا شرمسار

معتکف اُسکے کعبۂ جلال کے اپنی عبادت کے قصور پر مقر ہیں کہ عبادت نہیں کی ہمنے تیری جو حق عبادت کا ہی اور وصف کرنے والے اُسکے جمال کے حیران ہو کر کہتے ہیں کہ نہیں پہنچانا ہمنے حق تیری معرفت کا

جو کوئی مجھسے پوچھے اُسکا وصف * بے نشاں کا پتا بتاؤں کیا

ہینگے عشاق کشتۂ معشوق * کب نکلتی ہی کشتگاں کی صدا

ایک صاحب دل مراقبے میں گیا تھا اور کشف کے دریا میں ڈوبا تھا جسوقت کہ اُس حالت سے نکلا ایک اُسکے ہم صحبت نے گستاخی سے کہا جس باغمیں کہ تو تھا واں سے ہمارے واسطے کیا

تحفہ لایا۔ کہا اُسنے ارادہ تھا کہ جب پھولونکے درخت تک پہنچونگا یاروں کے واسطے دامن بھر لونگا۔ جب کہ پہنچا گل کی باس نے ایسا مست کیا کہ دامن میرے ہاتھ سے چھٹ گیا

نہیں ہے کہ باغ سے پھولوں پھول * گل دیکھ کے بوے ہو گیا مست

تو سیکھ یہ اے عشق کے پروانے سے یابال۔ وہ جلکے ہوا راکھ پھر آواز نہ آئی * یہ مدعی آگاہ نہیں عشق سے مطلق * داقف جو ہوے اُنکی خبر پھر نہ پائی * ای وہم اور قیاس سے باہر گمان سے دور * بلکہ جو کچھ کہ ہمنے سُنا اور ہی پڑھا * مجلس تمام ہوگئی اور عمر بر تیرے * پہلے ہی وصف میں ہیں رہا جس طرح سے تھا

اوصاف بادشاہ اسلام کے ہمیشہ رکھے اللہ ملک اُسکا

سعدی کی خوبیوں کا چرچا کہ عوام میں اسقدر پھیلا ہی اور آوازہ اُسکے کلام کا اکثر ملکوں میں پہنچا ہی شیرینی اُسکے سخن کی کہ مثل شکر کے کھاتے ہیں اور پرزے اُسکی نظم و نثر کے ہندوی سکے کاغذ کی مانند لیجاتے ہیں۔ سبب اسکا فضل و کمال اُسکا نہیں بلکہ

خداوند جہان - قطب دایرۂ زمان - جانشین سلیمان - مددگار اہل ایمان شاہنشاہ عظیم الشان - اتابک اعظم یعنی اتالیق بزرگ - مظفر الدین ابوبکر بن سعد زنگی نے - سایہ خدائے بزرگ کا دیوے ملکوں پر اُسکے ای پروردگار خوش رہ اُسّے اور خوش رکھہ اُسکو - چشم عنایت سے اُسپر نظر کی ہی اور صدق ارادت سے تحسین و آفرین بہت سی فرمائی ہی - اسواسطے ناچار تمام خلق کو اُسکی محبت پر رغبت ہوئی کہ الناس علی دین ملوکہم - یعنے آدمی اپنے بادشاہونکے روّیے اور طریقے پر چلتے ہیں

جب سے کہ مجھہ گدا پر شاہ تیری نظر ہی * شہرۂ جہاں میں میرا خورسے زیادہ تر ہی * ہیں عیب جتنے جگہیں وُہ مجھہ میں ہیں سراسر * لیکن جو عیب شہ کو بھاوے وہی ہنر ہی

گل خوشبو مجھے حمّام کے بیچ * کسی محبوب نے ایکدن عطا کی * کہا میں نے عبیر و مشک ہی تو * کہ تیری بو سے ہی یہہ مجکو مستی * کہا اُسنے گل ناچیز تھی میں * پر ایک مدت جو گل کے پاس بیٹھی * کمال اُسکے نے کی مجھہ میں یہہ تاثیر * وگرنہ میں وہی مٹی ہوں مٹی

الہی بہرہ مند کر مسلمانونکو اُسکی عمر دراز سے اور دو چند کر
اُسکی خوبیوں اور نیکیونکے ثواب ۔ بلند کر درجے اُسکے
حاکموں اور دوستونکے ۔ ہلاک کر اُسکے دشمن اور بدخواہ ۔
محفوظ و مامون رکھہ اُسکے ملک اور فرزند شام و پگاہ ۔ بحرمت
آیات کلام اللہ اُسکی نیت نیکی رہے دنیا ہوئی سب
جس سے نیک * کی مدد ایزدنے اُسکی دیکے نصرت کا لوا *
وہ شجر یوں نہیں رہے سرسبز جسکی ہی وہ جڑ * حسن ہر
روئیدگی اکرام ہیگا تخم کا * اللہ تعالی زمین پاک
شیراز کو حاکمان باعدل کی ہیبت کے باعث اور عالمان باعمل کی
توجہ کے سبب قیامت تک سلامتی کی امان میں رکھے

تو جانتا نہیں ہی غربت کی بستیو ںمیں
کی ٹیں نے ایک مدت کسواسطے درنگی
باہر نکل گیا تھا جب چھوڑ تنگ ترکان
تب تھا جہاں درہم مانند موئے زنگی
فرزند آدمی کے تھے گرچہ سارے لیکن
مانند بھیڑیونکی تھی سبکو تیز چنگی

آیا جو پھیر پایا آسودہ ملک بانگہ
اچھو نہیں بھی نہائی تک خصلت پلنگی
تھے اندرون کشور مردان نیک سیرت
باہر ہر ایک سپاہی مانند شیر جنگی
اعدا کو تکے دوربیں تو ڈبا ہی تھا جو دیکھا
رہتے جہان تھاں تھی فریاد و فکر و تنگی
پر فضل ایزدی سے اور لطف سرمدی سے
یہہ کچھ ہوا بعہد بو بکر سعد زنگی

اقلیم پارس کو نہیں کچھ خوف دہر میں * جب تک کہ اُسکے
سر پہ ہی تو سایۂ خدا * ہرگز کبھو بتا نہ سکے ایک شخص بھی *
کوئی جاے امن جگت میں تیرے آستاں سوا * دلجوئی یکسو نکی
ہی تجھپر مدام اور * ہمپر ہی شکر حق پہ ہی دینا تجھے جزا *
یارب فساد و فتنے سے محفوظ رکھہ وہ ملک * جب تک کہ
ہووے باد کو اور خاک کو بقا

صاحب تالیف کتاب کا

ایک رات میں گذرے ہوئے دنوں پر تامل کرتا تھا
اور عمر جو رایگاں ہوئی تھی اُسپر تاسف سے رو رو
یہہ باتیں حسب حال اپنے کہتا

دم گذرتا ہیگا ہر دم عمر سے * دمبدم ہوں دیکھتا گھٹتے اِسے
سال تیری عمر کے گذرے پچاس * اب تلک یہہ نیند ہی ای بیحواس
چیت جا ٹک کھولدے آنکھیں ذرا * پانچ دن باقی ہیں اِنکو مت گنوا
جو گیا ناکام ہی وہ شرمسار * بجگیا نقارہ اور لادا نہ بار
کوچ میں شیرین تو ہی خواب سحر * راہ روکو راہ کا مانع ہی پر
جو کہ آیا ایک نئی تعمیر کی * خود گیا اور دوسریکو سونپ دی
کی ہوس اُس بیخرد نے بھی وہی * پر کسی نے یہہ بنا آخر نہ کی
دوست مت رکھ غیر ثابت آشنا * لایق یاری نہیں وہ بیوفا
مرمتے گا نیک و بد ہی کمیں جو * ساتھ نیکی جسکے ہی ہی خوب وہ
بھیج اپنی گور میں سامان عیش * جو تجھے وہاں بھی ملے بستان عیش
پیچھے یہہ مشکل ہی پہلے بھیج تو * ڈھیل مت کر ایک پل ای نیکخو
عمر برف اور گرم ایسا آفتاب * پگھر رہی ہی سو دو جاتی ہی شتاب
اب بھی ہی خواجہ کو نخوت اور غرور * قابل تحسین ہی اُسکا شعور

عیش کا مایہ ہی اِنسانکا شکم * بھاری ہو جو رنج سے تو کیا ہی غم

بند ہو ایسا جو پھر چھُٹنے نہ پاے * تو ہی لایق زیست سے دکھ اُٹھاے

اور چھُٹے یوں جو نہ پھر کر بند ہو * تو کہو جیسے سے اپنے ہاتھ دھو

ہیں مخالف طبع میں سرکش یہہ چار * پانچ دن ہوجاتے ہیں آپسمیں یار

ایک ہو اِن چار سے غالب اگر * جان شیریں تن سے کر جاوے سفر

بالضرورت مرد کامل ذی شعور * زیست سے دنیا کی دل رکھتا ہی دور

مٹھیاں خالی ہیں دونو سربسر * تو گیا بازار کس امید پر

خون سے ہیگا دھرکتا دل میرا * تو نہ لاویگا زر مال اپنا بھرا

اپنی کھیتی جو کہ کچی کھائیگا * سیلا بھتّے اور جا گہہ جائیگا

پند سعدی جی سے سن اور کر عمل * راہ یہہ ہی مرد ہو ہو لے تو چل

اِن باتوں میں تامّل کرکے پھر یہہ صلاح دیکھی

کہ گوشہ تنہائی میں بیٹھوں لوگوں کی صحبت چھوڑ دوں

اور دفتر پریشاں گفتاری کے دھو ڈالوں بلکہ پھر کلام

منتشر نہ کہوں

جو گوشہ پکڑے کاٹ اپنی زبان کو اور بنے گونگا

نہو وسے حکم میں جسکی زبان اُسّے ہی وہ اچھا

ایک دوستوں میں سے وہ دوست جو محنت سے کما دے بیٹھ آبس تھا اور محبت سے حجرے میں جابیٹھ ـ موافق رسم قدیم کے آیا ـ پھیرا اُسنے ہنسی ٹھٹھا کیا اور پیار جتایا جواب اُ[illegible]ں نے نہ دیا اور سر کو زانوئے بندگی سے نہ اُٹھایا ـ تب نگاہ رنجیدگی سے مجکو دیکھکر کہا اُسنے

ہنسی خوشی سے ذرا آج بول لے بھائی * کہ ابناک تجھے ہیگا کلام کا اِمکان * اجل کا پیک جو کل تیرے پاس پہنچے گا * تو بالضرور کریگا تو بند اپنی زبان ایک میرے علاقے مند نے اُسکو موافق حال کے آگاہ کیا کہ فلانے شخص نے قصد کیا ہی اور نیت اُسوا رکی ہی کہ جتنے عمر کے دن باقی ہیں اُنہیں گوشہ نشیں ہو کر بیٹھے اور خاموشی اختیار کرے ـ تو بھی اگر قدرت رکھتا ہی تو چلا جا اور کنارہ کر ـ کہا اُسنے قسم ہی عزت خداے عظیم کی اور صحبت قدیم کی کہ دم نہ ماروںگا اور قدم نہ اُٹھاؤنگا مگر اُسوقت کہ کلام عادت مالوف پر اور طریقہ معروف پر کہا جاے ـ اِسواسطے کہ آزردہ کرنا دوستوںکا جہاں ہی اور کفارہ قسم کا سہل ـ خلاف راہ راست کا ہی اور

برعکس اسکے صاحبان دانش کا کہ ذوالفقار علی جانبہ السلام
رہے میان میں اور زبان سعدیکی خاموش دہان میں
در خزانہ اہل ہنر کی ہی کنجی * شعورمندکے کام دہن کے
بابیچ زبان * کوئی بجانے اگر بند ہووے دروازہ جوہر فروش
ہاہیں اس گھر میں یا ہیں شیشہ گران * ادب ہی گرچہ خاموشی
ہر ایک ذی عقل کے آگے * بوقت مصلحت بہتر یہہ ہی
نے تو رہے چپکا * سبک ان دو سے ہوتی ہی مقرر عقل انسانکی *
سخن وقت خموشی بولنیکے وقت چپ رہنا
حاصل یہہ ہی میں نے اپنے تئیں طاقت نپائی کہ اُسسے کلمہ وکلام
نکروں اور اسبات سے منہہ پھیرلوں کہ مروت سے نہایت
بعید ہی ـ اسواسطے کہ وہ یار موافق اور محب صادق تھا
اُسسے لڑ جیسے ہوسکے چارہ * یا کہ ہو بھاگنے سے چھٹکارا
بنابر ضرورت کے باتیں اُسسے کیں میں نے اور
خوشی خوشی فصل ربیع میں کہ جاڑا اعتدال پر تھا اور
وقت بہار کا پہنچا تھا ـ اُسکے ساتھ سیر کو باہر گیا
بلبلیں اور سبزے تھے ایسے ہی بیرا ہن درختونکے * گلے میں عیدکے جامے ہوں

جیسے بیاہ سنجوگ کے * شروع ماہ اردے موسم گل جیٹھ کا اوّل *
گرے تھے جو بلبل ہر ایک پھولونکی ڈالی پر * رخ شاہد
پہ ہوں غنچے میں جوں قطرے پسینے کے * گل و غنچے کے ہیں
رخسار پر یوں اوس کے گوہر اُنھا قا باغ میں
ایک دوست کے ساتھ رات کی رات رہے۔ واقعی مقام
پاکیزہ تھا کائنات اُس میں سہاونے اور درخت گھنے تھے۔
گویا ریزہ ریزہ آبگینہ ہو کر اُسکی زمیں پر چھٹکا تھا اور کیّھا
ثریّا کا اُسکے تاک میں لٹکا ایک گلشن آب جوسکی
نہر کا شیریں و صاف * پیڑ پر وہاں بولتے ہیں طایران خوشنوا *
وہ بھرا ہی سر بسر گلہاے رنگا رنگ سے * یہ بہت
اقسام کے میوونسے سارا ہی لدا * چھاؤں میں وہا نکے
درختان زمرّد فام کی * باد نے بچھایا فرش زنگار رنگ کا
وقت صبح کے ارادہ پھر آنیکا باتھنے کے قصد پر غالب
آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کر دامن اُسنے گل و ریحان سے بھرا ہی
اور عازم شہر کا ہوا ہی۔ کہا میں نے تو جانتا ہی کہ باغ کے
پھولونکو بقا نہیں اور اُسکی بہار کو وفا نہیں * تب ہر حکیموں نے

بھی کہا ہی جو چیز دیرپا نہیں اُسّے تعلق خاطر کا روا نہیں۔ بولا وہ کہ طریقہ کیا ہی تب مَیں نے کہا دیکھنے والونکی نزہت کے لئے اور حاضرونکی دانش کے واسطے کتاب گلستان تصنیف کرسکتا ہوں کہ باد خزان اُسکے ورق پر دست درازی کرسکے اور گردش زمانیکی اُسکے عیش ربیع کو طیش خریف سے بدل نسکے کیا میرے کام آیگا گل کا طبق * لے گلستا دیکھ میری کوئی ورق * پھول کی ہی پانچ دن کی تازگی * یہہ گلستاں رہینگی تا ابد ہی

جونہیں یہہ بات مَیں نے کہی دامن سے پھول اُسنے پھینک دیئے اور میرا دامن پکڑ لیا کہ اکرم افراد عہد وفا یعنی بزرگونکو وفاے وعدہ لازم ہی پس دو فصلیں معاشرت کے حسن میں اور محاورے کے آداب میں جس نہج سے کہ متکلمونکو مفید پڑیں اور لکھنے والونکی بلاغت میں ترقی دیں اُسی دن لکھیں۔ حاصل یہہ ہی کہ باغ میں پھول کچھ باقی تھے کہ گلستان تمام ہوئی پر حقیقت میں اُسوقت تمام ہوگی جو بارگاہ میں جہان پناہ کی کہ وہ سایہ کردگار کا اور لطف

پروردگار کا توشہ زمانے کا مدد کیا گیا آسمان کا مقام امان کا بھگانے والا دشمنوں کا قوت دینے والا دولت کا روشن کرنے والا ملت کا زیب انام کا فخر اسلام کا سعد ابن اتابک اعظم شہنشاہ معظم صاحب گردہوں کا سردار عرب و عجم کے بادشاہوں کا سلطان خشکی و تری کا وارث ملک سلیمان کا مظفر الدین ابو بکر بن سعد زنگی ہے۔ ہمیشہ رکھے حق تعالی دولت و اقبال اُنکا اور ہر ایک خیر کو کردیوے مال اُنکا۔ پسند پڑے اور الطاف و مہربانی سے وہ مطالعہ فرماوے

وہ لطف سے جو توجہ کرے تو ہووے یہہ * نگارخانۂ چینی و نقش ارژنگی * امید ہی کہ نہ منہ پھیرے اس سخن سے وہ * کہ دلکشا ہی گلستاں نجائے دلتنگی * خصوص یہہ جو ہی دیباچہ مبارک و سعد * بنام سعد ابو بکر سعد بن زنگی

مراد نگارخانۂ چینی سے یہاں اغلب وہ نگارخانہ ہی کہ اہل چین نے اسکندر رومی کے دیکھانے کے واسطے بنایا تھا اور نقش ارژنگ علم خانۂ مانی ہی چنانچہ وہ ایک تختہ تھا یا ایک چادر تھی کہ اُسپر قسم قسم کی تصویریں اُسنے

بنائیں تھیں اور آپ نے اپنا معجزہ ٹھہرا کر دعویٰ نبوت کا کیا تھا

تعریف امیر کبیر فخر الدین ابی نصر کے بیٹے کی

اور میری فکر کی دلہن بے جمالی سے باہر نہ آئے ۔ خجالت کی پشت پا سے آنکھیں پاس کی نہ اُٹھائے اور صاحب جمالوں کی گروہ میں بھی جلوہ گر نہووے جب تک کہ زیور قبول سے اُسکو زینت نہ بخشے ۔ امیر کبیر عالم عادل مظفر کامل پشت و پناہ تخت سلطنت شیر بی نظیر مدبیر مملکت بجائے پناہ فقرا و غربا مربی فضلا محب اتقیا فخر آل پارس بادشاہ خاصان قوت بازوئے شاہان فخر دولت و دین فریاد رس اسلام و مسلمین عمدہ ملوک و سلاطین ابو بکر بن ابی نصر ۔ بڑھاوے باری تعالی عمر اُسکی اور زیادہ کرے مرتبہ اُسکا ۔ کہ وہ ممدوح بزرگان آفاق کا ہی اور مجمع کرم و اخلاق

اُسکے سامنے ہیں جو ہی شام و پگاہ * دشمن اُسکا دوست اور طاعت گناہ

غرض ہر ایک بندے اور خدمتگار ہر ایک خدمت

مقرر ہی اگر اُس مین کاہلی اور سستی کرے تو البتہ پوچھا جائے اور محل عتاب مین آئے مگر گروہ درویشونکا کہ شکر بزرگونکی نعمت کا واجب ہی اور ذکر اُنکی خوبیونکا اور دعائے خیر اُنکے حق مین لازم اور یہہ خدمت پس غیبت اولا تر ہی نہ حضور مین کہ یہہ بناوٹ سے نزدیک ہی اور وُہ تکلف سے دور

خرّمی سے آسمان کی پشت خم سے یہ ہی ہوئی * مادر ایام نے فرزند جب سمجھا جنا * ایک بندیکو مقرر مصلحت کو عام کی * محض حکمت ہی اگر کردیوے لطف کبریا * بعد اُسکے نام کو زندہ کریگا ذکر خیر * نیت کی دولت پائی یہان جو نیک نامی سے جیا * ہو سیرا مدّاح اہل فضل جگہین بانہو * حاجت مشاطکب رکھتا ہی مُنہہ محبوب کا

عذر قصور خدمت کا اور سبب اختیار عزلت کا

قصور اور باتیھہ رہنا یعنی حاضر ہونا ہمیشہ خدمت عالی مین کہ اِس عاصی سے ہوتا ہی بنا بر اسیکے ہی کہ ایک گروہ حکماء ہند کا بزرجمہر کی فضیلت مین گفتگو کرتا تھا آخر عیب اُسکا کچھہ معلوم نہوا مگر یہہ کہ دیر مین بات کرتا ہی۔ چاہیے کہ سننے والا بہت مدا

منتظر رہے تو وہ تقریر سخن کی کرے * بزرجمہر یہہ مذکور
سن کر بولا سوچنا اِسواسطے کہ کیا کہوں بہتر ہی اُس
پشیمانی سے کہ کیوں کہا * بہت بڑھا سخندانی
میں پکا * وہ پہلے سوچ لے تب لب کرے وا * کبھو تو بے تامل
لب کو مت کھول * سخن شایستہ کہہ گو دیر میں بول * بغیر
اندیشہ ایک ذرّہ نہ دم مار * تو بس کہنے کے پہلے بس کر
اے یار * تو گویائی سے ہی حیوان سے بہتر * جو اِنساں پوچ
گو ہووے تو ہی خر پھر کیونکر روبرو ارکان حضور
کے کہ مجموعہ صاحب دلوں کا ہی اور جلسہ علمائے متبحر کا۔ اگر
سخن رانی میں دلیری کروں تو گستاخی ہی اور عزیز مصر کے
روبرو متاع اندک کا لانا۔ غرض پوت جوہریوں کے بازار میں
عوض جو کے نہیں بکتا۔ چراغ آفتاب کے حضور نور نہیں رکھتا
اور منارہ بلند آگے کوہ الوند کے ہی نیچا کرے ہی
دعوے سے اپنی بلند جو گردن * ہر ایک سمت سے اُسپر
ہی دوڑتے ہیں دشمن * حقیر و عاجز و آزاد جگمیں ہی سعدی *
گرے سے لڑ نیکو آتا نہیں کبھو کوئی * بغیر سوچ کسی سے

نہ بولیو زنہار * بنالے نہ کسیں پہلے پھر اُٹھا دیوار

باغبانی جانتا ہوں لیکن نہ گلستان میں — ایک محبوب خوب

بیچتا ہوں و لیکن نہ کنعان میں — لقمان حکیم سے پوچھا کہ

حکمت کِس سے سیکھی کہا اُسنے اندھوں سے کہ جب تلک جا گہہ

عصا سے ٹٹول نہ لیں پاؤں نہ رکھیں

مقدّم رکھہ بر آمد کو در آمد پر * پہلے مردی آزما تب بیاہ کر

گرچہ ہی مرغ جنگ میں چالاک * پر وُہ مارے نہ آگے باز کے پر

ہیگا بیتے کے آگے موش رہا و * حق میں چوہے کے ایک ہی وُہ ببر

لیکن بزرگوں کی اخلاق کی کثرت کے اعتماد پر

کہ زیر دستوں کے عیبوں سے آنکھیں بند رکھتے ہیں اور چھوٹوں کے

گناہوں کو افشا نہیں کرتے چند کلمے بطریق اختصار کہ عجیب و

غریب اشعار ہیں اور تحفہ تحفہ حکایتیں نقلیں خصایل ملوک

وغیرہ کی اِس کتاب میں داخل کیں اور عمر گرانمایہ قدرے اُسمیں

خرچ کی — غرض موجب گلستان کی تصنیف کا یہہ تھا

پھر نظم و نثر رہیگی جہان میں برسوں تک * ہماری خاک پڑی

ہو کی آہ ہر ایک جا * پس ایک نقش ہمارا رہیگا دہر کے

بیت * کرا اپنی ہستی کی ہم دیکھتے نہیں بقا * مگر یہہ ہی کہ کبھی روز کوئی صاحب دل * کرے فقیر کے حق میں کرم سے اپنے دعا *

ترکیب کتاب میں آراستگی ابواب میں اؤر اختصار سخن میں جب غور کی تو یہہ صلاح پڑی کہ یہہ باغ پُر برگ و بار اؤر گلشن وسیع و دایم بہار آٹھہ بہشت کی مانند مضمن آٹھہ بابکا ہو اِس سبب سے مختصر ہوا کہ انجام اِسکی سیرکا موجب ملال نہو

پہلا باب بادشاہونکی سیرت میں

دوسرا باب درویشونکے اخلاق میں

تیسرا باب قناعت کی فضیلت میں

چوتھا باب خاموشی کے فایدون میں

پانچوان باب عشق و جوانی میں

چھٹھا باب ضعف و پیری میں

ساتوان باب تربیت کی تاثیر میں

آٹھوان باب صحبت کے آداب میں

شگفتہ دل تھے ہم جب مثل گلشن * سن ہجری تھے چھہ سواؤر چھپن نصیحت تھی فقط کرنی سو کی دو * گئے ہم اؤر تجھے سونپا خدا کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب بادشاہونکی سیرت میں

پہلی حکایت

مَیں نے سنا ہی کہ ایک بادشاہ نے کسی بیگناہ کے قتل کی چشم غضب سے اِشارت کی - بیچارہ سمجھا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہی زندگانی سے مایوس ہوا اور جو زبان کہ اُسکی تھی اُسی مَیں بادشاہ کو بے تامّل گالیان دینے لگا اور کلمے ناشایستہ حضور اعلی مَیں زبان پر لایا جیسا کہ کہتے ہیں

اپنے جیسے سے ہاتھہ دھووے جو * کہے جو کچھہ کہ جی مَیں آوے سو
بھاگنے کا وقت پاوے اگر * ہاتھہ مَیں لے شوق سے تیغ و سپر
وقت مایوسی درازا نسانکی ہوتی ہی زبان
جب سے عاجز ہوکے گربہ سگ پہ ہو حملہ کنان

حضرت جہان پناہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی - وزیروں میں سے ایک وزیر نیک خصلت پاکیزہ طینت نے عرض کی کہ ای خداوند عالم یہہ کہتا ہی وے لوگ جو مارتے ہیں غصّے کو اور

بخشیے نہیں خطا آدمیونکی محبوب دونو جہان میں وے ہی ہیں اور اللہ تعالی چاہتا ہی احسان کرنے والونکو۔ پادشاہ کو رحم آیا اور قتل سے اُسکے درگذرا۔ دوسرا وزیر کہ مقابل اُس والا تدبیر کے تھا یون کہنے لگا کہ ای بھائی نہیں لایق ہی کہ بادشاہونکی درگاہ میں ہم میں سے کوئی سوائے سچ بات کے کچھ اور کہے۔ اُسنے پادشاہ کی جناب میں بے ادبی کی ناشایستہ کہا تو نے خلاف اُسکی گفتگو کے عرض کیا۔ پادشاہ کے چہرۂ مبارک پر آثار غصّے کے ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ جھوٹھ اُسکا پسند خاطر اقدس کی ہوا اُس سچ سے کہ تو نے کہا کہ اُسکا حصول اصلاح تھی اور اِسکی بنیاد بدی۔ عقلمندوں نے کہا ہی۔ وُہ جھوٹھ کہ جس میں آمیزش صلح کی ہو بہتر ہی اُس سچ سے کہ فساد برپا کرے

جسکے کہنے پر عمل کرتا ہو اکثر بادشاہ
حیف ہی گر کچھ کہے وُہ نیک باتونکے سوا

اور یہہ لطیفۂ شریفہ اوپر طاق ایوان فریدونکے لکھا تھا

جہاں کیتے کرتا ہی بھائی وفا * تو خالق سے بس اپنے دل کو لگا

جہاں کی نہ رہنا تو امید پر * کہ یارے ہیں تجسے بہت پال کر
نکلنے لگی تن سے جب جان پاک * تو مرنے کو یکساں ہی تخت و خاک

دوسری حکایت

خراسان کے ایک پادشاہ نے سلطان محمود سبکتگی کے بیٹے کو بعد اُسکی وفات کے جب سو برس گذرے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی استخوان اُسکے جسم کا باقی نہیں رہا تمام بدن خاک ہوکر خاک میں مل گیا مگر آنکھیں اُسکی کاسہ چشم میں پھرتی ہیں اور نگاہ حسرت سے اِدھر اُدھر دیکھتیں ہیں تمام حکیم اور سارے ندیم اِسکی تعبیر میں عاجز ہوئے مگر ایک فقیر نے دریافت کیا اور کہا کہ چشم عبرت بین اُسکی یہہ ہی دیکھتی کہ غیروں کے تصرف میں ہی مملکت اُسکی

بہترے نامدار جو گڑے ہیں زمین میں * ہستی سے
اُنکی جگ میں کہیں ایک نشاں نہیں * وُہ کہنہ لاش خاک
میں گاڑی ہوئی جو تھی * کھا یا یہہ اُسکو خاک نے ایک
استخواں نہیں * نوشیرواں کا نام ہی دنیا میں عدل سے *
گرچہ ایک عمر گذری کہ نوشیرواں نہیں * کچھ کام نیک کرلے

بہت کم ہی زندگی * ایک دن کہینگے لوگ تجھے بھی وہ یہاں نہین

تیسری حکایت

ایک پادشاہ زادیکو سنا ہی مین نے کہ کوتاہ قامت اور حقیر بے نہایت تھا بھائی اُسکے دراز قد اور خوب صورت تھے ـ باپ اُس نیک سیرت کو چشم حقارت اور نظر کراہت سے دیکھا کرتا تا کہ اُس لڑکے ذکی الطبع نے بیانائی عقل اور رسائی ذہن سے اسبابت کو پایا اور شرط خدمت کی بجا لا کر یہہ عرض کیا کہ ای پدر عالی قدر ـ دانا پستہ قد بہتر ہی نادان دراز قد سے ـ یہہ کیا لازم ہی جو چیز کہ قامت مین کلان ہو وہ قیمت مین بھی گران ہو ـ چنانچہ کو اگرچہ کم جثے مین کلان ہی پر طوطی سا حقیقت مین کہان ہی بکری بہا کیزہ و لطیف ہی ہاتھی مردار اور کمبخت

چھوٹا اگرچہ سارے پہاڑون مین طور ہی * پر قدر مین پر اوہی پیش خدا غفور ہی * کیا سمع مبارک مین یہہ لطیفہ نہین پہنچا

یون کہا ایک دُبلے دانا نے * کسی احمق جسیم سے ہو مگر ہوے کتنا ہین ناتوان کھوڑا * پر قوی خر سے ہی کہین بہتر

پادشاہ ان باتونکو سنکر بہت ہنسا اور ارکان دولت نے نہایت پسند کیا لیکن بھائیونکا دل کمال آزردہ ہوا

انسان ہی جب تلک عزیز و چپکا *
جو عیب و ہنر اُسمیں ہی رہتا ہی چھپا * مت کر یہہ گمان کہ خالی ہر جنگل ہی * سوتا نہ کہیں اُسی میں ہووے چیتا *
یہہ سچ ہی کہ چپکا ہی جب تک بشر * چھپا ہی ہر ایک اُسکا عیب و ہنر * ہر ایک پہ مت کر گمان شکار * مبادا اُدھر چیتا ہوا ہی بے خبر

القصہ عنقریب اُسی مذکور سے ایک دشمن قوی اُس شہریار غفلت شعار سے دو چار ہوا جس وقت دونو لشکر آپسمیں مستعد لڑائی کے ہوئے اور بھرے مردانگی سے دلیرا ان طرفیں کرنے لگے سبسے پہلے اُسی لڑکے نے گھوڑا اچلایا اور یہہ کہا

یہہ نہیں ہوں میں کہ دیکھو پیٹھ میری روز جنگ * وُہ ہوں میں جو سبسے آگے رزم میں سرکو کٹائے * جو کوئی لڑتا ہی کھیلے ہی وُہ اپنی جان پر * خون لشکر اُسکی گردن پر جو پہلے بھاگ جائے

یہہ کہا اور سپاہ دشمن پر حملہ کیا — الغرض کتنے

بہادران جنگ آزمودہ کو تیغ بیدریغ سے خاک مذلّت پر گرا کر
روبرو باپ کے آیا اور زمین ادب کو چوم کر یہ عرض کیا.
جسکو ہر چند نہیں حقیر لگا * گندگی پر نجابو تو بہتر * اسپ لاغر بھی
جنگ میں جو ہو * نیاں فربہ سے ہی کہیں بہتر
کہتے ہیں کہ سپاہ دشمن کی لا انتہا تھی اور فوج اُنکی تھوڑی کہ
ایک جماعت نے مضطرب ہو کر قصد بھاگنے کا کیا ۔ شہزادے
نے اِس حال کو ملاحظہ کر کے نعرہ کیا اور کہا ای بہادرو ۔
وقت کوشش ہی لڑائی سے منہہ مت پھیرو یا وضع عورتونکی
اختیار کرو ۔ سوارونکے دلپر سُنتے ہی اِس سخن کے ایک
جوش دلیری کا آ گیا ایکبارگی سبھوں نے حملہ کیا اور
اُس لشکر شکست اثر کو تلوارونکے نیچے دھر لیا ۔ طرفۃ العین
میں لڑائی مار لی اور دشمن کو شکست فاش دی ۔ پادشاہ نے
اُسکی بہادری اور خوانمردی اِس مرتبہ جو دیکھی تفضلات
سے ماتھے کو اُسکے چوما اور گلے سے لگا لیا پھر تو بیشتر نظر توجہ
کی اُسی پر تھی تا کہ ایک دن ولی عہد اپنا کیا اور کار و بار
سلطنت کا اُسکو سونپا تب تو بھائیونکو اِس بات سے حسد

حد سے زیادہ ہوا اور ہر ایک نے ارادہ اُسکے مارنیکا کیا۔ غرض ایک دن مکرو فریب سے اُسکی دعوت کی بلکہ عداوت کی کہ طعام زہر آلودہ اُسکے روبرو رکھہ دیا۔ پہہ اُس اقبال مند کی حرکات زبون اُن کینہ وروں کی کھڑکی میں سے دیکھی تھی چنانچہ شہزادے کو اُسنے اشارت سے جتادیا اور دریچہ بند کر لیا فی الفور شہزادے نے طبش کھا کر کھانے سے ہاتھ کھینچا اور یہ کہا مشکل ہی کہ یوں ہو سکے

آسے ہنر مندونکو اور اُنکی جا گہہ ملجاے بے ہنرونکو

گو ہما کا نام جگ سے اُٹھہ ہی جاے * بوم کے سائے تلے کوئی نہ آئے *

القصہ یہہ احوال پر ملال حضرت کے سمع مبارک میں پہنچا وونہیں اُن ناعاقبت فہمونکو حضور میں بلا کر کما حقہ تنبیہ کی اور گوشمالی واجبی دی پھر ہر ایک کے واسطے حصے معین کرکے ملک کو تقسیم کر دیا تا آپسمیں سے فتنہ و فساد تمام و کمال اُٹھہ جاوے اور نزاع کسی طرح کی باقی نہ رہے کہتے ہیں دس فقیر ایک کملی میں چین سے سو ویں اور دو پادشاہ ایک اقلیم میں ہرگز نہ سما ویں

ایک روٹی پاس رکھتا ہو اگر مرد خدا* آدھی اُس میں سے مقرر دے فقیروں کتئیں* ساتوں اقلیموں کا مالک گو کہ ہووے پادشاہ* ملک کی خواہش نہو پھر اُسکو یہہ ممکن نہیں

چوتھی حکایت

عرب کے چوروں میں سے ایک طایفہ پہاڑ کی بلندی پر بیٹھا رہتا تھا اور رستا کا روانکی آمدورفت کا باعث سب مسافروں کے بھی آنے جانے کا مسدود کیا تھا۔ شہر شہر کی رعیت اور گاوں گاونکے باشندے تاخت تاراج سے اُنکی تنگ آئے تھے اور لشکر بادشاہ کا بھی مکر و فریب سے اُنکے نہایت عاجز تھا اِس سبب سے کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک جاے پناہ اُنکے ہاتھ آئی تھی اور اُسی میں جاے بود و باش بنائی تھی۔ صاحب تدبیر اُس مملکت کے اور رئیس وہانکی مصلحت کے اکثر باہم مصلحت کرتے کہ اگر یہہ گروہ اِسی وتیرے پر ایک مدت رہا تو پھر تاب مقابلے کی اِسے محال ہوگی

ہونے پاوے نہ گر درخت قوی* اُسکو ایک شخص نے اُکھاڑا ابھی* چندے اُسکو ہی گرچہ مہلت دے* پھر نہ

اُکھڑتے فلک سے رہا ہے * ایسا چشمہ مہانیکو جسکے *
پیلیجا لبکے بند کردیجے * پھر جو پانی اُسی میں جاوے پھر *
ہووے مشکل گذار ہانہی پر

آخر اِس بات نے قرار پایا کہ ایک شخص چست و چالاک کو اُنکی جستجو کے لئے مُعاین کیجئے تاکہ بروقت خبر کرے چنانچہ ایک جاسوس عیار کو مقرر کیا اور دیکھا۔ فرصت وقت کی دیکھتے تھے اور اسی گہات میں تھے کہ یہہ جو ریشہ واسطے تاراج کرنے ایک قوم کے گئے تھے اور جا گہہ اُنکی خالی تھی کہ چند اشخاص جنگ دیدہ اور کار آزمودہ کو دیکھا۔ وے گھات دیکھکر جا بجا دروں میں پہاڑ کے چھپ رہے تا کہ چور مبلغ بےحساب اور بہت سا اسباب لوٹکر سفر سے رات کو پھر آئے ہتھیار اپنے اپنے کمر سے کہولے اور مال لوٹ کا جمع کرکے ایک جاگہہ رکھ دیا۔ پہلا دشمن اُنکا خواب تھا کہ راہ چشم سے درآیا اور اُنکو غفلت میں ڈال دیا

ہوا روز آخر چھپا آفتاب * سیاہ رات نے منہہ پہ ڈالا نقاب

غرض جو نہیں پہر رات گئی کہ مردان بہادر اور دلیران

والو رگھات سے کودے اور ہر ایک کی مشکیں باندھ لیں وقت صبح پادشاہ کی درگاہ میں اُن سرکشونکو دست بستہ اور سرنگوں حاضر کیا پادشاہ نے سب کے قتل کی بسرعت اشارت کی ۔ اتفاقاً اُس جماعت میں ایک جوان تھا کہ ثمر نخل جوانیکا اُسکی ہنوز نو رو تازہ تھا اور سبزۂ گلستان رخسار کا اُسکے نو دمیدہ اور تہ ہوا تھا ۔ وزیروں میں سے ایک وزیر نے پادشاہ کے پایہ تخت کو چوما اور عجز سے پیشانی اپنی زمین پر رکھکر کلمات شفاعت آمیز اُسکے واسطے حضور معلا میں عرض کرنے لگا کہ اس لڑکے نے ہنوز باغ زندگانی سے پھل نہیں کھایا اور ریحان جوانی سے گل امید نہیں پایا امیدوار فضل وکرم ہی کہ اسکی جان بخشی کی منت اُدپر خانہ زادکے رکھیں اور اسکی تقصیرات عفو فرماویں ۔ بادشاہ اس بات کو سنکر چیں بجبیں ہوئے اور اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا اسواسطے کہ سخن بست اُسکا سلطان کی راے بلند کو پسند نہ آیا اور کہا

خونے لے نیکونکی ہووے جسکی طینت میں بدی *

گیند گنبد پر ہی ناداں تربیت نا اہل کی اور یوں فرمایا

کر اُنکے فساد کی دہان کاٹنی اور بیخ و بنیاد اُکھاڑنی مناسب تر ہی۔ آگ کو بجھانا اور انگاریکو چھوڑ دینا سانپ کو مارنا اور سنپولے کو پالنا کام عقلمندونکا نہیں

ابر برسائے گرچہ آب حیات * بید کی شاخ پھل نلائیگی پر
کھونا اوقات اپنی سفلے سے * کہ نئے بوریا نہ دیگی شکر

وزیر نے اس بیانکو جبرا و قہرا پسند کیا اور بادشاہ کی خوبی عقل پر آفرین کی اور کہا جو کچھ کہ جہان پناہ نے ارشاد کیا وہ ہی حق ہی اور عین صواب لیکن اگر صحبت میں اُن بدونکی تربیت ہوتا البتہ خو بو اُنکی ہی پکڑتا۔ غلام کو امید ہی کہ اگر خدمت میں اچھونکی اور صحبت میں نیکونکی تربیت پاوے تو خو اُنکی ہی اختیار کرے اسواسطے کہ ہنوز لڑکا ہی صحبت بدونکی اور خصلت برونکی دل میں اُسکے نہیں سمائی اور حدیث میں آیا ہی کہ نہیں کوئی لڑکا مگر تحقیق پیدا کیا گیا ہی اوپر طریق اسلام کے پس ماباپ اُسکے یہودی کردیں اُسے یا نصرانی یا مجوسی

بد طینتونمیں بیٹھکے بیٹے نے نوح کے * یوں اپنا خاندان نبوت ڈبو دیا * اور چند روز ہی سگ

اصحاب کہف نے * خدمت جو کی بزرگونکی بس آدمی
ہوا * اہلیہ نے لوط کی بد طینتوں کا ساتھ دے * کھو دیا
اپنی بزرگی کا ہزار افسوس گھر * اور اطاعت کرکے
نیکونکی سگ اصحاب کہف * ہو گیا تھورے دنونکے
بیچ مانند بشر * پھر کہا اور ایک
گروہ کو پادشا کے ندیموں سے اُسکی شفاعت کے واسطے
اپنے ساتھ متفق کر لیا ۔ الغرض پادشاہ اُسکے قتل سے
دست بردار ہوا اور یہہ کہا جان بخشی میں نے اگرچہ
مصلحت نہ دیکھی تو جانے ہی جو
زال نے رستم سے کہا * دشمن کو حقیر جسنے سمجھا چوکا *
پانی جو زیادہ چھوٹے چشمیں میں ہوا * اُو نتونکو دیا
بوجھ سمیت اُسنے بہا قصہ کوتاہ اُس
لڑکے کو شاہ منش کو دہ وزیر ناقص تدبیر پرورش کرنے
لگا اور ایک اُستاد معقول اُسکی تربیت کے واسطے
مقرر کیا چند روز میں مخاطب ہونیکا طریق پسندیدہ اور
رد کرنا جوابکا بائین شایستہ بانکہ تمام آداب پادشاہونکی

رحمت سے اُس نا ہموار کو بحسب ظاہر سکھا دیئے۔ بہت دنکا
مقبول خاطر اور اکثر وں کا منظور نظر ہوا۔ بارے ایک دن
وزیر نے جو وقت پایا کچھ کچھ حسن و اخلاق کہ بظاہر اُس بد باطن
نے حاصل کئے تھے حضور معلا میں اظہار کرنے لگا کہ دانا وں کی
تربیت نے اور نیکوں کی صحبت نے فضل رب عزت سے
اور اقبال خداوند نعمت سے اُسکی طبیعت میں جیسا کہ
چاہیئے ویسا ہی اثر کیا اور جہاں قدیم اُسکی طینت پرکدورت
سے ایک لخت گیا حضرت ان باتوں کو سنکر مسکرائے
اور یہہ فرمایا   بھیڑئے کا بچہ ہوگا بھیڑیا *
آدمی کے ساتھ ہووے گو بڑا   برس دو ایک
گذرے تھے کہ کتنے اوباش و بدمعاش محلے کے اُسسے ملے اور
رفیق ہوئے بلکہ یہہ عہد کیا کہ رفاقت اُسکی کبھی وقت ترک
نکریں اور ہر حال میں شریک اُسکے رہیں غرض فرصت کا وقت
پاکر وزیر کو دونو بیٹوں سمیت مارا اور دولت بے نہایت
ہمراہ لیکر چوروں کے غار میں گیا اور بدستور مقام پر باپ کے
قائم ہوا جو نہیں خبر اس سانحے کی حضرت کے سمع شریف

تیں پہنچی بے اختیار دوست مبارک کو حسرت سے کاٹتا
اور یہہ کہا آہن بد سے بنے کسطرح
سے شمشیر خوب * تربیت سے اہل ہوتے ہیں کہیں بھی
ناکساں * مینہہ کی طینت تو وہی ہی پاک و پاکیزہ
ولے * گھاس جنگل میں اُگے اور لالہ چمن کے درمیاں *
کب ہو سنبل زمین شور کے بیچ * اُس میں تخم امید کیوں بوتے
* نیکی کرنی بدوں سے ہی ایسی * جیسی نیکوں سے کی بدی تو نے

پانچویں حکایت

ایک کوتوال کے بیٹے کو بادشاہ اغلمش کے در دولت پر
دیکھا میں نے کہ فہم و عقل زیادہ وصف سے رکھتا تھا
اور لڑکائی میں آثار بزرگی کے پیشانی سے اُسکی ظاہر تھے
پیشانی نازنیں پہ اُسکی * چمکے تھا ستارہ بلندی
حاصل کلام یہہ ہی کہ پادشاہ کا منظور نظر ہوا
کہ حسن صورت اور خوبی معنی رکھتا تھا چنانچہ خردمندوں
نے کہا ہی کہ تونگری ہنر سے ہی نہ بسبب مال کے
اور بزرگی عقل سے ہی نہ بسبب سن و سال کے ۔

پھر چشمونکو اُسکی بے حالات دیکھکر نہایت حسد ہوا اور اُسپر ایک خیانت کی تہمت کرکے سعی بیجا اور کوشش بیفایدہ اُسکے قتل پر کی

دشمن سے کچھ نہو سکے جو مہربان ہو دوست

بادشاہ نے پوچھا کہ موجب خصومت کا اور سبب عداوت کا اُنکی تیرے حق میں کیا ہی — آداب بجا لا کر اُسنے عرض کیا کہ اِس دردولت پر غلام نے سب کو راضی کیا مگر حاسد راضی نہیں ہوتے الاّ زوال نعمت سے

میں ہوں اور دولت واقبال شہنشاہی ہو*

کسیکے دلکو نہ دوں رنج چاہتا ہوں یہی * یہ کیا کروں کہ حسد وآپسے ہی دکھ میں سڑا * حسود مرکے خلاصی ہو رنج

پایگا یہہ * مشقت اِسکی سے جز مرگ تو نہیں چھٹتا

آرزو سے چاہیں چاہئے بدبخت * مقبلونکا زوال نعمت وجاہ

شپرہ چشم دنکو دیکھے نجو * اِس میں کیا آفتاب کا ہی گناہ

سچ تو یوں ہی کہ آنکھیں ایسی ہزار * رہیں اندھی پہ ہو نہ مہر سیاہ

* چھٹی حکایت *

عجم کے ایک پادشاہ کی نقل کرتے ہیں کہ ہاتھ ظلم کا اُسنے رعیت کے مال پر دراز کیا تھا اور جور و ستم حد سے زیادہ روا رکھا تھا یہانتک کہ ایک عالم اُسکے ظلم کی بدولت سے ہلاک ہوا تھا اور ایک انبوہ خلایق کا اُسکے جور کی سختی سے وطن چھوڑ کر نکل گیا تھا جب رعیت کم ہوئی اور مملکت کی تحصیل میں نقصان آیا اور خزانہ بھی خالی ہو گیا تب دشمن چہار طرف سے اُسپر فوج کشی کر کے چڑھ آئے

دادرس چاہے مصیبت کے دنوں میں جو شخص * اُسکو لازم ہے کہ ثروت میں کرے مہر و عطا * قہر مت کر کہ نہیں رہنے کا ایک عبد مطیع * شفقتیں کر کہ جو بیگانہ ہے ہوگا اپنا

ایک دن اُسکی مجلس میں اشخاص چند شاہنامہ پڑہتے تھے اور وہ مقام کہ جسمیں احوال زوال دولت ضحاک کا تھا اور آنا عہد فریدوں کا کہ ایک وزیر دولتخواہ نے پادشاہ سے سوال کیا کہ کیونکر جانا چاہیئے کہ فریدوں مال و حشم نرکہتا تھا پھر کسطرح سے ملک اُسکے قبضے میں آیا اور بادشاہ ہوا ــ بادشاہ نے کہا جیسا کہ سنا ہے تو نے کہ ایک انبوہ خلق کا حلقۂ اطاعت میں

اُسکے در آیا اوٗر مددگار اُسکا ہوا اس سبب سے سلطنت اُسکے ہاتھ آئی ۔ وزیر نے عرض کی کہ ای خداوندہرگاہ کہ جمع ہونا رعیت کا موجب سلطنت کا ہی بس کسواسطے آپ خلق کو نہیں پریشان کرتے ہیں مگر خیال سلطنت کا حضرت کو نہیں ہی

کہ ہو فوج کو بات ہی یہہ بڑی
کہ سلطاں کو لشکر سے ہی سروری * دل و جاں سے لشکر کو سمجھیں اپنی پال * کہ ہی فوج سے شہ کو جاہ و جلال

بادشاہ نے فرمایا کہ باعث جمع ہونیکا رعیت کے کیا ہی ۔ وزیر نے عرض کی کہ بادشاہ کو کرم چاہیئے تو خلق اُسکے گرد جمع ہووے اوٗر رحم درکار ہی تا پناہ دولت میں اُسکی چین سے اوقات بسر کرے اوٗر جہاں پناہ کے مزاج میں یہہ دونو نہیں

سلطنت رہتی ہی کب ظالم کے ہات * بھیڑیا کیا جاکے کرتا ہے چرواہے کی گھات * ظلم جس شاہ نے کیا ایجاد * ملک کی اپنی تو ڈہی خود بنیاد

وزیر ناصح کی نصیحت جو موافق پادشاہ کی طبیعت کے نہ تھی اسواسطے پسند نہ آئی ۔ سنکر اس بات کو شکل غصے کی بنائی اوٗر وزیر کو قید خانے میں

بھیج دیا۔ بہت دن نگذرے تھے کہ چچا کے بیٹوں نے اُسکے واسطے
برخاش کے مستعد ہوکر فوج کو آراستہ کیا اور اپنے باپ
کا ملک اُسّے چاہا ۔ وے لوگ کہ ظلم سے اُسکے تنگ آکر
پراگندہ تھے متفق ہوکر اُنکے مددگار ہوئے آخرالامر ملک
پادشاہ کے تصرف سے نکل گیا اور اُنکے تحت میں آگیا

فریدوں کو حکومت میں ستاوے جو شاہ * روز بد
دوست جو تھا اُسکا وہ ہو دشمن تر * صلح کر اپنی رعیت سے
نہ دشمن سے * شاہ عادل کی رعیت ہی فقط ہی لشکر

ساتویں حکایت

ایک پادشاہ سوار تھا کشتی میں اور ایک غلام عجمی بھی
حضور میں حاضر تھا لیکن غلام نے کبھی حالت دریا کی نہ دیکھی
تھی اور صعوبتیں کشتی کی نہ اُٹھائیں تھیں ۔ بے
اختیار رونے لگا اور مارے ڈر کے کانپنے ۔ ہرچند دلاسا
کرتے تھے مطلق چپ نہ ہوتا تھا ۔ پادشاہ کا مزاج
عیش سے نہایت منغص ہوا اور اسباب کا چارہ کچھ نہو سکا
اتفاقاً ایک حکیم بھی اُسی کشتی میں تھا اُسنے پادشاہ کی

جناب میں عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو میں اِس غلام کو ایک وضع سے ابھی چپ کرواؤں پادشاہ نے فرمایا کہ یہہ امر نہایت ہماری خوشنودی اور رضامندی کا ہی اور موجب زیادتی الطاف کا واسطے تمہارے بھی ہوگا۔ یہہ سنتے ہی حکیم نے کہا کہ ہاں اِس غلام کو جلد دریا میں ڈال دیں۔ بموجب اُسکے حکم کے لوگوں نے اُسکو دریا میں گرا کر دو تین غوطے دیئے بعد اُسکے موئے سر پکڑ کر کشاں کشاں ناو کے پاس لے آئے۔ غلام نے ہاتھہ سے سکّان کشتی کو پکڑا اور ایک کونے میں آکر چپکا بیٹھہ گیا۔ بادشاہ کو یہہ احوال دیکھکر نہایت تعجب آیا کہ اِس میں کیا حکمت تھی۔ حکیم نے عرض کی کہ غلام نے پہلے مصیبت ڈوبنے کی نہ کھینچی تھی اور قدر سلامتی کشتی کی نجانتا تھا سچ ہی کہ قدر عافیت کی وہ شخص معلوم کرتا ہی کہ جو مصیبت میں پڑتا ہی

بھانے کی تیرے تئیں نہیں ای سیر نان جو * خواہش
ہی جس کی مجھکو وہ آگے ہی تیرے زشت * جو حوریں ہائیں
سمجھتیں ہائیں اعراف کو جحیم * اور دوزخی یہہ سمجھیں کہ اعراف

ہی بہشت * ظاہر ہی فرق بریں ہو انسان کے نگار *
اُسّے کدورسے لگ رہی ہو چشم انتظار

آٹھوین حکایت

شاہزادہ ہُرمُز سے بعضے شخصون نے سوال کیا کہ اپنے باپ کے وزیرون سے کیا خطا دیکھی تھی کہ قید کیا۔ جواب دیا کہ ایسی کوئی خطا اُنکی مجھپر ثابت نہیں ہوئی کہ سبب قید کا ہوتی لیکن جب یقین ہوا مجھے کہ میری ہیبت اُنکے دلون میں نہایت ہی اور میرے قول قسم پر اعتماد نہیں رکھتے۔ ڈراہیں اپنی اذیّت کے خوف سے قصد میرے مارنے کا کریں تب حکیمون کے قول پر عمل کیا میں نے کہ کہہ گئے ہیں

ڈر حکیم مجھسے جو خایف تجھسے ہو * گو کہ ویسے سو سے
کر سکتا ہو جنگ * پانون یون کاٹے ہی چرواہے کا سانپ
* شاید اُسکا سر وہ کچلے لیکے سنگ * مضطرب جو ہوئے
تب لے نکال * اپنے چنگل سے وہاں چشم پلنگ

نوین حکایت

ملک عرب کا ایک بادشاہ دولت پیری میں بیمار تھا اور

رشتہ زیست کی آس کا قطع کرکے موت کا امیدوار اتفاقاً
اسی حالت میں ایک سوار یکایک دروازے میں نظر آیا
اور یہہ خبر فرحت اثر لایا کہ فلانے قلعے کو فضل ایزد متعال
سے اور حضرت کے اقبال سے فتح کر کر دشمنوں کو قید کر لیا
اور سپاہ و رعیت جتنی وہانکی تھی سب مطیع و فرمانبردار
ملازمان حضرت کی ہوئی ۔ بادشاہ نے اُس نوید کو سنکر
یک نفس سرد کھینچا اور فرمایا کہ اِس مژدے کی خوشنودی
مجھے نہیں بلکہ میرے دشمنوں کو ہی یعنے ملک کے وارثوں کو

اِسی امید میں آخر ہوئی دریغ یہہ عمر *
کہ دلمیں ہی میرے جو کچھ وہ درسے ہووے پدید * اُمید تو
بر آئی ایک فایدہ کیا * کہ عمر گذری نآوے گی پھر نہیں یہہ
اُمید * بجے ہی کوچ کا نقارہ مرگ آپہنچی * وِداع مرکتیں تم
کرو ای دیدۂ تر * ای دست و ساعد و بازو و گردن و بر و
دوش * سفر کا وقت ہی رخصت ہو جلد یکدیگر * لبوں پہ
جان ہی عدو کر چکا ہی کام تمام * خدا کے واسطے ای
یارو اب تو آؤ اِدھر * بسر ہوئی میری اوقات آہ غفلت

میں * کیا کس نے حذر گوشہ پہ کچھ تم سو حذر

دسویں حکایت

دمشق کی جامع مسجد میں سرہانے تربت یحیی پیغمبر علیہ السلام کے معتکف تھا میں کہ عرب کے پادشاہوں میں سے ایک پادشاہ کہ بے انصافی میں مشہور تھا اور سراپا اُسکا ظلم اور ستم سے معمور اتفاقا زیارت کو آیا اور نماز اُسنے پڑھی پھر دعا کی بعد اُسکے حاجت چاہی

اس خاک در کے گھستے ہیں پیشانیاں سبھی * محتاج ہیں زیادہ جو ہینگے بہت غنی

پھر مجھسے یہہ کہا کہ عطا درویشوں کی اور دعا معینہ رشتوں کی اعلی اور پذیرا ہے توقع کہ مجھپر توجہ کرو کہ ایک دشمن قوی سے ڈرتا ہوں اور اُسی کے سوچ میں اکثر رہا کرتا ہوں — کہا میں نے کہ ضعیفان رعیت پر اور غریبان مملکت پر ترحم کر کہ ہرگز دشمن قوی سے رنج نہ پاویگا

بازو قوی و سخت سے پر زور ہاتھ سے *
پنجے کو ناتواں کے ہی توڑنا خطا * گرے ہوؤں کو جسنے نہ
تھا بہا تیاں ہی * جس دن گرے وہ ہاتھ پکڑتے کوئی ذرا *

م بدی کو بوسے بھلائی کی رکھے آس * کچھ بھی تھکانا اُسکے ہی
بیہودہ فہم کا * غفلت کو چھوڑ دو اور خالق کی جلد دے *
گر تو ریگا کوئی تو ایک روز دیویگا * ہر ایک
کا ہی جون عضو ہر ایک بشر * کہ بنیاد اُنکی ہی از یک گہر *
اذیت جو دے ایک کو روزگار * کسی شخص کو پھر نہووے قرار *
کسیکے جو دکھ سے نہیں تجھکو کام * تو کیوں آدمی اپنا رکھا ہی نام

گیارہویں حکایت

ایک درویش کہ قبول ہوتی تھیں جسکی دعائیں سدا —
بغداد میں وارد ہوا — حجاج بن یوسف نے یہہ مژدہ جو نہیں
سنا درویش کو باشتیاق تمام بلوا بھیجا اور یہہ التماس
کیا کہ امیدوار دعا کا ہوں — درویش نے کہا ای خدا ے
داور اِسکی روح جلد قبض کر — حجاج نے کہا کہ از براے خدا
یہہ کونسی ہی دعا — فقیر نے دیا جواب یہی دعاے خیر ہی تیرے
حق میں بلکہ جمیع مسلمانوں کے

ای زبردست چھوڑ یہہ اطوار * زیردستوں کو نہیں ندے آزار
آخرالامر مر دہو دیگا * گرم کب تک رہیگا یہہ بازار

تیری کس کام کی جہانداری * خلق کو تجھ سے ہو گی بیزاری
تجھ کو موت آوے جلد تجھ سے تو * نہیں چھٹتی ہی مردم آزاری

بارہویں حکایت

ایک بادشاہ بے انصاف نے ایک عابد سے پوچھا کہ عبادتوں میں میرے واسطے کونسی مناسب اور بہتر ہی ۔ کہا اُسنے کہ سونا دوپہر تک تجھکو ہر طرح اولی ہی اور سب طاعتوں سے اعلی اسواسطے کہ خلق خدا ایک ذرا آسایش پاوے

دوپہر تک سوتے ایک ظالم کو دیکھا میں نے جو
یوں کہا فتنا ہی بہر ہی لے سے جتنا ہو خواب
جاگنے سے جسکا سونا ہووے اولی دوستو
ایسے تو بد زیست کا اچھا ہی مرجانا شتاب

تیرہویں حکایت

سنا گیا ہی کہ بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے ایک رات کو عیش و عشرت میں روز کیا تھا اور انتہائے مستی میں یہ شعر پڑھتا تھا مجھکو اس دم سا جہاں میں کوئی
خوشتر دم نہیں * نیک و بد کی کچھ نہیں ہی فکر مطلق غم نہیں

ایک فقیر ننگا جاڑے میں سوتا تھا وہ بھی

یہہ بیت پڑھنے لگا اے کہ اقبال و

حشم میں مثل تیرا جسم نہیں * غم نہیں گو تجکو لیکن کیا میرا بھی

غم نہیں بادشاہ کو یہہ سخن اُسکا بہت

بھایا اور نہایت پسند آیا فی الفور ہزار دینار کھر کی میں

سے بخشنے لگا اور یہہ فرمایا کہ دامن پھیلا فقیر نے عرض کی

کہ دامن کہاں سے لاؤں کہ قباے عریانی پہنے ہوں ۔ شہریار

کو اُسکی خستہ حالی و بے پر و بالی پر زیادہ تر رحم آیا

ایک خلعت بھی اُس نقد پر افزود کیا اور اُسکے پاس

بھیج دیا ۔ فقیر اُس مبلغ کثیر کو ایک مدت قلیل میں خرچ

کر کے پھر آیا کہ آزاد پر رہے کب

مال * صرف کر دیوے اُسکو یہہ فی الحال * صبر ایک

آن و آب ۔ ایک لمحہ * دل عاشق نہ رکھے نے غربال

جس حالت میں کہ بادشاہ کو پرواہ اُسکی نتھی لوگوں نے

احوال کو اُس مصرف کے بکھر عرض کیا ۔ حضرت نے

نہایت طیش کھایا اور منہہ غصے کا بنایا ۔ بہاں سے ہی 9.

صاحب دانش اور اہل فراست نے کہا ہی کہ طبیعت اسے
بادشاہوں کی حذر کیا چاہیے کہ اکثر خاطر انکی امور مملکت میں
متعلق رہتی ہی اسی واسطے ہر گھڑی توجہ احوال عوام
پر نہیں کرتے

شعر

سے جو چاہے عز و نعمت و جاہ * وقت فرصت پہ اُسکے رکھے نگاہ * جب تو دیکھے نہیں سخن کی مجال * قدرمت کچھ زیادہ کر کے مقال

آخر الامر بادشاہ نے غصے سے فرمایا کہ نکال دو اِس فقیر بے حیا مسرف کو کہ اِسنے بہت سی نعمت کو تھوڑی سی مدت میں برباد کر دیا اور خزانہ بیت المال کا لقمہ مسکینوں کا ہی نہ طعام احوال شیاطیں کا

جو کہ احمق دن کو روشن شمع کا نوری کرے
دیکھنا ایکدن تو شبکو اُسکا نے روغن چراغ

ایک وزیر والا تدبیر مؤدب ہو کر عرض کرنے لگا ای خداوند مصلحت یہہ ہی کہ ایسے اشخاص کو خرچ روز مرہ بتدریج دیا چاہیے تو نفقے میں اسراف نہ ہوں اور جو کچھ کہ لعنت و ملالت حضور اعلی سے ہوئی وہ سراسر واسطے تربیت کے ہی لیکن

کہتے ہیں قصہ اِسکو تمام اوپر نجاں کے کر بینگے اور صاحبانِ ہمت
کو مناسب نہیں کہ ایک شخص کو لطف سے امیدوار
کریں اور پھر ناامیدی سے مایوس

مت کھول آگے اہلِ طمع کے درِ عطا * اور کھولٰ دے
تو بند کرنا کبھو ذرا * ممکن نہیں ہی یہ کہ مسافر جہاز کے *
وہاں جمع ہو دیں آن کے جس جا ہو آبِ شور * میٹھا
ہو جس مقام میں چشمہ یقین ہی * اکثر وہاں گھرتے
رہیں اِنسان و مرغ و مور

چودہویں حکایت

اگلے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ رعایت مملکت میں
سستی کرتا اور لشکر کو بہیچ سختی کے رکھتا جوں ایک دشمن
اُسکے مقابل ہوا لشکر تمام بھاگ گیا

سپاہی سے زر کا کرے جو دریغ * تو کب اُسکے دشمن پہ کھینچے
وہ تیغ * دلیری لڑائی میں وہ کیا کرے * جو بیت دست خالی
کو دیکھا کرے   اُنہیں سے کہ جنھوں نے
یہہ غدر اور مکر کیا تھا ایک شخص مجھسے بھی دوستی رکھتا تھا

ملامت کی میں نے اُسکو اور یہہ کہا کمینہ اور سفلہ ناشکر اور حق ناشناس وُہ شخص ہی کہ تصور سے تغیر حال میں اپنے مخدوم قدیم سے پھر جاوے اور برسوں کی نعمتونکے حقوق بہولدیوے کہا اُس شخص نے کہ اگر معذور رکھے تو تو کچھ میں بھی کہوں لایق ہی کہ میرے گھوڑے کو میسر نہو دانہ اور نمد میرے زین کا بھی گرو ہو پس جو پادشاہ کہ زر دینے میں بخل سپاہی سے کرے ایسے کا ساتھ کون دے اور کیوں جو کہوں اُٹھاے اور کس واسطے مرے

زر سپاہی کو جو تو دیگا تو وُہ دیویگا سر
گر نہ زر دیگا تو وُہ جاویگا چاہیگا جدھر
سیر ہو تو ہو غضب سے شیر پر حملہ کناں
اور جو بھوکہا ہو تو بھاگے لومڑی سے پہلوان

پندرہویں حکایت

وزیروں میں سے ایک وزیر منصب وزارت سے تغیر ہو کر درویشونکے زمرے میں داخل ہوا اُنکی صحبت کی برکت نے اُسکے دل میں اثر کیا اور استغنا اُسکو بخوبی

حاصل ہوا۔ بادشاہ نے اُسکے احوال پر پھر نوازش فرمائی اور چاہا کہ خدمتِ وزارت کی بدستور سابق عطا کرے وزیر نے قبول نکی بلکہ یوں عرض کی کہ یہہ عزلت بہتر ہی مجکو خدمت سے

گوشے میں جو اشخاص کہ بیٹھے تنہا * منہہ ہر کس و ناکس کا اُنھوں نے باندھا * کاغذ کے تئیں پھاڑا قلم کو توڑا * اب خوف سخن گیروں کا اُنکو نرہا

بادشاہ نے پھر فرمایا کہ اِسوقت میرے تئیں ایک عقلمند دانا چاہیئے کہ تدبیر مملکت کی لیاقت رکھتا ہو۔ وزیر نے التماس کیا کہ نشان دانشمند کامل کا یہہ ہی کہ ایسے کاموں کے نزدیک نہ آوے

دُکھ ایک جانور کو نہ دے کھائے استخوان
پھر کیوں نہو ہما کو شرف طایروں میں یہاں

سولھویں حکایت

سیاہ گوش سے پوچھا کہ تو نے صحبت شیر کی کیون اختیار کی۔ کہا اُسنے کہ بچا ہوا اُسکے شکار میں سے کھا لیتا ہون

اور دشمنوں کے شر سے اُسکی پناہ میں زندگانی کرتا ہوں ۔ کسی نے کہا کہ اتنی مدت حمایت میں اُسکے آیا تو اور شکر نعمت پر اُسکی اقرار کیا تو نے ۔ کسو واسطے نزدیک اُسکے نہیں جاتا کہ تجکو اپنے مخصوصوں میں داخل کرے اور اپنے مصاحبوں میں گنے کہا اُسنے کہ اِس مرتبہ اُسکے غضب سے نڈر نہیں ہوں جو ایسی جرات کروں

برسوں ہیں پوجے گبر اگر آگ کے تئیں * جو نہیں گرے وہ اُس میں تو جل جاے بس وہیں

ہوتا ہے کہ ہمنشین بادشاہ کے مال و متاع سے منتفع ہوتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گردن مارے جاتے ہیں چنانچہ حکیموں نے کہا ہے کہ بادشاہوں کی طبیعت کے تلون سے ڈرا چاہیے کہ کبھی سلام کرنے سے آزردہ ہوتے ہیں اور کبھی عوض گالی کے خلعت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کثرت ظرافت کی اور زیادتی خوش طبعی کی ہنر ندیموں کا ہے اور عیب حکیموں کا

مت چھوڑ قرینہ جو رہے قدر مدام
بازی و ظرافت ہے ندیموں کا کام

سترہویں حکایت

رفیقوں میں سے ایک شخص گلہ روزگار نا ہنجار کا آگے میرے کرنے لگا کہ آمدنی تھوڑی رکھتا ہوں اور عیال بہت ۔ طاقت فاقہ کشی کی بھی مجھ میں نہیں ۔ اکثر اوقات یہہ جی میں آتا ہے کہ چلا جاؤں کہیں خواہ وہاں سکھ سے گذرے یا دکھ سے غرض کسیطرح سے ایام زندگانی فانی کے کٹ جائیں اور اس ملک کے باشندے میرے نیک و بد سے خبر نپائیں

بیکس کوئی سو گیا جو بھوکا * جانا نہ کسی نے کون ہوگا
جان لب پہ کسیکی آگئی آہ * لیکن کوئی ایک ذرا نہ رویا

پر شماتت اعدا سے اندیشہ کرتا ہوں کہ میرے پیچھے طعنے دیکر ہنسیں اور میری کوشش کو میری عیال کے حق میں اُوپر بے مروتی کے حمل کریں اور کہیں

اُس بیحیا کو دیکھ کر ہرگز جہان میں
نیکی کا منہ کبھی نہ دیکھے گا ایک نظر
اوقات اپنی کاٹے وہ آسودگی کے ساتھ
فرزند و زن کی سختی میں لیوے نہ کچھ خبر

علم حساب میں تھوڑی سی مہارت اور فن سیاق میں
اندکے قدرت رکھتا ہوں اگر تمہاری سعی سے میرا
مدد خرچ معین ہو جاے تو موجب جمعیت خاطر کا ہوگا
اور بقیہ عمر میں اسکے شکر کے عہدے سے نکل نہ سکونگا۔
کہا میں نے کہ اے برادر عمل پادشاہوں کا دو طرف رکھتا
ہے امید نان کی اور دہشت جان کی۔ خلاف رای عقلمندوں کا
ہے کہ اس امید میں اور اس بیم میں اپنے تئیں ڈالیے

کوئی آتا نہیں حاکم کی طرف سے ہرگز * حاصل
باغ و زمین مانگنے درویش کے گھر * یا غم و غصہ و تشویش سے
راضی ہو تو * یا جگر بند کو رکھ زاغ کے آگے ہو نڈر

پھر کہا اسنے کہ یہ سخن موافق میرے حال کے نکہا تونے اور
جواب میرے سوال کا نہ دیا۔ نہیں سنا ہے تونے کہ کہہ گئے ہیں
جو کوئی خیانت کرے ہاتھ اسکا حساب دیتے ہوئے کانپنے لگے

کبھی کو چھوڑ دے ہے راستی خوشنودی مولا
کہ سیدھی راہ میں ہوتے کسیکو گم نہیں دیکھا

اور حکیموں نے کہا ہے چار شخص چار آدمیوں سے بجان رنجیدہ

پھیر محصول دینے والا سلطان سے اور جور پاسبانی سے فاسق
چنغل خور سے اور فاتنہ محتسب سے اور جس کسیکا کہ حساب
پاک ہی اُسکو محاسبے سے کیا باک   جو وقت
خدمت ور فعت نہ حد سے گذرے تو * تو پھر حساب کے
دن ہوے عدو سے تجکو بباک * اگر تجھے نہیں آلودگی تو چِرَ
سے رہ * کر دھوبی سنگ پہ پچھاڑیں ہیں جامۂ ناپاک
کہاہیں نے کہ نقل اُس لومری کی مناسب تیرے حال کے ہی
جو بھاگتی تھی اورگرتی تھی اور اُٹھتی تھی کسی نے پوچھا
اُسسے ایسی کونسی آفت ہی جو موجب اتنی دہشت کا ہوئی
کہا اُسنے سنا ہی میں نے کہ اُنتونکو بیگار پکڑتے ہیں ۔
حاضروں نے کہا ای گدھی اُونٹ کنتیں تجھسے کیا مناسبت
اور تیرے تیئں اُسسے کیا مشابہت بولی وہ چپ رہ کہ اگر
دشمن واسطے غرض کے کہدیں کہ یہہ بھی بچہ شتر ہی اور
پکڑی جاؤں تو کسکو اندیشہ میرے چھڑانے کا ہوگا اور
تجسس احوال کا میرے کون کریگا جب تک تریاق عراق سے
آوے سانپ کا کاٹا ہوا مر جاوے فی الحقیقت تجھے ایسی

ہی فضیلت و امانت ہی اور تقوی و دیانت لیکن
دشمن ہیچ گھات کے ہیں اور مدّعی سخت بد ذات جو کچھ
کہ حسن سیرت تیری ہی اگر خلاف اُسکے تقریر کریں
تو البتہ بادشاہ کے محل عتاب اور معرض عقاب میں
آوے تو پھر اُس حالت میں کسکو مجال مقال کی ہو پس
مصلحت یہہ دیکھتا ہوں کہ ملک قناعت کو اختیار کرے تو اور
ترک ریاست کرے کہتے ہیں
دریا میں فایدے
ہیں بہت بالکہ بے شمار * چاہے سلامتی تو کنارہ کر اختیار
اِس سخن کو سنکر نہایت غصے ہوا
منہہ اِس نقال سے پھیر لیا اور باتیں رنجش آمیز کرنے لگا
کہ یہہ کیا عقل ہی اور کیا یہہ شعور ہے قول حکیموں کا راست
ہوا جو کہہ گئے ہیں کہ دوست زندان میں کام آتے ہیں
اور دشمن بھی دسترخوان پر دوست نظر آتے ہیں
دیکھنا زنہار اُسکو آشنا مت جاننا
وقت نعمت جو کرے اظہار اپنی دوستی
دوست اپنا جانیو جبتک شبہہ تو اُس شخص کو

ہو وے روز بد میں جس سے دستگیری غم خوری

جب دیکھا میں نے کہ آزردہ ہوتا ہی اور نصیحت بغرض سنتا ہی مجبور ہوکر دیوان کے پاس گیا میں اور بسبب سابقہ اتحاد کے مجھ میں اور اُس میں تھا صورت حال اُس کوتہ اندیشی کی کہی اور اہلیت و استحقاق اُسکا کماینبغی ظاہر کیا ۔ غرض ایک چھوٹا سا کام اُسکے واسطے معین ہو گیا ۔ کتنے دن اُوپر اُسکے گذرے تھے کہ رسائی اُسکی طبیعت کی دیکھی اور اُسکی تدبیر کی خوبی پسند کی ۔ غرض اُس کام سے اُسکا مرتبہ گذر گیا تب ایک امر عمدہ اور اُسکے واسطے مقرر ہوا ۔ اسی طرح سے ستارہ اُسکی دولت کا اور اختر اُسکی حشمت کا ترقی میں تھا غرض نہایت اوج دولت کو پہنچا اور مقرب حضرت سلطان کا اور معتمد ہوا ۔ ترقی و خوشحالی اُسکی دیکھکر خرّم و شادان ہوا میں اور یہہ کہا میں نے

ترش رو گردش ایام سے اتنا مت ہو * صبر کر واتو ہی پرہاں وہ رکھے ہی شیریں * شکستہ دل نہو ہرگز تو کار بستہ سے * کہ تیرگی ہی نہایت دہان

جہاں ہی آب حیات * غمگیں اِس قدر نہوا ہی مر رد بار *
بہتیرے لطف رکھے ہی پوشیدہ کبریا

اتفاقاً قریب اُسی وقت کے کتنے آشناؤنکے ساتھ سفر حجاز کا کیا مَیں نے جب کعبے کی زیارت کرکے پھرا مَیں دو منزل میرے استقبال کے واسطے آیا وہ ۔ ظاہرا حوال اُسکا دیکھا نہایت پریشان تھا اور بمرتبہ حیران ۔ عقلا یہ بتاتا ہیں نے کہ معزول ہی جو اتنا مشغول ہی ۔ غرض دوست دیوانی کتنیں آشناؤنکی ملاقات کی فرصت اُسوقت ہوتی ہی جب خدمت سے تغیر ہوتا ہی

خدمت و جاہ و حشم ثروت کے بیچ * آشناؤنسے نہ کچھ مطلب نہ کام *
ہوے جب بیکار گی تب دردِ دل * دوستوں ہی سے کہیں آکر مدام

القصہ پوچھا مَیں نے کہ یہ کیا حال ہی کہا اُسنے جیسا کہ تو کہتا تھا ۔ کتنے اشخاص کو میرا حسد ہوا بنکہ ایک خیانت سے مجھے متہم کیا اور اِس بات کے تحقیق کرنے پر بادشاہ کا مزاج نہ آیا ۔ ناحق یہ ہی کہ ایک بھی آشنا کلمۂ حق

نہ ہوا اور اُس تو نگی صحبت کو سب نے بھلا دیا

جو ہو صاحب جاہ تو کر کے وصف * دھرے ہاتھ سر پر

ہر ایک و مبدم * گر ا دہوے جو اُسکے تئیں روزگار

تو رکھیں سبھی اُسکے سر پر قدم

حاصل کلام یہہ ہی کہ انواع عقوبت میں گرفتار تھا اور

سر کو میرے زانوے غم سے سر و کار تھا کہ اِس ہفتے میں

حاجیونکے آنے کا مژدہ پہنچا بارے اُس قید شدید سے مجکو رہا

کیا اور مالک قدیم ہی میری یعنے قناعت مجھپر معین کی ۔

کہا میں نے کہ اُسوقت میری نصیحت مانی تو نے چنانچہ

میں کہتا تھا کہ عمل بادشاہو نکا مانند سفر دریا کی ہی فایدہ

مند اور خوفناک یا گنج پائیگا تو یا رنج میں مر جائیگا

ہاتھوں میں یا تو اپنے وہ موتی بہت سے لے

یا موج اُسکا مردہ کنارے پہ پھینک دے

اِس سے زیادہ مصلحت نہ دیکھی میں نے کہ زخم نہاتی کو اُسکے

ناخن سرزنش سے چھیلوں اور نمک ملامت چھڑکوں

اِن دو بیتوں پر اکتفا کیا

مصیبت قید و عذاب دیکھتا ہی * نصیحت ناصحوں کی کیوں نمانی
اُٹھاتا نہیں گر یہ بس کا دکھ * تو گھر میں کیوں رکھی بچھو کے اُنگلی

اٹھارہویں حکایت

چند اشخاص میری صحبت میں تھے کہ صلاح سے آراستہ اُنکا ظاہر حال تھا اور باطن بھی تقوی و طہارت سے مالامال ۔ سردار و نہیں ایک عمدہ اُنسے کمال رسوخ رکھتا تھا چنانچہ اُسنے اُنکی معیشت کے واسطے کچھ روز مقرر کیا کہ اُنمیں سے ایک شخص نے وہ حرکت کی کہ مناسب حال فقرا کے اور موافق طور صلحا کے نتھی ۔ یقین میں اُس شخص کے خیال آیا اور رتبہ اُنکی عظمت کا کم ہو گیا ۔ چاہا میں نے کہ کسی طور سے یاروں کے روز ینے کو پھر جاری کر واؤں اسواسطے اُس عمدہ کے در دولت پر گیا میں لیکن دربان نے مجھکو نچھوڑا اور باریاب نہونے دیا بلکہ کچھ لایعنی اور ناشایستہ کہا ۔ میں نے اُسکی برداشت کی بلکہ بہت سی معذرت ۔ اسواسطے کہ دانا کہہ گئے ہیں. بیو بیلے
نجھانکنا ہرگز * درمیر و وزیر و سلطان کو * سگ و دربان

غریب دیکھا ہیں اگر * کھینچے ایک جیب ایک داماںکو

اتنے میں مقربان درگاہ اُس بزرگ کے میرے احوال سے
آگاہ ہوے اعزاز و اکرام سے مجھے لے آئے اور ایک مقام
بلند میرے واسطے مقرر کیا لیکن عجز و انکسار سے مَیں نہایت
نیچے بیٹھا اور یہہ شعر پڑھا

بندہ ادنی ہون ای صاحب میرے * امر ہو تو بیٹھون بندہ کہاں تیرے

کہا اُسے

ایسی باتونکی یہہ جا کچھہ نہیں الله الله
کر میری آنکھون پہ تو بیٹھے یہیں * ناز اُٹھاؤں مَیں تیرا ای نازنیں

القصہ بیٹھکر ہر مجلس و مقام سے مذکور کرنے لگا مَیں ۔
یہاں ناکے کہ یارونکی ذلت کی باتیں بھی درمیان آئیں تب
کہا مَیں نے

گناہ کوٗن سا دیکھا ہی اُسے

منعم نے * کہ اپنے بندے کو نظر و نمیں خوار رکھتا ہی *
بزرگواری و الطاف ہی خدا کو فقط * جو رزق عاصیو نکا
برقرار رکھتا ہی

حاکم نے جو یہہ باتیں
سنی نہایت پسند کی اور وجہ معاش یارونکی بدستور
مطابق معین کردی اور چڑھے ہوئے روز بھی اُنکے دلوا دیئے ۔

اِس نعمت کا شکر کیا میں نے اور زمین خدمت کی چومی
غرض گستاخی و دلیری کی معذرت حد سے زیادہ کی اور
وقت روانگی و رخصت کے یہہ کہا

جو کعبہ قبلۂ حاجت ہوا تو دور سے لوگ * طواف کرنے
کو جاتے ہیں مجتمع ہوکر * تجھے تحمل اہل غرض مناسب ہی *
کہ مارتا نہیں کوئی سنگ نخل بے بر پر

اُنیسویں حکایت

ایک شہزادے نے بہت سا مال باپ کے ورثے کا پایا
اور ہاتھ بخشش کا کھول دیا اور دہش بہت سی کی
اور سخاوت کی داد دی ـ غرض سپاہ کو نعمت بلا کر اور رعیت
کو مال و دولت بے حد بخشی
دماغ و دل
کو کیا گو ہی اگر پاس * رکھہ آتش پر جو یوے بوے عنبر *
سخاوت کر جو چاہے ہی بڑائی * نہ بن بوئے آگے دانا زمیں پر
ایک ہم نشیں تنگ دل یوں نصیحت
کرنے لگا کہ اگلے بادشاہوں نے اِس نعمت کو بہت کوشش
سے جمع کیا ہی اور واسطے ایکام کے رکھا ہی ـ بخشش

تک سوچ کر کیجئے اور سخاوت سے تک ہاتھ کھینچ لیجے کہ ابھی بہت سی گھاٹیاں آگے ہیں اور دشمن پیچھے ایسا نہو کہ وقت حاجت ہاتھ تنگ ہو جاے اور چرخ بوقلموں جلوہ کچھ اور رنگ دکھائے

گنج اگر بخشش سے تیری لیں عوام * صاحب ہر خانہ پاوے ایک برنج * گر تو ایک ایک جو بھی دو پا سب سے لے * جمع ہو تیرے لئے ہر روز گنج

پادشاہ زادہ اس پست ہمت کے کلام سے برہم ہوا کہ موافق اسکے طبع عالی کے نہ تھا اور اسپر غصہ کیا کہ خدای تعالی نے اپنے فضل سے مجکو مالک اس مملکت کا اور سلطان اس سلطنت کا کیا ہی ۔ چاہئیے کہ ہر طرح کی لذتیں اٹھاؤں میں اور ہر ایک محتاج کو تونگر بناؤں ۔ نہ پاسباں ہوں کہ اسکی محافظت کیا کروں

چالیس گنج رکھتا تھا قارون سو اگیا
چھوڑا جو نام نیک نہ نوشیرواں موا

بیسویں حکایت

کہتے ہیں کہ نوشیروان عادل کسی شکارگاہ میں ایک شکار کو کباب کرتا تھا اتفاقا لون نہ تھا کہ ایک غلام کو بستی کے پاس بھیجا تاکہ لون لاوے اور اُسے یوں فرمایا کہ لون زور شور سے نالیجو بلکہ قیمت دیجو ایسا نہو کہ گاؤں خرابی اور خواری ہو اور یہہ رسم ہمیشہ جاری ہو۔ حاضروں نے التماس کیا کہ اِسقدر لون کیا قدر رکھتا ہی کہ موجب شورش و برہمی اور باعث خرابی و خستگی کا ہوگا۔ پادشاہ نے ارشاد کیا کہ بناء ظلم کی پہلے جہان میں تھوڑی تھی جو کوئی آیا اُسنے کچھ اُسپر افزایش کی تااِس نہایت کوں پہنچی

جو شاہ باغ رعیت سے کہاے اکبھی سیب
غلام اُسکے اُکھاڑیں درخت میوہ دار
جو نیم بیضے کی مقدار ظلم شہ سے ہو
پروڑوے سیخ میں اُسکی سپاہ مرغ ہزار

اکیسویں حکایت

سنا ہی میں نے کہ ایک وزیر غافل بلکہ جاہل رعیت کے گھر خراب کرتا اِسواسطے کہ خزانہ پادشاہ کا زیادہ کرے۔ بے خبر

تھا قول حکما سے کہ کہہ گئے ہیں جو شخص کہ اپنے خالق کو رنج دیوے اس لیئے کہ ایک مخلوق کے دلکو راضی کرے قادر کریم اُسی مخلوق کو اُسکی سرزنش کے واسطے متعین کرے تا کہ اپنے کیئے کی سزا اُسکے ہاتھہ سے پاوے

آفت جاں اگ ہی بہر سپند * قہر ہی پر دو دِل دردمند

چنانچہ سب حیوانوں کا سردار شیر ہی اور جانوروں میں کمتر گدھا لیکن عقلمندوں کے نزدیک گدھا بوجھہ کا اُٹھانے والا بہتر ہی شیر درندہ سے

ہی خر مسکیں اگرچہ بے تمیز * بوجھہ لے چلتا ہی اسسے ہی عزیز
گاو خر جو بوجھہ اُٹھا دیں ہمنشیں * آدمی موذی سے ہیں بہتر کہیں

پھر آیا ہیں داستان پر وزیر غافل کی ۔ تھوڑے سے اخلاق زبون اُسکے بادشاہ کو معلوم ہوئے فی الفور اُسکو شکنجے میں کھینچا اور طرح بطرح کے عذابوں سے مارا

نہ حاصل ہو تجھکو رضائے ملک * رکھے تا نہ تو خاطر بندگاں * اگر چاہتا ہی عطائے خدا * تو کر خلق سے اُسکی تو نیکیاں

اور یوں کہتے ہیں کہ ایک ستم رسیدہ نہیں سے

اُسطرف وارد ہوا اور اُسکے حال تباہ کو دیکھا اُسنے اور یوں کہا

زور و قوت جسکو ہو لازم نہیں اُسکو تئیں
سلطنت میں کھاے تہمت سے وہ مال مردماں
ناف کے اندر جو لیوے چاک ہو جاوے شکم
لیک ہی ممکن کہ نکلے حلق سے وہ استخواں
ہو ہیگا ستمگر و غدار * اُس پہ لعنت رہے گی لیل و نہار

بائیسویں حکایت

ایک مردم آزار کی نقل کرتے ہیں کہ کسی پرہیزگار کے سر پر اُسنے پتھر مارا۔ درویش کو قدرت بدلا لینے کی نہ تھی پر اُس پتھر کو اپنے پاس رکھتا تھا کہ ایک وقت بادشاہ اوپر اُسکے غصے ہوا اور ایک کوٹے میں اُسکو قید کیا۔ درویش وہاں آیا اور اُسی پتھر کو اُسکے سر پر مارا کہا اُسنے تو کون ہی اور میرے تئیں کسواسطے پتھر مارا۔ کہا اُسنے کہ میں وہی شخص ہوں اور یہہ وہی پتھر ہی کہ فلانی تاریخ میرے سر پر مارا تھا تو نے بولا وہ کہ اتنی مدت کہاں تھا تو۔ کہا اُسنے کہ تیری جاہ سے

اندیشہ کرتا تھا اب کہ تجھے چاہ میں دیکھا غنیمت جانا کہ عقلمندوں نے کہا ہی دیکھے نالایق گو جب تو بختیار * عاقلوں کی طرح کر صبر اختیار * تیز ترنا خون جو رکھتا نہیں * تو بدوں کے ساتھ بس لڑتا نہیں * جو کوئی شہ زور سے پنجہ ملائے * ناتوان پنجے سے اپنے ہاتھ اُٹھائے * جب کہ اُسکے ہاتھ باندھے آسمان * تب نکال اُسکا تو مغز استخوان

بیسویں حکایت

ایک بادشاہ کو مرض ایسا کُرھب تھا کہ جسکا ذکر نکرنا بہتر ہی کتنے حکیم یونانکے متفق ہوئے کہ اس درد کی کچھ دوا نہیں مگر پتا آدمی کا کہ کتنی صفتیں اُس میں ہوویں۔ بادشاہ نے فرمایا جلد پیدا کریں ایک زمیندار کے لڑکیکو اُنہیں صفات سے کہ حکیموں نے کہیں تھیں پایا اور ما باپ کو اُسکے بہت سامال دیکر راضی کیا اور قاضی نے بھی اُسکے قتل کا فتوا دیا کہ خون ایک شخص کا رعیت میں سے بادشاہ کی سلامتی کے واسطے جایز ہی جلاد نے اُسکے

مارنے کا قصد کیا۔ لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کچھ ہونٹھوں میں کہنے لگا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس حالت میں ہنسنے کا کیا موقع ہے لڑکے نے کہا کہ اولاد فرزند کا ماں باپ پر ہوتا ہے۔ دعوا آگے قاضی کے لیجاتے ہیں اور داد بادشاہ سے چاہتے ہیں جب کہ ماں باپ واسطے حاصل ہونے دنیا کے میرے خون پر بخوشی راضی ہوئے اور قاضی نے میرے قتل کا فتوا دیا اور بادشاہ نے بھی اچھا ہونا اپنا میرے ہلاک ہونے میں دیکھا۔ اب سوائے حافظ حقیقی کے پناہ نہیں رکھتا ہیں

آگے کروں کسکے جا کے تیری فریاد
مانگوں ہوں بیرے ظلم کی تجھسے ہی داد

یہہ باتیں سنکر بادشاہ کا دل بھر آیا اور رو دیا بعد اسکے فرمایا کہ مرنا میرا بہتر ہے ایسے بیگناہ کے خون کرنے سے۔ یہہ کہہ کر پیشانی اس لڑکے کی چومی اور گود میں لے لیا۔ غرض خون اسکا معاف کیا اور مال و زر بہت سا دیا۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے اسی ہفتے میں شفا پائی

غرق ہو رہا فکر میں اُس بات کی میں ابتلک

ایک مہاوت جو گھر آپڑتا تھا مجرِ نیل پر
جو کہ ہی احوال چیوں تیکا تیرے زیر قدم
فیل کے پاؤں تلے حال اُسّے ہی تیرا بتر

چوبیسویں حکایت

عمر لیث کے ملازمونمیں ایک غلام بھاگ گیا تھا لوگ اُسکے پیچھے واسطے تلاشکے گئے اور لے آئے - وزیر کو ساتھ اُسکے لاگ تھی اِسواسطے قتل کی اُسکے اِشارت کی توٗ اور غلام ایسی حرکت نکریں - بندہ مسکین نے عجز سے عمر لیث کے آگے سر اپنا زمین پر رکھدیا اور کہا کچھ ہی مجپر ہو جو اچھا توکہے توٗ ہی روا * بندہ کیا دعوی کرے ہی حکم صاحب کا بجا لیکن بسبب اِسکے کہ نمک پروردہ اِس خاندانکا ہوں - نہیں چاہتا کہ فرداے قیامت آپ میرے خون کے مظلمے میں گرفتار ہو دیں اور جو یوہیں مرضی مبارک ہی تو مجھے ساتھ ایک حیلۂ شرعی کے قتل کیجیے - بادشاہ نے فرمایا کہ حیلۂ شرعی کیونکر کروں غلام نے عرض کیا کہ حکم ہو تامیں وزیر کو مار ڈالوں پھر مجکو اُسکے

قید میں قتل کروا ڈالے ناکہ خون ناحق تمسے نہو۔ بادشاہ ان باتونکو سنکر بے اختیار ہنسے اور وزیر سے کہا اب کیا مصلحت دیکھتا ہی تو وزیر نے عرض کی کہ ای خداوند عالم واسطے خدا کے اِس شوخ چشم عیار کو اپنے باپکی قبر کے صدقے سے آزاد کرو نہیں تو مجکو کسی بلا میں گرفتار کریگا۔ گناہ میرا ہی کہ حکیمونکے قول پر عمل نکیا میں نے کہ کہہ گئے ہیں

کیوں تو سنگ انداز سے جا کر

لڑا * اپنی نادانی سے پھوڑا اپنا سر * روے دشمن پر جو پھینکا تو نے تیر * آ لگا اب تو ہی نشانہ کر خدر

پچیسویں حکایت

ملک زوزن کے ملازموں میں ایک سردار نیک سیرت خوش خصلت تھا۔ سب نجیبوں سے روبرو اُنکے بعزت پیش آتا اور پس غیبت اُنکو بخوبی یاد کرتا اتفاقاً اُسے ایک حرکت صادر ہوئی کہ بادشاہ کو بری لگی تاوان لیا اور عذاب شدید اُسپر کیا۔ بادشاہ کے سرہنگ جو اُسکی بہلائی کے ممنون تھے مقر اور شاکر تھے اسواسطے مدت متعینہ میں اُسکی ملاطفت اور

ملامت کرنے رہے اور سرزنش و ملامت کو روا رکھا

صاحب دشمن سے جو خواہش ہی تو جب وقت تجھے
پیچھے وہ بد کہے تو آگے کر اسکی تحسین
منہہ سے دشمن کے نکلتا ہی سخن آخر کو
تلخ بات اسکی نہ بھاوے تو وہاں کر شیرین

الغرض جو کچھ کہ مضمون اعتراضات بادشاہ کا تھا بعضے کا جواب دہ ہوا اور بقیہ کی جہت سے قید میں رہا ۔ کہتے ہیں کہ بادشاہوں میں سے جو قریب اس نواح کے تھے ایک بادشاہ نے مخفی پیغام اسکو بطریق نوشتے کے بھیجا کہ سلاطین اسطرف کے قدر ایسے بزرگوار کی نجانتے تھے جو ایسی بے عزتی کی ۔ نہایت یہہ بات ہم پر ناگوار ہوئی اگر طبیعت تمھاری ہماری طرف ملتفت ہووے تو ادھر آنا عین صلاح ہی ہرطرح سے تمھارے حق میں رعایت و سعی کی جاویگی اور سردار بھی اس مملکت کے تمھارے دیدارکے مشتاق و مفتخر ہیں اور اسکے جواب کے منتظر القصہ خواجہ اسکے مضمون سے مطلع ہوا اور خوف و خطر سے

اندیشہ کرکے فی الحال ایک جواب مختصر لکھا اور روانہ کیا
کہ اگر احیانا خط پکڑا جاوے تو موجب فتنہ و فساد کا نہوا تھا قا
بادشاہ کے ملازموں سے ایک شخص اِس حال سے آگاہ تھا
حضور اعلی میں اُسنے عرض کیا کہ فلانے شخص کو کہ حضرت نے
قید کیا ہی اِس نواح کے بادشاہوں سے نامہ و پیغام
رکھتا ہی ۔ بادشاہ اِس کلام کو سنکر غصے ہوئے اور اِس
خبر کو کھول دیا ۔ آخر الامر حسب الارشاد قاصد کو پکڑا
اور مکتوب کو پڑھا ۔ لکھا تھا اُس میں کہ حسن ظن بزرگوں کا
زیادہ بندے کی فضیلت سے ہی اور واسطے آنے کے اُس
دیار میں کہ اِس عاصی کو لکھا ہی اجابت کا اُسکی مقدور نہیں
رکھتا بحکم اِس امر کے کہ پالا ہوا نعمت اِس خاندان
کا ہی ۔ اتنی بات کے واسطے ولی نعمت قدیم اپنے سے
بیوفائی نہیں کر سکتا دیکھئے جسکا سرا احوال
پر اپنے کرم * بدنہ لیجائیے اگر اُسسے کبھی ہو ایک ستم
بادشاہ کو سیرت حق شناس اُسکی نہایت خوش آئی ۔
خلعت و نعمت دیکر عذر چاہا کہ خطا کی میں نے جو تجھے ایذا دی ۔

کہا اُسنے ای خداوند اِس امر میں آپکی کچھ خطا نہیں بلکہ تقدیر میں یہی تھا کہ اِس بندیکو کسطرح رنج پہنچے پس حضرت کے ہاتھ سے اوّلی ہی اسواسطے کہ آپ کی اگلی نعمتونکے حقوق اِس فدوی پر ہیں اور بہت سے احسان

جو رنج خلق سے پہنچے تو مت لے اُنکا نام *
کہ خلق دے نہیں سکتی کسیکو رنج و آرام * عدو و دوست
میں جو ہی خلاف حق سے جان * کہ دل پہ دونوں کے حاکم وہی
ہی کہنا مان * گذار تیر کا ہی تو سہی کمان کے سبب
* پہ جانتے ہیں کماندار ہی کو دانا سب

چھبیسویں حکایت

بادشاہوں میں سے عرب کے ایک شاہ کو سُنا ہی میں نے کہ اپنے مقرّبونسے کہتا تھا کہ فلانے شخص کی جتنی رسومیں معین ہیں اُسے دو چند کرو کہ ملازم سرکار ہی اور فرمان بردار ہے سواے اُسکے جو خدمتگار ہیں لہو و لعب میں چست ہیں اور اداے خدمت میں سست ہے اِس کلام کو سنکر ایک اہل دل نے فریاد و فغاں کیا لوگوں نے پوچھا کہ کیا دیکھا تونے کہا اُسنے

کہ ور جیسے اعلی بندونکے بھی حق تعالی کی درگاہ میں ایسی ہی
مثال رکھتے ہیں   کرے جو آن کے دوروز
کوئی خدمت شاہ * تو اُسپہ تیسرے ون برتی ہی جاے شہ کی نگاہ *
امید ہی جو پرستش کریں ہیں دلسے اُسنے * اُنہیں
نہ پھیریگا مایوس اپنے در سے اِلہ * قبول حکم میں سرداری
اور برائی ہی * دلیل یاس ہی ترک اُسکا اور بُرائی ہی *
یقین جان جو رکھتا ہی راستوں کی جبیں * وُہ آستان پہ
رکھتا ہی رَنت ہی سرکیتئیں

ستائیسویں حکایت

ایک ظالم کی نقل کرتے ہیں کہ لکریاں فقیروں کی زبردستی
سے لیتا تھا اور دولتمندونکو مفت دیتا ایک صاحب
دل نے اُسکے پاس آکر یوں کہا   صانث
ہی تو جسکو دیکھے اُسکو وُو نہیں کاٹ کھاے * یا ہی اُلو
جس جگہہ بیٹھے وہانکی خاک اُراے * کب خداوند قوی سے
زور تیرا چل سکے * ہاں مگر عہدہ برا تجھسے نہوں ہم ناتوان *
زور مت اہل زمین پر اِسقدر کرا یعزیز * شاید اُنکی بھی

دعا کی ہو وہ پہنچ تا آسماں — کہتے ہیں کہ ظالم نے
اُسکے کہنے سے رنجیدہ ہو کر مُنہہ غصے کا بنالیا اور اُسکی طرف
متوجہ نہوا۔ مناسب حال اُسکے حاصل معانی اِس آیہ کا ہی
یعنے حمیت نے اُسکی بچھوڑا اُسکو اور گناہ پر قایم رکھا۔
کہ ایک رات باورچی خانے کی آگ اُسکی لکڑیوں کے انبار میں
گر کر لگی اور تمام املاک کو اُسکی جلا دیا اور اُسکو نرم بچھونے
سے اُٹھا کر گرم راکھہ پر بٹھلا دیا اتفاقاً وہی شخص اُسکے
پاس سے گذرا دیکھا اُسکو کہ اپنے یاروں سے کہتا تھا نہیں
جانتا ہوں کہ یہہ آگ میرے گھر میں کہاں سے لگی۔ کہا اُسنے
کہ اُنھیں درویشوں کے دل کے دہوئیں سے

کر حذر دود دل مجروح سے یہہ بات مان * زخم پنہاں اُسکا آخر
سر کو خوں میں تر کرے * رنج مت دینا کسیکے دل کو تئیں
مقدور پھر * آہ اُسکی وہ ہی جو ایک خلق کو ابتر کرے

مشہور ہی کہ تاج کیخسرو پر لکھا تھا

ایک عمر بالکہ قیامت تلک زمیں پر کیا
نہوگا خلق کے پاؤں کا سر پہ اپنے گذر

اندیشہ کرکے فی الحال ایک جواب مختصر لکھا اور روانہ کیا
کہ اگر احیاناً خط پکڑا جاوے تو موجب فتنہ و فساد کا نہو اتفاقاً
بادشاہ کے ملازموں سے ایک شخص اِس حال سے آگاہ تھا
حضور اعلیٰ میں اُسنے عرض کیا کہ فلانے شخص کو کہ حضرت نے
قید کیا ہی اِس نواح کے بادشاہوں سے نامہ و پیغام
رکھتا ہی ۔ بادشاہ اِس کلام کو سنکر غصے ہوئے اور اِس
خبر کو کھول دیا ۔ آخر الامر حسب الارشاد قاصد کو پکڑا
اور مکتوب کو پڑھا ۔ لکھا تھا اُس میں کہ حسن ظن بزرگوں کا
زیادہ بندے کی فضیلت سے ہی اور واسطے آنے کے اُس
دیار میں کہ اِس عاصی کو لکھا ہی اجابت کا اُسکی مقدور نہیں
رکھتا بحکم اِس امر کے کہ پالا ہوا نعمت اِس خاندان
کا ہی ۔ اتنی بات کے واسطے ولی نعمت قدیم اپنے سے
بیوفائی نہیں کرسکتا ۔ دیکھئے جسکا سدا احوال
پر اپنے کرم * بدنہ لیجائیے اگر اُسسے کبھی ہو ایک ستم
بادشاہ کو سیرت حق شناس اُسکی نہایت خوش آئی ۔
خلعت و نعمت دیکر عذر چاہا کہ خطا کی میں نے جو تجھے ایذا دی ۔

کہا اُسنے ای خداوندا اس امر میں آپکی کچھ خطا نہیں بلکہ تقدیر میں یہی تھا کہ اِس بندیکو کسطرح رنج پہنچے پس حضرت کے ہاتھ سے اولی ہی اسواسطے کہ آپ کی اگلی نعمتوں کے حقوق اِس فدوی پر ہیں اور بہت سے احسان

جو رنج خلق سے پہنچے تو مت لے اُسکا نام *
کہ خلق دے نہیں سکتی کسیکو رنج و آرام * عدو و دوست
میں جو ہی خلاف حق سے جان * کہ دل پہ دونوں کے حاکم وہی
ہی کہنا مان * گذار تیر کا ہی تو سہی کمان کے سبب
* پہ جانتے ہیں کماندار ہی کو دانا سب

چھبیسویں حکایت

بادشاہوں میں سے عرب کے ایک شاہ کو سنا ہی میں نے کہ اپنے مقربوں سے کہتا تھا کہ فلانے شخص کی جتنی رسومیں معین ہیں اُسے دو چند کر دو کہ ملازم سرکار ہی اور فرمان بردار ہے سوا اُسکے جو خدمتگار ہیں لہو و لعب میں چست ہیں اور ادائے خدمت میں سست ہے اِس کلام کو سنکر ایک اہل دل نے فریاد و فغان کیا لوگوں نے پوچھا کہ کیا دیکھا تو نے کہا اُسنے

کہ درجے اعلی بندونکے بھی حق تعالی کی درگاہ میں ایسی ہی
مثال رکھتے ہیں کرے جو آن کے دوروز
کوئی خدمت شاہ * تو اُسپہ تیسرے دن برتی جاے شہ کی نگاہ *
امید ہی جو پرستش کریں ہیں دلسے اُسسے * اُنہیں
نہ پھیریگا مایوس اپنے درسے اِلہ * قبول حکم میں سرداری
اور بڑائی ہی * دلیل پاس ہی ترک اُسکا اور بُرائی ہی *
یقین جان جو رکھتا ہی راستونکی جبیں * وہ آستان پہ
رکھتا ہی نت ہی سرکیتئیں

ستائیسویں حکایت

ایک ظالم کی نقل کرتے ہیں کہ لکڑیاں فقیرونکی زبردستی سے لیتا تھا اور دولتمندونکو مفت دیتا ایک صاحب دل نے اُسکے پاس آکر یوں کہا

صانپ ہی تو جسکو دیکھے اُسکو وُو نہیں کاٹ کھاے * یا ہی اُلو
جس جگہ بیٹھے وہانکی خاک اُڑاے * کب خداوند قوی سے
زور تیرا چل سکے * ہاں مگر عہدہ برا تجھسے نہوں ہم ناتوان *
زورمت اہل زمین پر اسقدر کر اے عزیز * شاید اُنکی بھی

دعا کی ہو پہنچ تا آسماں   کہتے ہیں کہ ظالم نے
اُسکے کہنے سے رنجیدہ ہوکر مُنھ غصے کا بنالیا اور اُسکی طرف
متوجہ نہوا۔ مناسب حال اُسکے حاصل معانی اِس آیہ کا ہی
یعنے حمیّت نے اُسکی پکڑا اُسکو اور گناہ پر قایم رکھا۔
کہ ایک رات باورچی خانے کی آگ اُسکی لکڑیوں کے انبار میں
گر کر لگی اور تمام املاک کو اُسکی جلا دیا اور اُسکو نرم بچھونے
سے اُٹھا کر گرم راکھ پر بٹھلا دیا اتفاقاً وہی شخص اُسکے
پاس سے گذرا دیکھا اُسکو کہ اپنے یاروں سے کہتا تھا نہیں
جانتا ہوں کہ یہہ آگ میرے گھر میں کہاں سے لگی۔ کہا اُسنے
کہ اُنھیں درویشوں کے دل کے دھوئیں سے

کر حذر دود دل مجروح سے یہہ بات مان * زخم پنہاں اُسکا آخر
سر کو خوں میں تر کرے * رنج مت دینا کسیکے دل کو تئیں
مقدور پھر * آہ اُسکی دود ہی جو ایک خلق کو ابتر کرے

مشہور ہی کہ تاج کیخسرو پر لکھا تھا

ایک عمر بلکہ قیامت تلک زمیں پر کیا
نہ ہوگا خلق کے پاؤں کا سر پہ اپنے گذر

یہہ ملک آیا ہی مجھہ پاس جیسے دست بدست
مگر نجائیگا یو نہیں بدستہائے دگر

اٹھائیسویں حکایت

ایک شخص کشتی لڑنے کی صنعت میں طاق ہوا تھا اور شہرۂ آفاق۔ تین سو سا ٹھہ داؤ عجیب و غریب ایک مشت اُسکی مٹھی میں تھے اور چند لاکیوں کے طور سبکے سب اُسکے ہاتھوں میں۔ ہر روز ایک نئی وضع سے کشتی لڑتا اور ناظر و تماشا کنندہ حیرت میں پڑتا مگر طبیعت اُسکی ایک شاگرد خوش شمائل پر مائل تھی چنانچہ تین سو سا ٹھہ داؤ اُسکو سکھائے الا ایک داؤ کے سکھانے میں تامل اور تساہل کرتا تھا۔ قصہ مختصر وہی لڑکا چند روز میں قوی ہیکل اور صنعت کشتی میں بے بدل ہوا کسی پہلوان کو اُس زمانے میں اُسسے تاب مقابلے کی اور مجال مبجادلے کی نہ تھی یہاں تلک غرور میں آیا کہ بادشاہ عصر کے حضور کہنے لگا کہ استاد کو فضیلت مجھپر بسبب بزرگی اور حق تربیت کے ہی وگرنہ قوت و صنعت میں اُسسے

میں بھی کمتر نہیں بلکہ برابر ہوں ۔ شہریار کے مزاج پر سخن
اس ناہموار لڑکا نہایت ناگوار ہوا کہ چھوٹا منہہ اوٗر بڑی
بات اِستادکو کہتے ہیں فی الفور ارشاد کیا کہ ہاں آپس
میں کشتی لڑیں اوٗر ایک مکان بلند کو اُس عالی مقام نے
مناسب اُس امر کے درست کروایا ۔ الغرض ارکان دولت
اوٗر مقربان حضرت بلکہ زورآوران جہاں تمام مجمع
ہوئے جس وقت جا گہہ لڑائی کی آراستہ ہوئی لڑکا مانند مست
ہاتھی کی اِس زور شور سے آیا کہ اگر پہاڑ اژدہات کا وہاں ہوتا
تو جا گہہ سے اُسکو اُکھاڑتا اوٗر اسفندیار رویں تن بھی
سامھنے آنا تو اُسی آمد کے دبدبے ہی سے ۔ پچھاڑتا اُستاد نے
دیکھا کہ شاگرد قوت میں مجھسے قوی تر ہی وہی داؤ کیا جو
اُس سے مخفی تھا ۔ لڑکے کو طریقہ دفع کا اُسکے نہ آتا تھا بے بس
ہو گیا آخر الامر استاد نے اُسکو اُکھاڑا اوٗر زمین پر مارا ۔
خلایق میں ایک شور پڑ گیا اوٗر غوغا بلند ہوا ۔ حضرت اعلی
نے استاد کو خلعت مہربانی مع نعمت جاودانی عنایت
فرمایا اوٗر اُس لڑکے کو نہایت ملامت کی کہ اپنے پالنے والے

سے ناحق بیوفائی کی تونے اور دعوا مقاومت کا تمام کیا
لڑکے نے عرض کی کہ جو کچھ حضور سے ارشاد ہوا فی الواقع
یوں ہی ہے لیکن اُستاد کو زور میں مجھپر غالبہ نہ تھا بابت ایک
نکتہ فن کشتی کا مجھسے مخفی کیا تھا اُسکے سبب آج کے دن
غالب ہوا استاد نے کہا اِسی دن کے واسطے چھپایا تھا کہ
کہہ گئے ہیں۔ دوستکو اِتنی قوت نہ دے کہ اگر دشمنی
کا قصد کرے تو کر سکے   جو خود بے ادب کہ بزرگ
اپنے سے لڑے * ہرگز وہ پھر نہ اُٹھ سکے ایسا ہی گر برتے
نہیں سنا ہی تونے کہ کیا کہا ہی اُس شخص
نے کہ جسنے اپنے پالے ہوئے سے جفا دیکھی تھی
یا وفا موجود عالم میں تھی ہی دوستو * یا کسی نے کی
نہ اِس دنیا میں مجھسے ہی وفا * میں نے علم تیر سکھلایا بدل جسکو
مدان * تیر کا اپنے نشانہ اُسنے مجکو ہی کیا

اُنتیسویں حکایت

ایک درویش اکیلا کسی جنگل کے کونے میں بیٹھا تھا
ایک بادشاہ اُسکی طرف سے گذرا ۔ فقیر کو ازبسکہ

فراغت ملک قناعت سے تھی اُسکی طرف کچھ التفات نکی اور بادشاہ کو بہ مرتبہ غرور سلطنت کا تھا رنجیدہ ہوا اور کہا کہ یہہ طایفہ خرقہ پوشوں کا مانند حیوانوں کی ہی اہلیت اور آدمیت نہیں رکھتا وزیر نے یہہ بات سنکر درویش سے کہا ای مرد عزیز بادشاہ روے زمین کا تیرے پاس آیا کسواسطے خدمت اُسکی نکی تو نے اور شرطیں ادب کی بجا نہ لایا جواب دیا اُسنے کہ بادشاہ کو کہو کہ متوقع خدمت کا اُس شخص سے ہو کہ توقع نعمت کی تجھ سے رکھے اور دوسرے یہہ ہی کہ بادشاہ رعیت کی نگہبانی کے واسطے ہیں نہ رعیت بادشاہوں کی بندگی کے واسطے

گرچہ دولت سے اُسکی نعمت ہی * پر ہی شہ پاسبان فقیروں کا * بھیڑ چوپان کی خادمی کو نہیں * بلکہ مامور وہ ہی خدمت کا * ایک خورسند دکامران ہی آج * غم کی ہی دل میں دوسرے کے سنان * اہل پندار کے بھی سر کو تاک * کھائیگی صبر کر تو چندے یہاں * جب قضائے نوشتہ آپہنچی * فرق شاہی و بندگی میں کہاں * گر تو کھولیگا قبر دونوں کی * شاہ و درویش پائیگا یکسان *

بادشاہ کے

دل میں درویش کی گفتگو نے ایسا اثر کیا کہ نقش کا الحجر ہو گئی تب کہا اُسّے کہ مجھے کسی امر کی درخواست کر درویش نے کہا یہہ چاہتا ہوں کہ پھر مجھے تکلیف نہ دے تو پادشاہ سے مُتنبہ ہو کر پھر کہا کہ ای صاحب دل کچھ مجھے نصیحت کر فقیر نے یہہ شعر پڑھا حکومت میں کر غور

بیچارگاں * کہ ملک و نعم جاے ہی یہاں سے وہاں

تیسویں حکایت

وزیروں میں سے ایک وزیر ذوالنون مصری کے پاس گیا اور اُسّے مدد چاہی کہ دن رات پادشاہ کی خدمت میں مشغول ہوں نعمت کا اُسکی امید وار اور عقوبت سے پر اضطرار ــ ذوالنون نے اِن باتونکو سنکر رو دیا اور یہہ کہا کہ اگر میں بادشاہ حقیقی سے ایسا ڈرتا کہ جیسا تو بادشاہ مجازی سے ــ تو صدیقوں میں سے ایک میں بھی ہوتا

ساتھہ دکھہ کے گر نہو سُکھہ کی اُمید * پاوں درویش و نکے ہوویں بر فلک * جسقدر رخا یعنے ملک سے ہی وزیر * حق سے گر ہوتا تو ہوجاتا ملک

اکتیسویں حکایت

ایک چھوٹے بادشاہ نے کسی بیگناہ کے مارنے کا حکم کیا عرض کی اُسنے کہ اے بادشاہ بسبب اس غضب کے جو آپ کو اوپر اس عاجز کے ہی اپنا آزار بچاہیے کہ یہہ عذاب ایکدم میں مجھپر سے گذر جائیگا اور گناہ اُسکا تجپر ہمیشہ رہیگا

دوران بقا باد کی مانند گیا ٭
نے خوب ہی نے بد ہی نہ کرنے والے تھا ٭ کیا غم جو کیا مجپہ ستم گر نے ستم ٭ مجپر سے گیا اور اُسکی گردن پہ رہا

بادشاہ کو نصیحت نے اُسکی اثر کیا اور اُسکے خون سے درگذرا

بتیسویں حکایت

نوشیرواں کے وزیر بیچ ایک مہم کے واسطے مصلحت مملکت کے اندیشہ کرتے تھے اور ذہن لگاتے تھے۔ بادشاہ بھی اُنھیں کی طرح سے متفکر اُسی تدبیر میں تھا کہ ابوزرجمہر نے بادشاہ کی راے کو ترجیح دی وزیروں نے مخفی اُسے کہا کہ بادشاہ کی راے میں کیا زیادہ دیکھی تو نے جو اتنے حکیموں کی راے پر اختیار کی ابوزرجمہر نے کہا اسواسطے کہ انجام کار معلوم

نہیں اور عقل سب کی تابع قضا و قدر کے ہی کیا جائے کہ ہوا سب
پر کون ہی اور خطا پر کون بس موافقت کرنی بادشاہ کی
رائے سے اولی تر ہی کہ اگر خلاف صواب بھی ظاہر ہو
تو سبب اُسکی متابعت کے عتاب سے معذور ہیں ہم

خلاف رائے شہ جسنے کہی بات * تو اپنے جی
سے دھونے ہاتھ کہ ہیہات * اگر شب روز کو کہنے لگے شاہ *
تو کہہ جلدی کہ یہہ پروین ہی وہ ماہ

تیتیسویں حکایت

ایک مکار نے زلفیں اپنی گوندھیں کہ میں علوی ہوں اور
حجاز کے قافلے کے ساتھ شہر میں آیا اور یوں جتایا کہ حج کرنے سے
آیا ہوں اور ایک قصیدہ روبرو پادشاہ کے لایا کہ میں نے
کہا ہی ۔ پادشاہ نے نعمت عظیم اُسکو بخشی تعظیم کی اور
بہت سی نوازش فرمائی اتنے میں ایک ندیم پادشاہ کا
اُسی سال میں سفر دریا سے آیا تھا بول اُٹھا کہ میں نے
اِسکے تئیں عید قربان کے دن بصرے میں دیکھا ہی حاجی
کیوں کر ہوا دوسرا بولا کہ میں اُسکو پہچانتا ہوں کہ باپ

اُسکا نصرانی تھا ملاطیہ میں پھر کیونکر حاوی ہوا اور شہر کے دیوان انوری میں پائے پادشاہ نے حکم کیا کہ ماریں اسکو اور منع کریں کہ اتنے جھوٹ ملا کر کیوں کہے عرض کی اُسنے کہ ای خداوند روی زمین اِس خادم کو ایک سخن اور باقی ہی جو حاکم ہو تو کہہ لیوے اگر سچ نہ ہوگا تو جو عقوبت فرمائیگا سزاوار اُسکا ہوگا بادشاہ نے فرمایا وہ کیا ہی کہا اُسنے ہی لاوے آگے تیرے گر غریب * تو دو پیالے پانی ہی ایک چھچھ دروغ * ہم بچپے ہو سنکے تند سے لغو * جہاندیدہ کہتا ہی اکثر دروغ پادشاہ کو بہت ہنسی آئی اور کہنے لگے کہ اِسنے زیادہ سچ اِتنی عمر میں نہ کہا ہوگا تونے پس فرمایا کہ جو کچھ مال اُسکا ہی اُسّے کوئی مزاحم نہ ہو قصہ کوتاہ خوشی اور خرمی سے وہ گیا

چوتیسویں حکایت

وزیروں میں سے ایک وزیر زیردستوں پر ترحم کرتا اور سبھوں کی اصلاح امور کو واسطہ خیر کا جانتا اتفاقا بادشاہ کے عذاب میں گرفتار ہوا سبھوں نے اُسکی نجات کے

واسطے سعی کی اور جو کیدا روں نے مایرت اور بزرگوں نے خوش باطنی اُسکی اکثر بیاں کی یہاں تک کہ بادشاہ اُسکے گناہ سے در گذرا۔ ایک صاحبدل نے اوپر اس حال کے اطلاع پاکر کہا دو ستت راضی رہیں تو باغ پدر * بیچ بہر ہی مان کہنا یہہ * کر تو نیکی بُرے سے کہتے ہیں * کہ ہین سگ بالقمہ دو ختہ بہ

چالیسویں حکایت

ہارون رشید کا ایک بیٹا باپ کے پاس آیا نہایت غضب ناک کرفلانے ہراول کے بیٹے نے مجھے گالیاں دیں۔ ہارون نے ارکان دولت سے پوچھا کہ ایسے شخص کو کیا سزا دیجے۔ ایک نے اُسکے قتل کی اشارت کی دوسرے نے زبان کاٹنے کی تیسرے نے تاوان اور منع مجرے کی۔ ہارون نے کہا کہ ای پسر کرم یہہ ہی کہ در گذرا اور بخش دے کہ دین و دنیا میں اُسکا اجر ملیگا اور جو نہیں ہو سکتا تو تو بھی گالیاں دے لے۔ ایسا بدلا بُرا ہی جو حد سے گذر جاوے اور ظلم تیری طرف ثابت ہو اور دعوا جانب

دشمن اُسکے نہیں ذی عقلاں کے نزدیک وُہ مرد * کہ جو بیٹھا دماں سے ہو مقابل * وُہی ہی مرد الحق جو غضب میں * نبو لے بات کچھ بیہودہ باطل * کسیکو دی جو ایک بدخو نے گالی * کہا اُسنے کہ سن ای ذات حالی * ہوں بدتر اُسے جو تو نے ہی سوچا * غلط سمجھا ہی تو جو کچھ ہی سمجھا * میں اپنے عیب سے جیسا ہوں آگاہ * تو ہی آگہ نا ہوگا یہ واللہ

چھبیسویں حکایت

کہتے ایک بزرگوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھا تھا میں کہ ایک ناو پیچھے ہمارے ڈوبی — الغرض دو بھائی ایک بھنور میں جا پڑے — بزرگوں میں سے ایک شخص نے ملاح سے کہا نکال اِن دونوکو کہ ہر ایک کے عوض سو سو دینار تجے دونگا ملاح پہر کر ایک شخص کو نکال لایا اور دوسرا ڈوب گیا — کہا میں نے عمر اُسکی باقی نہ ہی تھی اِسسے اُسکے نکالنے میں تاخیر کی تونے — ملاح نے ہنسکر یوں کہا کہ یہ بات سچ ہی لیکن خواہش اپنی اِس شخص کے نکالنے پر زیادہ تھی کہ ایکوقت کسی جنگل میں تھکگیا تھا میں اِسنے مجھے

اُونٹ پر چڑھایا تھا اور اُس دوسرے نے لڑکائی میں مجھکو ایک کوڑا مارا تھا کہا میں نے راست کہا ہی اللہ تعالی نے - جس شخص نے عمل نیک کیا ہی نفع اُسکا واسطے اُسیکے نفس کے ہی اور جس کسی نے کہ عمل بد کیا ضرر اُسکا اوپر اُسیکے نفس کے ہی دل کسیکا چھیل مت مقدور بھر * ہی بھرا کانٹو نسے یہہ رستا تمام * کام میں مت دیر کر محتاج کے * تجھکو بھی در پیش ہاین بہتیرے کام

تینتیسویں حکایت

دو بھائی تھے ایک خدمت پادشاہ کی کرتا اور دوسرا بازو کی کوشش سے روٹی کھاتا - ایکدن دولتمند بھائی نے برادر درویش سے کہا کیوں نہیں خدمت کرتا تو جو مزدوری کی مشقت سے نجات تجکو ملے - کہا اُسنے تو کسو واسطے وہ پیشہ نہیں اختیار کرتا کہ خدمت کی مذلت سے رہائی پاوے کہ عقلمندو نے کہا ہی اپنی روٹی کھانی اور بیٹھہ رہنا بہتر ہی کہ زریکا پٹکا باندھنا اور خدمت کے لیئے کھڑے رہنا گرم چونا ہاتھ سے کرنا خمیر * ہاتھہ پر

ہمت باندھنا بیشں امیر   ہوگئی یہہ عمر
ساری صرف ان سوچوں میں آہ * چار دنیں کیا پہنوں میں اور
کر میونمایں کھاؤں نہ کیا * حرص مت کر ای شکم بس ایک
روٹی ہی بہت * تا ہوں شاہونکے آگے سر جھکا کر میں کھڑا

اٹھتیسویں حکایت

ایک شخص نوشیروان کے پاس یہہ خوشی کی خبر لایا کہ
تیرے فلانے دشمن کو حق تعالی نے فانی کیا۔ فرمایا اُسنے
یہہ بھی سنا ہی تونے کہ میری حیات کو بھی وفانی کیا
جو دشمن مرے شادمانی نہیں * کہ نت اپنی بھی زندگانی نہیں

اُنتالیسویں حکایت

کسرا کے حضور کتنے حکما مصلحت کرتے تھے اور ہر ایک
کچھہ کچھ موافق اپنی راے کے بولتا تھا۔ ابو زرجمہر کہ سردار
اُنکا تھا خاموش تھا پوچھا اُسنے کس واسطے تو اس
بحث میں گفتگو نہیں کرتا کہا اُسنے کہ وزیر مانند طبیبوں کی ہیں
اور طبیب دارو نہیں دیتا مگر بیمار کو پس دیکھتا ہوں میں کہ راے
تمہاری صواب پر ہی پھر مجکو اس امر میں سخن کہنا خطا ہی

بغیر از کہے بات آوے جو بن * تو ہی بولنا اُس میں جائے سخن
جو دیکھوں کہ آگے ہی اندھیکے چاہ * جتاؤں نہ اُسکو تو ہی یہہ گناہ

چالیسویں حکایت

ملک مصر کا جب ہارون رشید کے تصرف میں آیا تب کہا اُسنے کہ بخلاف اُس گمراہ کے جو غرور سے ملک مصر کے دعوا خدائی کا کرتا تھا بخشونگا اِس ملک کو مگر ایک بندۂ کمترین کو چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک غلام سیہ فام پاجی مزاج کو کہ نام اُسکا خصیب اور نہایت کم عقل تھا اُسیکو بخش دیا۔ مشہور ہی کہ عقل و دانائی اُسکی اِس مرتبے تھی جو ایک قوم کسانونکی اُسکے پاس بطور فریاد کے یہہ کہتی آئی کہ کپاس بوئی تھی ہمنے کنارے دریاے نیل کے۔ مینہہ بے وقت برسا اور وُہ سبکی سب ضایع ہوئی کہا اُسنے کہ پشم بوئی تھی تا وُہ خراب نہوتی۔ ایک حکیم نے اِسبات کو سنکر یوں کہا

کشود رزق جو موقوف ہو تا دانش پر *
تو بیوقوف سوا بھیکھ مانگتا در در * عطا کرے ہی وُہ
نادان کو اِسطرح روزی * کہ عقل رہتی ہی حیران

اُس مَیں دانا کی * بخت و حشم کا باعث مت جان
کاردانی * اُنکا سبب فقط ہی تائید آسمانی * اہل ہنر
ہزاروں صاحب کمال اکثر * پھرتے ہیں مارے مارے
بے قدر جگ کے اندر * کیمیا گر موا وہ کھینچ کے رنج *
پایا احمق نے ایک اُجاڑ میں گنج

اکتالیسوین حکایت

سلاطین عرب سے ایک سلطان کو کسی شخص نے ایک
کنیزک ملک ختن کی نذر گذرانی ۔ حالت مستی میں
چاہا اُسنے کہ اُس سے جماع کرے ۔ کنیزک نازنین نے ناز کیا
اور نمانا ۔ پادشاہ از بسکہ نشے میں تھا اُس حرکت پر غصے
ہو کر وہ گل چہرہ سیمبر ایک ایسے زنگی سیاہ آہنی
پیکر کو بخشی کہ ہونٹھ اوپر کا اُسکی ناک کی نوک سے
گذر گیا تھا اور نیچے کا ہونٹھ ٹھوڑی کے تلے لٹک پڑا تھا
صخرا سے جیسی وہ دیو سفید کہ انگوٹھی حضرت سلیمان کی لیگیا
تھا اُسکی صورت سے ڈر کر بھاگتا اور چشمہ گندک
کا بغل بو سے اُسکی بد بو ہوتا ۔ کوئی شخص اِس مرتبہ دنیا

یں بد صورت نہیں اُسکی زشتی کی خبر دیجے جو ایسپر کر قیاس ہی غضب بغاوتیں ہی وہ بوے بد بادرب پناہ دھوپ سے بھا دونکی مر دے ییں بھی یہہ ہووے نہ باس

کوئی دیکھے گا نہ محشر تک کبھو * خوب رو یوسف

سا اُس سا زشت رو * زنگی پُر شہوت اُن

دنوں میں مباشرت کا طالب تھا اور اشتیاق اُسپر غالب — پھر سے اُس رشک پری کی بے اختیار ہو کر پھر کو اُسکی تورا اور اپنا منہہ کالا کیا — صُبح کو پادشاہ نے کنیزک کو ڈھونڈھا اور نہ پایا تب لوگوں نے یہہ ماجرا جُوں کا توں عرض کیا پادشاہ کا چہرہ اِس ذکر کو سنکر سرخ ہوگیا اور نہایت غضب سے فرمایا کہ اُس رو سیاہ کو مع کنیزک باندھیں اور ایک بام بلند سے خندق میں ڈال دیں کہ ایک وزیر نے واسطے شفاعت کے اپنی جبین زمین پر رکھہ دی اور یوں التماس کیا کہ اقبال و دولت اور جاہ و سلطنت خداوند کی قایم دایم رہے غلام زنگی کی اِس امر میں کچھہ تقصیر نہیں کہ تمام بندے اور خادم آقا کے انعام سے عادت رکھتے ہیں —

نے بادشاہ نے کہا کہ البتہ لیکن وہ رنہ تھا جو ایک رات اُسکے
نزدیکی نکرتا۔ وزیر نے کہا ای خداوند جو کچھ کہ حضور سے ارشاد
ہوا یو نہیں ہی لیکن کیا سمع شریف میں نہیں پہنچا ہی کہ کہہ
گئے ہیں پہنچے جو تشنہ دل سوختہ بر آب حیات *
اُسکو مطابق نہ خطر پیاں دماں کا ہووے * خالی گھر خوان
سے پر بھو کھہ میں ملحد جو پاے * کچھ نہ اندیشہ اُسے پھر
رمضا نکا ہووے بادشاہ مصحب
مزاج کو یہ لطیفہ نہایت خوش آیا فی الفور ارشاد کیا کہ
زنگی کو تیری خاطر سے بخشا میں نے لیکن کیزک کو کیا کروں۔
وزیر نے پھر عرض کیا کہ اُسکو اُس زنگی کے تئیں بخشیئے
اسواسطے کہ جھوٹا جسکا ہی اُسی کے لایق ہی
تشنہ لب ہووے نہ وہ آب زلال *
جسکو گندیدہ دہاں تک منہہ لگاے * دوستی اُسکی نکر ہرگز
پسند * کوچہ بدنام میں جو کوئی جاے * گر پڑے جسوقت
سرگین میں ترنج * شاہ کا پھر ہاتھ اُسکو کب اُٹھاے
بیالیسویں حکایت

اسکندر رومی کیتئیں پوچھا کہ مشرق اور مغرب کے دیار پر کیونکر قبضہ کیا تو نے کہ اگلے بادشاہ خزانہ و لشکر اور ملک و عمر تجھسے کہیں زیادہ رکھتے تھے لیکن کسیکو ایسی فتح میسر نہوئی ۔ کہا اُسنے کہ مددگار حقیقی کی مدد سے جس مملکت کو کہ لیا میں نے وہاں کی رعیت کو آزار نہ دیا اور نام بادشاہونکا بھی بے وقری سے نلیا

ہرگز نہ بر آجانے اُس سے ہووے جو دانا * لے نام بُری طرح سے جو کوئی بر تو دُنکا * سب ہیچ ہی نہ بھول کر رہنیکا رِت نہیں * تخت اور بخت وامر و نہی اور گیر و دار * اگلونکے نام نیک کو تو رایگاں نکر * تا نام نیک تیرا بھی رہ جاے یادگار

دوسرا باب اخلاق میں درویشونکے

پہلی حکایت

ایک بزرگ نے کسی پرہیزگار سے پوچھا کہ فلانے عابد کے حق میں آپ کیا کہتے ہیں کہ اکثر اشخاص اُسکے حق میں طعنہ آمیز باتیں کہتے ہیں کہا اُسنے کہ بظاہر اس میں کچھ عیب نہیں دیکھتا اور باطن سے آگاہ اللہ ہی

جسکو ظاہر میں متقی دیکھے * اُسکے تقویکا تو نکر انکار * کھوج مت کر کسی کے باطن کا * محتسب را درون خانہ چکار

دوسری حکایت

ایک فقیر کو میں نے دیکھا کہ کعبہ کے آستانے پر سر کو رکھکر اپنا منہہ زمین سے ملتا تھا اور عجز و نیاز سے کہتا تھا کہ یا غفور یا رحیم تو جانتاہی کہ ظالم سے کیا صادر ہووے اور جاہل سے کیا ظاہر کہ یہہ تجکو ہی لایق ہی عذر تقصیرات

خدمت ہی فقط لایا ہوں میں * طاعت سے مطلقا رکھتا نہیں تاب و تواں * عارف استغفار کرتے ہیں عبادت سے

مدام * توبہ کرتے ہیں گناہوں سے ہمیشہ عاصیان

جزای بندگی چاہتے ہیں عابد و ذاکر اور قیمت جنس کا تاجر۔ یہہ بندہ امیدوار امید لایا ہی نہ طاعت اور گدائی کرنے آیا ہی نہ تجارت۔ وہ سلوک ہمسے کر کہ جسکے تو لایق ہی نہ وہ امر جو ہمارے حال کے موافق ہی قبل کریا بخش

اب تو درپہ تیرے سر رکھا * حکم کیا بندیکا جو فرمائے تو لاوے بجا

درپہ کعبہ کے ایک سایل یوں * کہے تھا عجز سے یہہ رو رو کر طاعتیں مت قبول کر لیکن * قلم عفو کھینچ عصیاں پر

تیسری حکایت

عبدالقادر گیلانی کو اُس عاصی نے دیکھا کہ حرم کعبہ میں ماتھے کو سنگریزوں پر دھر کے یوں کہتا تھا کہ یا الٰہی بخش مجکو اور اگر ایسا ہی عذاب کے لایق ہوں تو خواہش یہہ ہی کہ قیامت کے دن اندھا اٹھوں تا نیکو نکے منہہ سے شرمندہ نہوں

خاک پر منہہ رکھے کہتا ہوں بعجز * ہر سحر اید ھر جو آتی یاد ہی

ایکہ تجکو میں نہیں تک بھولتا * حال میرا بھی تجھے کچھ یاد ہی

جو تھی حکایت

ایک چور کسی متقی کے گھر میں گیا ہر چند وہاں ڈھونڈھا پر کچھ نپایا تب تو نہایت دل تنگ و پشیمان ہوا۔ زاہد جو یہہ ماجرا دیکھا ایک کملی بساط میں تھی کہ جسپر سوتا تھا چور کے رہگذر میں اُسکو ڈالدیا اسواسطے کہ محروم نجاوے اور یہانکے آنے سے کچھ فایدہ اٹھاوے

یہہ سچ ہی کہ مردان راہ خدا * نہیں کرتے دشمنکے دل کو بھی تنگ
تجھے کب میسر ہوا یہہ مقام * کہ رکھتا ہی تو دوستونسے جنگ

محبت صاحبان صفا کی روبرو اور پس غیبت ایکسی ہی نہ اُن لوگونکی مانند کہ پیچھے تیرے کنایے کی بولیاں بولیں اور آگے زبان تعریف کی کھولیں

روبرو بھیڑ کی طرح ہاں غریب * پیٹھ پیچھے ہاں گرگ سے موذی * جو کرے اظہار آگے تیرے عیب مردماں * عیب تیرے بھی کریگا ہر کہیں جا کر بیاں *

پانچویں حکایت

اشخاص چند متفق مسافرت کے تھے اور شریک رنج و راحت۔ چاہا میں نے کہ رفاقت کروں اُنھوں نے

موافقت نکی تب میں نے التماس کیا کر اخلاق سے ایسے بزرگونکے عجیب و غریب ہی کہ مسکینوں کی مصاحبت سے منہہ پھریں اور فایدہ کو اُنسے دریغ رکھیں کہ میں تو اپنے نفس میں قوّت اور جسم میں قدرت پاتا ہوں کہ خدمت میں مردوں کی اور صحبت میں صاحب دردونکی حاضر رہوں۔ یار شاطر ہوں نہ بار خاطر

پیادہ پا ہوں اگرچہ نہیں کچھی بہ سوار

ولیک ہونگا تمہارا میں غاشیہ بردار * تب اُنمیں سے ایک شخص نے کہا کہ یہہ باتیں سنکر اسقدر آزردہ اور اتنا افسردہ مت ہو کہ اِن دنوں میں ایک چور نے اپنے تئیں فقیر ونکی صورت بنایا اور ہماری صحبت میں در آیا

ہر ایک شخص کیا جانے جامے میں کیا ہی * جو لکھے سو جانے کہ نامے میں کیا ہی

ازبسکہ سلامت روی مزاج میں درویشونکے ہی گمان مکر کا اُسکی طرف نکیا اور اپنے ساتھہ میں ملا لیا

دلق بس کافی ہی یہاں بہر تمیز عارفاں

ورنہ سب ہینگے بشر اور خلق کے ہیں درمیاں * جو کہ

تو چاہے پہن ہر کارہا ہے نیک کر * خواہ سر پر تاج رکھ خواہی
علم کو دوش پر * تات کے بنانے کے پہننے سے نہیں ہی زاہدی *
زاہد یہی پاک رہ اطلس پہن لے تو ابھی * چھوڑ دے حرص و ہوس
دنیا کو بیچ ڈال کھ دین کا پاس * پارسائی بس یہی ہی نے فقط
ترک لباس * مرد کو جامہ پہننا واقعی ہیگا بجا * ہی تجھ سے کو
ہی سلاح جنگ سے کیا فایدا

اتفاقا ایک دن چلتے چلتے آفتاب ڈوب گیا اور وقت شام ہوا ۔ بشدت سبکے سب ماندے ہو گئے تب ایک قلعے کے نیچے بیخبر سو گئے ۔ اُس چور بد ذات نجس باطن نے چھاگل ایک رفیق کی ہاتھ میں اُٹھالی کہ طہارت کے لیئے جاتا ہوں یہہ کہا اور واسطے غارت کے گیا

خرقہ پہنا متقی نے دیکھنا * جھول خر کی جامۂ کعبہ کیا

جب کہ درویشوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوا کسی برج مین گیا اور ایک درج چُرا لیا ۔ غرض جب تلک کہ سورج نکلے اور دن چڑھے وُہ سیاہ دل بہت دور نکل گیا بیچارے رفیق بیگناہ غافل سوتے تھے کہ

فجر کے وقت بہت سے لوگ چڑھ آئے اور اُن سبکو تھانے میں لیجا کر قید کیا۔ اُسی تاریخ سے غیروں کی صحبت چھوڑ دی اور تنہائی اختیار کی کثرت میں آفت ہی اور تنہائی میں راحت

حماقت قوم میں گر ایک سے ہو *
تو رستے جائیں سب خردوکاں کے * جو جاوے کھیت
میں ایک گاؤں کا بیل * تو آلودہ کرے سب بیل وہاں کے

مدعا کہتا ہیں نے کہ شکر صد ہزار اور حمد بیشمار جناب الٰہی میں ہی کہ درویشوں کے فیض سے فایدہ مند ہوا ہیں اگرچہ صحبت سے اُنکی الگ رہا غرض یہہ حکایت پر کیفیت نصیحت ہی ہمیں اور ہمارے ہمنشینوں کو تمام عمر کفایت کریگی

تمام بزم میں کج فہم گرچہ ایک بھی ہو
تو رنج دیوے بہت سے وُہ ہوشمندونکو
اگرچہ حوض کے اندر بھرا ہو عطر وگلاب
پر اُس میں سگ جو گرے ہووے بدتر از پیشاب

چھٹھی حکایت

ایک زاہد کسی بادشاہ کا مہمان تھا جب دستر خوان پر

بیٹھے تو اُسنے کھانے میں بہت سی کمی کی اوٗر جو وقت نماز

کو اُٹھے تو اپنی عادت سے زیادہ پڑھی اسواسطے کہ گمان صلاح

کا اُسکی طرف لوگ زیادہ کریں اوٗر سرارادت اُسکے آگے

نجو بی دھریں

کعبے اعرابی نہ پہنچیگا یہہ

مجھکو ہی خطر * جائے ہی جس راہ تو وہ راہ ترکستان ہی

جب کہ فارغ ہوا اپنے گھر آیا اوٗر کھانا مانگا ۔ ایک بیٹا

اُسکا نہایت شعورمند تھا فی الفور اُسنے عرض کی کہ ضیافت

میں بادشاہ کی مگر پیر و مرشد نے کچھ نوش نہیں فرمایا

کہا اُسنے سبب کے روبرو اُس لیئے نہیں کھایا کہ کام

آویگا ۔ اُس سعادتمند نے ہاتھ باندھ کر پھر التماس

کیا قضا نماز کی بھی کیجے کہ مطلقا ادا نہیں ہوئی اصلا کام

نہ آویگی

ای کہ رکھتا ہی ہتھیلی

پر ہنر * عیب ہیں تیری بغل میں بے شمار * کھوٹ

جس روپے میں ہوگی روز بد * کام آنیکا نہیں وہ زینہار

ساتویں حکایت

یاد ہی کہ لڑکپنے میں مجھکو عبادت کا ذوق تھا اوٗر شب

بیداری کا شوق اتفاقاً ایک رات باپ کی خدمت میں قرآن بغل میں لیئے حاضر تھا میں سونے کا تو کیا ذکر ہی تا بسحر پلک سے پلک نہ لگائی تھی اور ایک طایفہ بے خبر اُسی جاگہہ ہمارے پاس سوتا تھا حال اُنکا دیکھکر قبلہ گاہی سے میں نے التماس کیا کہ ان میں سے کوئی سر نہیں اُٹھاتا اور بندگی معبود کی بجا نہیں لاتا۔ ایسے سوتے ہیں کہ گویا مرگئے ہیں یہہ سُنکر اُنھوں نے ارشاد کیا کہ خوب ہوتا جو تو بھی سوجاتا کہ عیب کسی کا تیری زبان پر نہ آتا

مدّعی اپنے بن نہ دیکھے کچھ* اُسکے آگے ہی پردۂ پندار* چشم حق بین اُسکو دیوین اگر* آپ سا کوئی پھر نہ دیکھے خوار

آٹھویں حکایت

ایک بزرگ کے تئیں کسی مجلس میں اکثر شخص سراہتے تھے اور اُسکے وصفونکی خوبی میں مبالغہ نہایت کرتے تھے۔ اُسنے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ ای عزیزان میں جیسا کہ ہوں اپنے تئیں پہچانتا ہوں

دیکھہ ظاہر مدح کی اُس میں تمھارا

نقص کیا * حال باطن کا میرے مطابق نہین تمہیر کہا * ظاہر لگے ہی خوب میرا جسم خلق کو * باطن والے نجس جو ہی اُسسے ہون مشغال * نقش و نگارسو رکے سب ہاین سرا ہتے * زشتی سے اپنے پاؤن کی لیکن وُہ ہی خجال

نوین حکایت

ایک صالح ساکن لُبنان کر رہتے اُسکی معرفت کے ملک عرب مین جا بجا مذکو رتھے اؤر کرامتین اُسکی کوچہ بکوچہ مشہور۔ ایکدن دمشق کی مسجد مین وارد ہوا اؤر حوض کے کنارے پر وضو کرنے لگا کہ پاؤن اُس ثابت قدم راہ طہارت کا ایسا ڈگمگایا کہ پانی مین گرپڑا غرض وُہ پیراک دریاے حقیقت کا اؤر غوطہ خور بحر طریقت کا نہایت جد وکد سے اُس آبگیر سے نکلا۔ بعد ادا کرنے نماز کے ایک نیاز مند نے بہ نیاز التماس کیا کہ میری ایک مشکل ہی اُسے آسان کیجے فرمایا اُسنے وُہ کیا ہی تب بولا وُہ یاد ہی مجھکو کہ فلانے وقت دریاے مغرب پر قدم بقدم چلے جاتے تھے تم اؤر پشت پا تمہاری تر نہوئی تھی اِس گھڑی قدآدم

پانی میں یہہ حالت آپ کی بتاہ تھی عنقریب تھا کہ غریق رحمت ہو اِس میں کیا حکمت ہی - شیخ نے گردن نیچی کی اور بہت تامّل کے بعد کہا نہیں سنا ہی تو نے کہ سید عالم نے زبان گہر افشانسے ارشاد کیا ہی کہ مجھکو ایک وقت خاص ساتھہ پروردگار کے ہی کہ اُس میں بار نہیں کسی فرشتۂ مقرب کو اور نہ کسی رسول مکرم کو - غرض جناب رسالت نے لفظ ہمیشگی کا نہیں فرمایا - کسی وقت حضرت جبرئیل و میکائیل سے احتیاج نہ رکھتے تھے اور ایک وقت حفصہ و زینب کے اہل خانہ اُنکی تھیں سازش کرتے تھے - عارفونکے آگے کبھی جلوہ ہی کبھی پردہ گاہے باخود ہایں کبھی بے خود

کرنے لگتے ہو خود بخود پرہیز * ہمکو دیکھا کے آپ ہی دیدار
آگ بھڑکاتے ہو میرے دل کی * گرم کرتے ہو اپنا تم بازار *
ہوسیاہ دیکھتا ہوں اپنے میں محبوبکو * حالت اِسدم اور کچھ ہی میں نے رستہ گم کیا * آگ کو بھڑکاکے قطرے سے بجھا دیتا ہی پھر * اسلیئے تو دیکھتا ہی مجکو دوبا اور جلا

دسویں حکایت

کسی نے پیر کنعاں سے یہہ پوچھا * کہ ای عالی گہر گوہر سے اعلی تر * وہ بولے پیراہن یہاں مصر سے آئے * پسر کو چاہ کنعاں میں نہ تو پائے * یہہ تیرا طور بس حیرت فزا ہی * سبب اسکا بتاوے جلد کیا ہی * یہہ سن اُسنے کہا ہم برق ساں ہیں * نمایاں ہاں کبھی گاہے نہاں ہیں * کبھو پاؤں تلے لیں سما کو کبھی دیکھیں نہ اپنی پشت پاکو * اگر عارف کا رہتا ایک سا طور * اُٹھاتا ہاتھ دو جگ سے وہ فی الفور

گیارہویں حکایت

ایک جماعت افسردہ دل مردہ عالم صورت ہی سے آگاہ ـ بھولی ہوئی مالک معانی کی راہ شہر بعلبک کی مسجد میں میری جالیس تھی ـ کتنے کلمے بطور وعظ کے مَیں نے کہے لیکن اُس گروہ نے گوش دل سے نہ سنے جب مَیں نے دیکھا کہ نصیحت رایگاں جاتی ہی اور میری گرم آگ اُنکی گیلی لکڑیوں کو نہیں جلاسکتی تب تو دریغ آیا مجھے کہ تربیت خروں کی اور آئینہ داری بے بصروں کی کرنی پڑی مثل

مشہور ہی کہ اندھے کے آگے روے اپنی آنکھیں کھووے
و لیکن دروازہ معنی کا کھلا تھا اور سلسلہ سخن کا بڑھا
تھا۔ بیان میں اِس آیت کے کہ معنے اُسکے یہہ ہیں نزدیک
تر ہی علم میرا اُسّے بہ نسبت اُسکی رگہاے گردن کی۔
الغرض بات کو اِس حد پر پہنچا دیا تھا مَیں نے کہ کہا تھا

میری نسبت دوست ہی مجھسے کہیں نزدیک تر
یہہ تعجب ہی کہ ساتھ اِس قرب کے مَیں دور ہوں
کیا کروں کسسے کہوں ای ہمنشین یہہ لطف ہی
وُہ میری آغوش میں ہی اور مَیں مہجور ہوں

مَیں شراب اِس سخن کی پئے اور ہاتھ میں چھوتا پیالے کا
لیئے عجب رنگ میں تھا کہ ایک چلنے والے نے کنارے
سے مجلس کے گذر کیا اور دَور آخر نے اُسکے دل میں اثر کیا۔
ایک نعرہ اُسنے ایسا مارا کہ اکثر اشخاص ساتھ اُسکے
خروش میں آئے اور خام طبع مجلس کے بھی جوش میں۔
کہا مَیں نے سبحان اللہ باخبر کتنے ہیں دور ہوں حضور میں
ہیں اور بے بصر کتنے ہیں نزدیک ہوں دور ہیں

زور طبع مرتکلم کہ نیں وہ ہوند ہیو مت * تا کہ فہمید تو صاحب
کی انہا اعلی دیکھے * تیری خواہش کے جو میدان میں پاوے
وسعت * تو سخندان ابھی گوے سخن سے کھیلے

بارہویں حکایت

صحراے مکہ میں ایک رات بہت جاگنے کے باعث میرے
پاؤں چلنے سے رہے تب کسی رہگذر پر میں نے سر رکھ
دیا اور شتربان سے کہا کہ مجھے ہاتھ اٹھا

پیادہ پاکب تلک چلے انسان * بوجھ اٹھانے سے جب کہ اونٹ تھکا
دکھ سے دبلا ہو جب تلک فربہ * آہ مرجاے تب تلک دبلا

یہ سنکر کہا اسنے ای برادر حرم خدا آگے ہی
راہ اور حرامی پیچھے اگر گیا تو تو جان لے گیا اور جو سوا تو موا
ملے ببول کے رستے کے بابیچ کوچ کی رات
ہی تواب خوب ولے جان سے اٹھانا ہات

تیرہویں حکایت

میں نے ایک زاہد کو دریا کے کنارے دیکھا کہ چیتے کے چنگال
سے ایک زخم رکھتا تھا اور کوئی دوا اسکو فایدہ نکرتی تھی

چنانچہ ہمیشہ اُسکے باعث بیمار تھا اور شکر الٰہی اُسکی
زبان پر ہربار تھا۔ اکثر یوں کہا کرتا کہ الحمد اللہ کہ گرفتار
مصیبت ہوں اور آزاد معصیت

قال کرو اے

مجھے شوق سے وہ یار عزیز * زندگانی کا مجھے تک بھی نہ
ہووے گا الم * لیک یہ آئیگا دل میں کہ خطا کیسی ہوئی *
جو وہ آزردہ ہوا اُسکے سبب ہوئیگا غم

چودہویں حکایت

کسی فقیر کو ایک ضرورت پیش آئی اُسنے ایک آشنا کے
گھر سے کملی چرائی۔ حاکم نے اُسکے ہاتھونکے کاٹنے کا
حکم کیا تب مالک نے شفاعت کی کہ وہ کملی میں نے اُسی کو
بخشی۔ حاکم نے جواب دیا کہ تیری شفاعت سے متابعت
شرع شریف کی نہ چھوڑونگا میں اور سلسلہ تعزیر کا نہ توڑونگا
مالک نے پھر کہا یہ بات حق ہی لیکن جو کوئی مال وقف
سے کچھ چراوے تو ہاتھ کاٹنے اُسکے ناحق ہیں اسواسطے
کہ مالک نہیں فقیر کی کوئی شی اور نہ اُسکا کوئی مالک ہی
جو کچھ درویش کا ہی وقف ہی محتاجونکا۔ حاکم نے ہاتھ

کھانے سے اُسکے ہاتھہ کھینچا اور کہا کہ جہاں تجھپر تنگ
تھا کہ کہیں چوری نکی تونے مگر ایسے یار کے یہاں - عرض
کی اُسنے کہ ای خداوند نہیں سنا ہی آپ نے کہ کہہ
گئے ہیں جھاڑ کہہ دوستونکا اور مت کوٹ دروازہ دشمنونکا

مفاہی سے گر تو عاجز ہو تو مت رکھہ مہر لبحز
دشمنونکی کھال کھینچ اور چھین یارونکا لباس

پندرہویں حکایت

ایک پادشاہ نے کسی متقی کو دیکھا اور کہا کہ کبھی ہمیں
بھی یاد کرتا ہی. بولا وہ کہ جس وقت خدا کو بھولتا ہوں

ہر سو وہ پھرے جسکو در اپنے سے اُٹھاوے
اور جسکو بلاوے نہ کہیں اُسکو پھراوے

سولھویں حکایت

ایک صالح نے کسی پادشاہ کو بہشت کے بیچ خواب
میں دیکھا اور کسی زاہد کو دوزخ میں - پوچھا کہ سبب اُسکے
ثواب کا اور باعث اُسکے عذاب کا کیا ہی کہ گمان
میرا برعکس تھا - آواز آئی اُسے کہ پادشاہ گداؤنکی

محبت کے سبب جنت کی بہار میں ہی اور درویش
بادشاہ کی نزدیکی کے باعث دوزخ کی نار میں

خرقہ و تسبیح تیرے کام آنے کے نہیں
پاک رہ اعمال بد سے کار ہاے نیک کر
تیر ناہیں ہرگز کلاہ فقر کی حاجت نہیں
دل سے ہو درویش اور تاج تتاری سر پہ دھر

سترہویں حکایت

ایک پیادہ سر و پا برہنہ حجاز کے کاروانکے ساتھہ کوفے سے چلا اور ہمراہ ہمارے ہوا۔ خراماں جاتا تھا اور یہہ پرتا تھا

نہ دھرے ہوں سر پہ
گرشتانہ میں اونٹ پر چڑھا ہوں۔ نہ رئیس مملکت کا ہوں
نہ غلام پادشاہ ہوں * موجود کا نہ غم ہی نہ معدوم کا الم *
کاتوں ہوں عمر لیتا ہوں آسودگی سے دم

کہ ایک شتر سوار نے کہا اُسکو کدھر جاتا ہی پھر جا والا نہ سختی راہ کے باعث مرجائیگا۔ نہ سنا اُسنے اور قدم بیابان میں ندھرکے رکھا اور چلا۔ جب نخلہ محمود میں

پہنچنے یکایک دست تقدیر نے اُس شتر سوار کو طمانچہ
اجل کا لگایا تب درویش اُسکے سرہانے آیا اور یہہ کہنے لگا
کہ ہم پیادے چلنے کے دکھہ سے نمرگئے تم اونٹ پر سوار
جگ سے سفر کر گئے

بیمار کی بالین پر جو رات
بھر روتا رہا * ہونے ہی دن وہ مرگیا بیمار جیتا بچ گیا * چابک
کتنے اسب تھک کر رہ گئے * راہ کو طی کر گیا لنگڑا گدھا *
گر گئے متی میں اکثر تندرست * زخم خوردہ مدتوں جیتا رہا

اٹھارہویں حکایت

ایک پادشاہ نے کسی عابد کو بلا بھیجا کہ قدم رنجہ فرمائے
اور یہاں تلک تشریف لائے آنا آپکا موجب برکت
کا ہی اور باعث ہماری رفعت کا۔ اُس عقل کے اندھے
کو یہہ بات سوجھی کہ ایک ایسی دوا کھاوں جو نہایت
ضعیف ہو جاوں تا اعتقاد اُسکا میرے حق میں زیادہ
ہو اور اُسکے باعث تمام شہر میں شہرہ ہو غرض
ایک دوائے قاتل منگا کر کھائی اور جان مفت میں گنوائی
جنکو پستے کی طرح تو مغز ہی سمجھا تھا بس

پوست تھے سر تا پا وے شخص مانند پیاز
متقی جو دل سے ہیں سوے خالق ناز
پشت قبلے کی طرف کرکے وہ کرتے ہیں نماز

جو دھیان اپنے خالق سے بندہ لگاے
بجا نے کیا وہ پھر اُسکے سواے

انیسویں حکایت

یونان کی سرزمین میں رہزنوں نے ایک کاروانکو تاراج کیا اور مال و دولت سارا لوٹ لیا۔ سوداگروں نے گریہ و زاری کی اور خدا اور رسول کی دہائی بار ہا دی۔ کچھ فایدہ نہوا

ہرچند کاروان کی گریان
ہو چشم نم * پر فتح یاب دزد کو ذرہ نہووے غم

لقمان حکیم بھی شریک حال اُنہیں بیچاروں کا تھا غرض ایک شخص ظلم رسیدہ نے اُسسے التماس کیا کہ چند کلمے حکمت اور نصیحت کے تو بھی اُنسے کہہ شاید قدر قلیل مال پھیر دیویں اور رب کا سبب نہ لیویں کہ برباد ہونا اِس نعمت کثیر کا نہایت دلگیر کرتا ہی۔ لقمان نے کہا کہ ان تو کیا ہی!

اگر جان نانک جاوے تو بھی خاموش رہوں اور کلمے حکمت سے ایسے نکہوں

مور چاکھا جاے جس لوہے کتیں * اُسکا صیقل سے نہیں جاتا زنگ * سخت دل کو پند دینا ہی عبث * منخ لوہے کی گڑے ہی کب بسنگ * معین فقیر و نکا ہو اپنے وقت و دولت میں * سرور خاطر محتاج نالتا ہی بلا * جو مانگے منت وزاری سے دے تو سایل کو * نہیں تو تجسے زبردست زور سے لیگا

بیسویں حکایت

شیخ بزرگ شمس الدین خوزی جتنا کہ مجھے راگ کی صحبتونکے حالات سے ڈراتے اور خلوت و تنہائی کی نصحتیں فرماتے ولولہ میری جوانی کا غالب آتا اور اُنکی راے کے خلاف میں عمل میں لاتا چنانچہ اکثر اوقات راگ کی مجلس میں جاتا اور بہت سے حظ اُس محفلوں سے اُٹھاتا جب بند شیخ موصوف کا دھیان چڑھتا تب میں یہہ بیت پڑھتا

قاضی جو مجھہ پاس بیٹھے رقص ہی کرنے لگے

مست کو معذور رکھے محتسب گرمی بانیے

آخر کار محفل میں ایک قوم کی وارد ہوا میں اور انہیں ایک
گویئیکو دیکھا میں نے زخمہ ناساز اسکا تھا رگ
جان کا تنا * گریہ ماتم کدیسے اسکی ناخوش تھی صدا
کبھی انگلیاں یارونکی اسکی آواز گریہ کے باعث کانوں میں
اور گاہے باشارہ خاموشی لبوں پر

راگ کی آواز کھینچے دل کو جتنی ہو بلند
لیک تو ایسا گویا ہی کہ تیری چپ بھلی
خوشی ہوتے نہیں ذرہ بھی سامع تیرے گانیکے
مگر خاموش ہو جاتا ہی تو جب وقت جانیکے

جوں وہ بدآواز وہاں گانے لگا * صاحب خانہ سے تب میں نے کہا
یار و یئیکو تو میرے کانوں میں بھر * یا مجھے جانے دے جلدی کھول در
نداں میں نے یاروں کا ساتھ دیا اور اس رات کو
وہیں بیٹھ کر روز کیا اذان دی موذن نے کیا
غیر وقت * اسے کیا خبر کتنی گذری ہی رات * درازی میری
چشم سے اسکی پوچھ * نتھا خواب کا جس میں ایک پل

بنات صبح کو بطور تبرک دستار اُتار کر سر سے اور دینار کھول کر کمر سے آگے مغنی کے رکھے اور آغوش میں اُسے لیکر شکر گذاری بہت سی کی۔ یاروں نے ارادت میری ساتھ اُسکے خلاف عادت جو دیکھی سراسر بیوقوف مجھکو سمجھا اور چھپ کر آپس میں ہنسنے کر ایک شخص نے اُنمیں سے ملامت آغاز کی اور زبان طعنونکی دراز یعنے یہہ حرکت مناسب خردمندونکے حال کے نکی تو نے کہ خرقہ ایسے مشایخ کا ایسے مطرب کو دیا کہ ابتداے ہوش سے آج کے دن تلک ایک درہم بھی اُسکے ہاتھہ میں نہیں رہا ہی اور کبھی ریزہ سیم و زر کا اُسکے دف میں پڑا ہی

جب کا ایک جانہو دوبارہ گذر * وہ گویا کبھو نہ آئے اِدھر
منہہ سے باہر جو نکلی اُسکی صدا * رونگٹا ہو گیا ہر ایک کھڑا * مرغ ایوان اُسّے ڈر کے اُڑا * میرا مغز اور اپنا پھاڑ اگلا

یہہ سنکر میں نے کہا بس زبان طعن و کنائے کی کوتاہ کر اور اسقدر مجھے نام نہ دھر کہ بزرگی اُسکی بسکہ ہوئی مجھپر ظاہر اور اُسکی

حالات سے میں ہوگیا ماہر۔ ایسے ایسے افعال میں نے کئے۔ پھر کہا اُسنے کہ ہماری بھی کیفیت پر اُسکی اطلاع بخش تاہم سب اعتقاد لاویں اور اسیطرح سے اُسّے پیش آویں۔ اپنے مطالبے پر استغفار کریں اور سرِ ارادت اُسکے آگے دھریں آخر ناچار ہو کر کہا میں نے کہ شیخ مذکور راگ سُننے کو ہمارا مجھے منع کرتے تھے اور اُسکے ترک کی فضیلتونسے میرے کان اکثر بھرتے تھے لیکن میں اُنکو سہل جانتا تھا اور رکھنے کو اُس بزرگ کے مطابق نہ ماتا تھا اتفاقا آج کی رات طالع بیدار اور بخت نیک اطوار میرے اسگھر میں مجکو لائے کہ اس مطرب کے ہاتھ سے توبہ کی میں نے کہ بارِ دگر گرد راگ کی صحبت کے نہ پھرونگا اور ایسی مجلس میں قدم ہرگز نہ دھرونگا

صدا اچھی ہی جسکی گوش دلکو * سہاویگی وہ گاوے یا نہ گاوے
سراپا راگ میں ہی حسن لیکن * جو بد آواز گاوے تو نہ بھاوے

اکیسویں حکایت

لقمان حکیم سے پوچھا کہ ادب کہتے سیکھا تو نے۔ کہا

اُسنے بے ادبونسے یعنے جو فعل اُنکا پسند نہ پڑا ہیں نے
اُسّے پرہیز کیا سنے دانا

جو باز بچے کی باتیں * تو اُسّے بھی کرے تماصان نصیحت *
نہ سمجھے بے خرد جز کھیاں کا ذکر * پڑھو کرسیکڑوں قانون حکمت

بائیسویں حکایت

ایک عابد کی نقل کرتے ہیں کہ ہر ایک رات دس من کھانے
سے پیٹ بھرتا اور نماز میں تا صبح ایک قرآن ختم کرتا۔
کسی صاحب دل نے یہہ حال اُسکا سنکر کہا کہ اگر آدھی روٹی
کھاتا اور سوتا تو اُسّے کہیں بہتر ہوتا

کھانا اتنا شکم کو خالی رکھہ * دل میں تا دیکھے نور حق کی جھلک
معرفت تجھمیں کسطرح سے سماے * پیٹ تیرا بھرا ہی ناک تلک

تیئسویں حکایت

کسی بھولے ہوئے کو راہ گمراہی میں بخشایش الہی نے
چراغ توفیق کا دکھایا کہ وُہ حلقے میں صاحبان تحقیق کے
در آیا۔ درویشوں کی صحبت کی برکت سے اور اُنکے
نفس پاکیزہ کی صداقت سے اخلاق زبون اُسکے اوصاف

حمیدہ سے متبدل ہوئے ـ دامن حرص دہوا سے ہاتھہ اُسنے اُٹھایا اور جامہ قناعت کا اُسکے جسم میں نہایت ٹھیک آیا لیکن زبان طعنہ زنونکی اُسکے حق میں ویسی ہی دراز تھی اور چشم عیب بابونکی بدستور سابق باز ـ کہ ابتک چال ڈھال اُسکی اُسی طور پر ہی اور یہہ زہد و صلاح نہایت نا معتبر

عذاب حق سے رہائی سبب سے توبہ کے ہو
زبان خلق سے لیکن نجات مشکل ہی

غرض زبان خلق سے تنگ ہوکر پیر طریقت کے حضور آیا اور گلہ کرنے لگا شیخ اِس ماجرےکو سنکر آبدیدہ ہوا اور بولا کہ شکر اِس نعمت کا ترک مت کر جیسا وے تجھے گمان کرتے ہیں تو اُسسے بہتر ہی کب مانند غماز

وحاسد کا گلہ * پہر کر مجھہ مسکین کے ہیں سب عیب جو * قتل کرنیکو میرے اُٹھتے ہیں گاہ * بیٹھہ کر کہتے ہیں بد مجکو کبھو * اَی خوشا تو نیک ہو اور بد کہیں * وہ برا تو بد ہو اور جانیں نکو * واے بر حالت ہی

میری کہ حسن ظن سب ہونکا میرے حق میں بکمال ہی اور میں بر زوال عمل کرتا جو اپنے قول اوپر * تو ہوتا متقی میں بھی مقرر * ہمسایے کی میں چشم سے ہر چند ہوں چھپا * پر جانتا ہی ظاہر و باطن مبر اخدا * در تو نے کیا ہی لے سیاہیے بند * تا دیکھے نہ تیرے ہر کوئی عیب * کیا فایدہ اسّے جانتا ہی * پنہان و نہاں کو عالم الغیب *

چوبیسویں حکایت

ایک شیخ کے آگے میں نے گلہ کیا کہ فلانے شخص نے میرے حق میں یوں گواہی دی ہی کہ یہہ نالایق ہی — فرمایا اُسنے کہ اپنے صلاح اور تقوے سے شرمندہ کر

چالن خوب رکھہ تا بروںکی زبان * تجھے بد کہے یہہ نہ رکھے مجال * بلے خوب ہوں گر طنبورے کے تار * تو کیوں دیوے مطرب اُسے گوشمال

پچیسویں حکایت

شہر شام کے ایک شیخ سے پوچھا کہ حقیقت تصوف کی کیا ہی کہا اُسنے کہ اگلے زمانے میں ایک گروہ تھا کہ ظاہر

اُنکا زبون تھا اور باطن نہایت خوب اِسوقت میں وُہ قوم
دیکھتا ہوں کہ بصورت نیک ہی اور بسیرت بد

تصور ہر کسیکا دل میں گر آیا تیرے ہر دم
تو تنہائی تیری بیفایدہ ہی تنگ کثرت ہی
جو انبوہ خلایق مال و زر ہی نجھ کئے ہووے
خدا کے ساتھہ جو دل ہی تیرا تو عین خلوت ہی

چھبیسویں حکایت

یاد ہی مجھے کہ ساتھہ ایک کاروانکے تمام رات جلا تھا میں
اور صبح کے وقت ایک جنگل کے کنارے پر سو یا تھا کہ
ایک سودائی بھی اُس سفر میں ہمراہ ہمارے تھا۔ ایکبار اُسنے
نعرہ کیا اور رستہ بیابا نکا لیا غرض ایکدم آرام سے کہیں
نہ ٹھہرا۔ جب دن نکلا تب اُسسے میں نے کہا کہ یہہ کیا
حالت ہی۔ کہا اُسنے بلبلونکو دیکھا میں نے کہ نالاں
تھیں گلزار و نمیں اور کبک پہاڑ و نمیں مینڈک دریا میں
اور وحشی صحرا میں تب سوچا میں کہ مروت سے بعید ہی کہ
سب تسبیح و طاعت میں ہوں اور میں خواب غفلت میں۔

گئی سحر کو صدا اے مرغ سحر * لیگئی اپنے صبر و طاقت
و ہوش * کان میں ایک دوست کے آخر * جوں ہیں
پہنچی میری صدا اے خردس * بولا وہ دھیان میں نہ تھا کہ
تجھسے * کرے یوں طیر کی صدا مدہوش * میں کہا جوش آگیا
مجھے * کہ وہ ذاکر ہوں اور میں خاموش

سترہویں حکایت

ایک وقت سفر حجاز میں کتنے ایک جوان صاحب دل
میرے ہمدم تھے اور ہم قدم۔ اکثر اوقات زمزمے کرتے
اور کئی بیانیں محققانہ پڑھتے۔ ایک عابد طریقۂ درویشوں
سے منکر تھا اور درد سے سینہ ریشوں کی نہ خبر کہ
تجیاں بنی ہلال میں پہنچے ہم اور ایک لڑکا سیاہ فام قوم
عرب سے باہر آیا اور ایک ایسی آواز کی کہ طائر ہوا سے
گر پڑا اور عابد کا اونٹ بھی ناچنے لگا نداں اسنے عابد کو گرایا
اور بیابان کی طرف قدم اٹھایا تب کہا میں نے کہ ای شیخ
حیوان میں اس صدا نے اثر کیا پر تیرا دل عجب پتھر ہی کہ
نہ پگھلا کبھی نہی آہ یہہ مجھے ایک بلبلان سحر *

انسان ہوکے تو ہی محبت سے بے خبر * شتر عرب سے
اونٹ کی حالت ہوئی تغیر * تجکو ہوا نہ ذوق ذرا بھی ای جانور
شتر کے بھی دل میں ہی شور و طرب * ہو جسکو غر ہی وہ
انساں ہی کب * جنبش درخت بان کو ہو والیوں سمیت
گلشن میں تک بھی تند جو چلنے لگے ہوا * کہتے ہی زور و شور
سے گر بار ہا چلے * لیکن نہ سنگ سخت جگہہ سے ہلے ذرہ * ای
اسکے ذکر میں ہرشی ہر ایک آن * وہ دل سمجھے اُسے
جس دلکے ہوں کان * نہ بلبلاں ہی فقط تسبیح خواں ہی *
ہر ایک غنچے کی بھی ذاکر زباں ہی

آتھائیسویں حکایت

ایک بادشاہ کا وقت آخر پہنچا اور قایم مقام اسکا کوئی
نہ تھا وصیت کی اُسنے کہ علی الصباح جو کوئی کہ پہلے شہر میں
آوے تاج پادشاہی کا اُسکے سر پر دھریں اور مملکت حوالے
اُسکے کریں اتفاقا اول وہ فقیر ملک میں وارد ہوا کہ رات
دن نگر سے مانگتا اور پیوند پر پیوند گانٹھتا ارکان دولت
اور سرداران مملکت نے شہر یار کے کہنے پر عمل کیا یعنے

ملک و خزانہ اُسکے تصرف میں دیا۔ درویش نے ایک
مدت پادشاہت کی اور بہت دنوں ریاست آخر بعضے
امیران دولت اُسّے باغی ہوئے اور کتنے ارکان سلطنت
طاغی بسبب اسکے پادشاہ ہر ایک دیار کے مستعد کارزار
کے ہوکر فوجیں اُسپر چڑھا لائے اور اُسکی سپاہ و رعیت
کے بھی کتنے لوگ شورش میں آئے۔ غرض کچھ ایک ملک
اُسکے تصرف سے نکل گیا درویش صدمے سے اس
سانحے کے اکثر دُکھ اپنے دل پر سہتا تھا پر منہہ سے کچھ
نہ کہتا مثل مشہور ہی کہ قہر درویش بجان درویش کہ
اتنے میں ایک دوست قدیم اور ہمنشیں ندیم اُسکا کہ حالت
فقر میں نزدیک اُسکے رہتا تھا سفر سے آیا اور اُسکو مرتبۂ
سلطنت میں پایا تب بولا شکر ہی پادشاہ دو جہاں کا کہ تیرے بخت
نے مدد کی اور اقبال نے یاوری۔ غنچۂ دل تیرا خار کدورت
سے اور خار صعوبت تیرے پاؤں سے نکلا اور اس درجے کو تو پہنچا
شگوفہ خشک ہی ایک رت میں اور ایک رت
میں ہی پھولا * کبھی پوشش رکھے ہی پیر اور رہیگا کبھو ننگا

کہا اُسنے ای برادر میرا ماتم کر کہ جا ے
نہیت نہیں — جس وقت کہ تو دیکھتا تھا مجھے غم ایک
نان کا تھا اؤر آج اندیشہ ہی ایک جہان کا

دنیا اگر نہووے تو مئیں دردمند ہوں * اؤر ہو تو اُسکی
مہرسے پھر پاے بند ہوں * ایک آفت عظیم ہی دنیا ے
بے ثبات * یہہ ہووے یا ہووے پہ دکھ سے نہیں نجات

ہی قناعت گوارا دولت بس * جاہ و حشمت کنئیں طالب مت ہو
گر غنی زر سے پر کرے دامن * کرنہ اُسکے ثواب پر تو نظر
کہ بزرگاں دین سے اپنے * یہہ سخن ہمنے ہی سنا اکثر
اہل دولت کے خرچ و ہمت سے * صبر محتاج ہی کہیں بہتر
وُہ مدد ایک پاؤں چیونٹی نے جو * دیا تھا بہمنت سلیماں کو
سبھی گو رخ بھونے بہرام گو * پر اُسکے برابر وُہ ہرگز نہو

اُنائیسویں حکایت

کسی شخص کا ایک دوست تھا کہ دیوانی کا کار و بار دن
رات کرتا — سواے معاملے کی گفتگو کے مطلقا نہ بات کرتا — اسی
مشغلے میں گذرتی اُسکی اوقات بھی اؤر آشنا و ُسیہ

ایک شخص کو ترک ملاقات تھی - ایکدن اُس شخص سے کسی نے پوچھا کہ فلانہ دوست تیرا سنتے ہیں کہ مدت سے تیرے پاس نہیں آیا اور اپنا دیدار تجھکو نہیں دکھایا - کہا اُسنے فی الواقع یونہیں ہی لیکن یہاں بھی کسیکو اُسکی پرواہ نہیں اور اُسکی ملاقات کی چاہ نہیں اتفاقا کوئی علاقہ مند اُسکا وہاں موجود تھا اِسبات کو سنکر بول اُٹھا کہ کس خطا پر وُہ ایسا تقصیر وار ہوا جو اِس مرتبہ تو اُسسے بیزار ہوا کہا اُسنے کچھ نہیں - پر اہل خدمت کو جسوقت خدمت سے تغیر پایئے تبھی اُسکی ملاقات کو جایئے

جب کہ ہووے دولت و خدمت اُنہیں * آشناؤں سے ذرا بھی تھیں نہ ملی * جس گھڑی مفلس ہوں اور چھٹ جاے کام * پھر کہیں اُنسے ہی آکر درد دل

تیسویں حکایت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہرروز خدمت میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آتے اور وُہ حضرت اُنکو یہہ فرماتے اگر چاہاہی ازدیاد محبت تو ہرروز مت آ - ایک

صاحب دل سے لوگوں نے پوچھا۔ باوجود اس حسن
و خوبی کے کہ آفتاب عالمتاب رکھتا ہی پرستش میں نہیں آیا
کہ کسی نے اسکو چاہا ہو یا کوئی اسکے درد و غم سے گرا ہو کہا
اسے اسواسطے کہ ایکدن میں اگر چاہیئے تو سو بار دیکھیے مگر جاڑوں میں
مرغوب ہی اس لیئے کہ کچھ ایک محجوب ہی

نہیں ہی عیب ملا مردمان سے * پرانا سمیں وہ جاویں نہ اُکتا
نہیں سنے کا لوگوں کی ملامت * ملامت آپ کو جو تو کریگا

اکتیسوں حکایت

ایک بزرگ کے پیٹ میں باد مخالف پیچ کھانے لگی ہرچند اسنے روکا پر نرکی آخر نکل گئی تب کہا اسنے ای دوستو میں بے اختیار تھا بلکہ نپٹ ہی ناچار۔ بادکو بھی کسی نے پکڑا ہی اور ہوا کو بھی کسی نے باندھا اور گناہ بھی اسکا مجپر نالکھا گیا بلکہ آرام مجھے ہوا پس تم بھی اس پر ملامت نکرو اور اپنے کرم سے معذور مجھے رکھو

ای عاقل ہی وہ اسکا قید خانہ *
نرکھنا پیٹ میں تو باد زنہار * خرد نے وجو مت اسکو
شکم میں * کہ رہنا تنگ بھی اسکا دلپہ ہی بار * ہمنشیں

ہو تیرا جو بد کردار * جانے دے روک مت اُسے زنہار

باتیسویں حکایت

یار و مشق کی صحبت سے ایک گونہ دلپر ملال آیا تھا بنا بر اسکے بیابان کوہ قدس میں گیا تھا اور حیوانوں سے اُنس پکڑا تھا نے اُسوقت تلک کہ قید فرنگ میں پھنسا اور خندق طرابلس میں یہود کے ساتھ مجھکو مٹی گاریکا کام سپرد کیا قضارا ایک رئیس حلب کا کہ سابقہ آشنائیکا مجھسے اُسمیں تھا وہاں وارد ہوا اور مجھکو پہچان کر کہا اُسنے ای دوست کیا ماجرا ہی کیوں تجپر ایسا دکھ پڑا ہی ۔ تجھے دیکھکر میری عمر بسر ہوتی ہی کہ تیری کیونکر گذرتی ہی ۔ یہ سنکر بولا میں

طرف اُجاڑ کی بھاگا تھا یوں میں لوگوں سے * کہ آس غور کی مجھکو نہ تھی بجز داور * قیاس کر تو میرا حال ہوگا کیا اُسوقت * کہ غیر جنس کے ہوں ساتھ بانکہ ایک ہی گھر * پاون میں بیری بھلی ہی رو برو دوستاں * ساتھ بیگانوں کے لیکن جو برا ہی بوستان

میرے احوال پر رحم کیا اُسنے غرض دس دینار دیکر قید فرنگ سے چھڑایا اور اپنے

ساتھ مجکو حلب میں لایا آخرکار اپنی بیٹی کا سو دینار مہر پر میرے ساتھ نکاح کر دیا اور مہر کو بالین محبت سے اُٹھا کر زانوے عشرت پر دھر دیا بعد ایک مدت کے عورت بدخو ناسازی و زبان درازی کرنے لگی کہ میرے عیش کو منغص کر دیا اور گرد کدورت سے شیشۂ دلکو بھر دیا

زن بد ہو جو مرد نیک کے گھر * ہووے اُسکو یہاں نصیب سقر
بدمزاجوں سے دور رہ ہر آن * قرب اِنکا نجاہ مانگ امان
اور کہا کر بعجز دکھیو نگاہ * ہمکو دوزخ کی آگ سے اللہ

غرض عیب میرے اُگنے لگی اور زبان طعن پر یوں کھول دی کہ کیا تو وہ نہیں کہ میرے باپ نے تجکو قید فرنگ سے دس دینار دیکر مول لیا اور زنجیر کو تیرے پانوں سے کھول دیا کہا میں نے سچ ہی دس دینار دیکر وہاں سے چھڑایا اور سو دینار پر تیرے ہاتھ میں پھر پھسایا

جھیڑ کو ایک بزرگ نے ہی سُنا * دست و دندان سے بھیڑئے کے چھڑا
شب کو رکھ دی گلے پہ اُسکے چُھری * تب یہہ فریاد گوسفند نے کی * میرے تئیں بھیڑئے سے کیا

پہنچے سے * ایکدم میں پھر آ لیا تو نے * پھر یہہ انجام کار
مجہہ پہ کھلا * کہ میرے حق کا گرگ تو ہی تھا

تیتیسویں حکایت

کسی بادشاہ نے ایک عابد سے پوچھا کہ اوقات شریف آپکی کیونکر کٹتی ہی - کہا اُسنے کہ تمام رات مناجات میں اور صبح دعاے حاجات میں اور دن فکر اخراجات میں - بادشاہ نے فرمایا کہ خرچ روزمرہ اسکا مقرر کردیں تا عیال کا بوجھ اسکے دل سے اُٹھ جاے اور اِس امر کا اندیشہ اسکو ہرگز نہ آے

قید و بند عیال میں پھنسکر * پھر تو آزادگی پہ دھیان نہ دھر
غم اولاد و فکر جامہ و قوت * تجھسے کھودینگے سیرت ملکوت
دن کو دلپر یہی ہوں ٹھہراتا * شبکو طاعت ہی میں گذارونگا
نیت اُس وقت پر ہوں یہہ کرتا * میرے فرزند صبح کھاینگے کیا

چونتیسویں حکایت

ایک عابد رہنے والا شام کا جنگلونمیں برسوں عبادت کرتا اور درختونکے پتے کھاتا - بادشاہ اُس طرف کا اُسکی زیارت کے واسطے گیا اور بعد اِسکے کہا اُسنے

کہ اگر صلاح اپنی دیکھو تم تو فرماؤ کہ ایک مکان واسطے تمھاری بود و باش کے شہر میں اِس موضع سے درست کروا دیں کہ فراغ عبادت کا اُنکو یہاں سے بہتر میسر ہو اور لوگ بھی تمھارے انفاسِ پاکیزہ کی برکت سے فایدہ مند ہوں یعنی اعمال نیک کی تمھارے پیروی کریں اور افعال بد سے باز رہیں - زاہد نے اِس بات سے انکار کیا تب ارکان دولت نے اُسے کہا مصلحت یہہ ہی کہ بر اسے پاس خاطر بادشاہ چندے شہر میں رہیے تو اگر وقت عزیز تیرا ضایع ہونے لگے اور آئینہ دل کی صفا غبار صحبت اغیار رکھنے لگے تو اختیار باقی ہی القصہ عابد شہر میں آیا - اور ایک خانہ باغ خاص میں بادشاہ نے اُسے رہنے کو فرمایا وہ مکان نہایت دلکشا و پرفضا تھا

رخ خوباں سا لال وہاں کا گل * لالہ رو یونکی

زلف سا سنبل * ہی وہ ہر ایک ہنوز جیسا تھا * اپنی صورت

پہ اور ترو تازا * تک بھی جا ایکے جانا دکا صدما * ایک کو اُنمیں

سے نہیں پہنچا * اور نزاکت کو کیا بیان کیجئے * شیر ناخوردہ

طفلاں ہو جیسے   بعضوں کے نزدیک معانی بیت ناکو

سکے سب ہائیں * چلینگے جا ر تنکا اُنہیں ٹھکا نا *
فی الحقیقت کچھ ایک ہی پہنچا * پر نزاکت کہوں ہر ایک
کی کیا * شیر ناخوردہ طفلاں ہو جیسا * نمایاں تھیوں پر
اِسطرح کملا رہاہیں ہرچا * درخت سبز پر جسطرح اگا رے
انگیتے ہائیں پادشاہ نے اُسی وقت ایک
کنیزک خوبرو اور حسین بوکہ نزاکت اُسکے بدن گار نگ
سے ٹپکتی تھی اور کمر اُس نازنین کی مانند چیتے کی صید دل پر
لپکتی تھی - حسن میں نہایت کھری تھی اور ادا سے بھری
چاندکا ٹکرا بہہ ہی کہئے جیسے عابد فریب * رشک
حوران جناں اور سب پری زادوں کا زیب * اِسّے ہو
جاتا ہی بعد از اُسکے ایک نظارے کے * پارسایونکے دلوں سے
دفعا صبر و شکیب اور اِسیطرح سے بعد اُسکے
ایک غلام بھی خوبصورت و خوش سیرت اُسکی خدمت کے
لیے بھیجا غرض اُسکے حسن ادا کا بیان محال ہی اور زبان
اہل بیان اُسکے وصف میں لال آدمی گرد اُسکے سب
پیاسے ہوئے * بہرہ مند ایک گھونٹ سے بھی نہ ہوئے * ساقی وہ

ایسا ہی پیالے گیتیں * نت دیکھا تا ہی پانا پر نہیں * دیدار سے
نہووے کبھو اُسکے چشم سیر * مستقی جیسے آب سے مجر
فرات کے عابد نے لقمۂ لذیذ اور میوۂ لطیف
کھانے اور لباس پر تکلف و ملایم پہنے عطر ہر ہر قسم کے
پاکیزہ مزین لگانے شروع کیے اور جمال کنیزک و غلام
کا مدام پیار کی آنکھ سے دیکھنا اختیار کیا عقلمندوں نے کہا
ہی کہ زنجیر پای عقل زلف بتان گل اندام ہی اور مرغ
دل دانا کا دام دل دو ہیں اپنے تجھے کر
سر و کار * کھو دئیے دونو ہیں بعقل تمام * مرغ دانا تو
واقعی نئیں ہوں * لیک ای دلربا ہی تو بھی دام
حاصل کلام یہہ ہی کہ اُسکے کمال کو زوال آیا جیسا کہ کہہ گئے ہیں
شیخ و پیر و مرید اور رفقہ * جتنے صاحب
زبان ہیں پاک نفس * جب کہ دنیا ملی تو اُسمیں ہی *
پھنس رہیں جیسے شہد بیچ مگس ایکدن پادشاہ
کو اُسکے دیکھنے کی خواہش ہوئی گیا عابد کو دیکھا پہلی ہیئت
سے پھرے ہوئے رنگ بحال چہرہ لال تازہ و توانا دیہا کا

تکیہ لگائے بیتھا ہی اور غلام گل ابدام سور چھال طاؤس کا
لیئے اُسکے پیچھے کھڑا ہی — یہہ حال دیکھکر حضرت جہاں پناہ کو
بشاشت و فرحت نہایت ہوئی القصہ ہر ایک مقام کا
ذکر درمیان لاکر آخریوں فرمایا کہ عالموں اور زاہدوں
کے ساتھہ اپنے تئیں دوستی دلی ہی — وزیر فیلسوف بھی
حاضر تھا کہنے لگا حضرت شرط دوستی کی یہہ ہی کہ مناسب
دونو گروہ کے آپ سلوک کریں عالموں کو روپی دیجئے
تا وے زیادہ پڑھیں اور زاہدوں کو زر نہ دیجے تو وہ اپنے
زہد ہی میں رہیں وام درہم کیا کریگا
زاہد پاکیزہ خو* اور جو وہ لیوے تو زاہد اور کوئی
ڈھونڈھہ تو *جو ہی باسر حق اور نیک باطن وہی زاہد
ہی *نکھاوے وقت کی روٹی نا گو بھکھہ کا تکڑا *جو اُڈگلی
ہووے نازک کان کا زر ماہرو خوبصورت * دُر وخاتم نہووے
گو کہ اُسمیں لیاقت ہی زیبا* پاک باطن ہو گدا یہہ چاہیے ہی
جو نکھاوے* نان لنگر کی وہ اور لقمہ گدائی کا کبھو *گو نہ
آسایش کرے گھنا نہ پہنے ہی روا* فی التحقیقت

جو کوئی ہو خوبصورت خوبرو * گانتھ میں ہونے ہووے طالب
اگر ہوں مال کا * گر مجھے زاہد نجانیں لوگ تو ہیگا بجا

پانسوین حکایت

مطابق اِسی بات کے سنا گیا ہی کہ کسی بادشاہ کو ایک مہم درپیش ہوئی۔ کہا اُسنے کر اگر انجام اِسکا میرے حسب دلخواہ ہو تو کتنے ایک درم زاہدونکو دوں ہیں جب حاجت اُسکی بر آئی و فاندر کی اُسکو بموجب شرط کے لازم ہوئی تب ایک بندہ خاص کو اپنے کیسہ درم کا دیا کہ زاہدوں کو تقسیم کر دے کہتے ہیں کہ غلام نہایت ہشیار اور عیّار تھا تمام دن پھرنے میں گنوایا اور رات کے وقت خدمت میں بادشاہ کی پھر آیا۔ درمونکو چوم کر حضور معلی میں رکھ دیا اور عرض کی کہ ایک زاہد بھی فدوی نے نپایا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ یہہ کیا گفتگو ہی موافق میری دانست کے بھی اِس شہر میں چار سو زاہد ہیں عرض کی اُسنے ای خداوند جہان وُہ کوئی زاہد ہی نہیں لیتا ہی اور جو کہ لیتا وہ زاہد نہیں پادشاہ ہنسے اور ندیمونسے مخاطب ہوئے کہ مجھے جسقدر اِس غلام

عابد مست سے ارادت اور اقرار ہی اِس شوخ چشم کو اسی قدر عداوت اور انکار لیکن حق بجانب اُسکی ہی

چھتیسویں حکایت

ایک عالم قایم مزاج سے پوچھا کہ دن میں نان وقف کے تم کیا کہتے ہو۔ کہا اُسنے اگر واسطے جمعیت خاطر اور فراغ عبادت کے لیوے تو حلال ہی اور جو دل جمعی روٹی سے کرکے بیٹھ رہے تو حرام اہل دل کنج عبادت کے لیئے لیتے ہیں نان * گوشۂ طاعت نہیں لیتے ہیں روٹی کے لیئے

سینتیسویں حکایت

ایک درویش اُس مقام میں پہنچا کہ صاحب اُس جا گھر کا کریم تھا۔ کتنے ایک اشخاص گروہ صاحبان فضل و بلاغت سے اُسکی صحبت میں۔ جیسا کہ قاعدہ ظریفوں کا ہی بولتے تھے۔ فقیر راہ جنگل کی بہت سی چل چکا تھا ماندہ اور بھوکا تھا کہ اُنمیں سے ایک شخص نے بطریق خوش طبعی کے کہا کہ تجھے بھی کچھ اسی قبیل سے کہنا لازم ہی۔ فقیر نے جواب دیا کہ مجکو فضل و کمال اور دوکا سا نہیں اور کچھ پڑھا بھی نہیں

جو کوئی ہو خوبصورت خوبرو * گا نٹھ میں ہونے ہوئے طالب
اگر ہوں مال کا * گر جسے زاہد بجانیں لوگ تو ہیگا بجا

پانسوین حکایت

مطابق اِسی بات کے سنا گیا ہی کہ کسی بادشاہ کو ایک مہم درپیش ہوئی۔ کہا اُسنے کہ اگر انجام اِسکا میرے حسب دلخواہ ہو تو کیتے ایک درم زاہدونکو دوں مین جب حاجت اُسکی بر آئی و فاندر کی اُسکو بموجب شرط کے لازم ہوئی تب ایک بندۂ خاص کو اپنے کیسہ درم کا دیا کہ زاہدوں کو تقسیم کردے کہتے ہیں کہ غلام نہایت ہشیار اور عیاّر تھا تمام دن پھرنے مین گنوایا اور رات کے وقت خدمت مین بادشاہ کی پھر آیا۔ درہمونکو چوم کر حضور معلی مین رکھ دیا اور عرض کی کہ ایک زاہد بھی فدوی نے نپایا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ یہہ کیا گفتگو ہی موافق میری دانست کے بھی اِس شہر مین چار سو زاہد ہیں عرض کی اُسنے ای خداوند جہان وُہ کوئی زاہد ہی نہیں لیتا ہی اور جو کہ لیتا وہ زاہد نہیں بادشاہ ہنسے اور ندیمونسے مخاطب ہوئے کہ مجھے جسقدر اِس طایفہ

عداوت سے ارادت اور اقرار ہی اِس شوخ چشم
کو اُسی قدر عداوت اور انکار لیکن حق بجانب اُسکی ہی

چھتیسویں حکایت

ایک عالم قایم مزاج سے پوچھا کہ حق میں نان وقف کے
تم کیا کہتے ہو۔ کہا اُسنے اگر واسطے جمعیت خاطر اور فراغ
عبادت کے لیوے تو حلال ہی اور جو دل جمعی روٹی سے
کرکے بیٹھ رہے تو حرام اہل دل کنج عبادت کے
لیئے لیتے ہیں نان * گوشۂ طاعت نہیں لیتے ہیں روٹی کے لیئے

سینتیسویں حکایت

ایک درویش اُس مقام میں پہنچا کہ صاحب اُس جا گھر کا
کریم تھا۔ کتنے ایک اشخاص گروہ صاحبان فضل و بلاغت
سے اُسکی صحبت میں۔ جیسا کہ قاعدہ ظریفوں کا ہی بولتے تھے۔
فقیر راہ جنگل کی بہت سی چل چکا تھا ماندہ اور بھوکھا تھا
کہ اُنمیں سے ایک شخص نے بطریق خوش طبعی کے کہا کہ
تجھے بھی کچھ اُسی قبیل سے کہنا لازم ہی۔ فقیر نے جواب
دیا کہ مجکو فضل و کمال اور دکا سا نہیں اور کچھ پڑھا بھی نہیں

مگر ایک بات پر جو مجھسے قناعت کرو۔ جنھوں نے رغبت
اور ارادت سے کہا بہت اچھا تب پڑھی اُسنے
دو برو کھانا ہی اور میں گرسنہ ہی حال بون *
در بہ ہمہ زمان سے ایک مجرد ہوئے جون * سب اشخاص
نے پسند کیا اور دسترخوان اُسکے آگے بچھا دیا۔ صاحب
طعام نے کہا کہ ای یار تو قسمت کر کہ خدمتگار میرے کوفتے
پکاتے ہیں۔ درویش نے سر اُٹھایا اور یہہ شعر پڑھا

گو نہو وین کوفتے اب میرے دستر خوان پر
کوفتے کو بھوک کے ہی نان خالی کوفتہ

انتیسویں حکایت

ایک مرید نے اپنے پیر سے کہا کہ ہجوم خلق سے رنج میں ہوں۔
لوگ بکثرت میری ملاقات کو آتے ہیں بسبب اسکے تردد
و تشویش ہوتی ہی اور وقت عزیز میرے رایگاں جاتے
ہیں کیا فکر کروں۔ اُسنے کہا کہ تو نگروں سے کچھ چاہ باماہ لے
اور محتاجونکو قرض دے کہ دوسری بار تیرے گرد نہ آپھریں

جو گدا ہووے ہراول لشکر اسلام کا

کافر اسکے مانگنے کے ڈر سے بھاگے چین تک

اُنتالیسویں حکایت

ایک فقیہ نے اپنے باپ سے کہا کہ متکلموں کے سخن سراسر دل چسپ و باکیفیت ہیں پر ایک بھی میرے دلمیں اثر نہیں کرتا اس سبب سے کہ چال اُنکا موافق سخن کے نہیں دیکھا

ترک دنیا کا سبکو حکم کریں * مال اور غلہ اپنے گھر میں بھریں

صرف باتیں بنائے عالم جو * بات میں اُسکی بھرا ترکب ہو

نہو جس سے بدی ہی عالم وہ * نہ کہ مانع فقط ہو لوگوں کو

جو کہ عالم چاہے اپنا مطلب و تن پروری

آپہی وہ بھولا پھرے ہی کیا کریگا رہبری

باپ نے کہا کہ بیٹا فقط اِس خیال باطل پر ناصحوں کی تربیت سے منھہ پھیرنا اور راہ کج کو اختیار کرنا لایق نہیں۔ الغرض عالم معصوم کی خواہش میں علم کے فایدونسے محروم رہنا مانند اُس اندھے کی ہی کہ ایک رات کیچڑ میں جا پڑا تھا اور کہتا تھا۔ ای مسلمانوں ایک چراغ میری راہ پر رکھہ دو۔ ایک عورت ٹھٹھول نے سنکر کہا ہر گاہ کہ تو چراغ کو

نہیں دیکھتا تو چراغ سے کیا دیکھے گا جیسے کہ مجالس وعظ کی بزّازونکی دوکان کی مانند ہی جب تلک یہاں نقد نہ دیگا یونہی نہ پاویگا اور وہاں جب تلک اعتقاد سے رجوع نکریگا سعادت سے بہرہ نہ اُٹھاویگا

جیسے عالم کی بات سن گرچہ * نہو اس وضع پر چلن اُسکا
جھوٹھہ ہی مدّعی جو کہتاہی * سوتے کو کیا جگا دیگا سوتا
مرد وُہ ہی کہ دل پہ نقش کرے * پند دیوار پر بھی ہو جو لکھا
چھوڑکر اپنی خانقاہ کہیں * مدرسے میں ایک اہل دل آیا
تج ہی دی عابدونکی ہمراہی * اُنکی صحبت کے عہد کو توڑا
تب کہا میں نے عابد و عالم * فرق رکھتے تھے کس قدر بتلا
جب وُہ بولا کہ سچ کہوں تجھسے * مجپہ ہرایک کا حال جو ہی کہا
کھیچ لیگیا اپنی موج سے وُہ * پکڑے ڈوبے کو ہی یہہ قصد اِسکا

چالیسویں حکایت

ایک شخص کسی سرراہ پر مست سوتا تھا بیہوشی کی دارو اُسنے پی تھی اور باگ اختیار کی ہاتھہ سے دی تھی ۔ ایک عابد سرہانے اُسکے آکر حالت پر کراہت اُسکی دیکھنے لگا ۔

جوان نے سر اُٹھا کر ایک آیت کو پڑھا کہ حاصل معانی اُسکا یہہ ہی اور جسوقت کہ وارد ہو تم اُس جاگہہ جہاں سخن بیہودہ سنو یا فعال ناشایستہ دیکھو بس لازم یہہ ہی کہ مستغفر تہو یعنے سُنا ان سنا کرو اور دیکھا ان دیکھا

دیکھے کسی بشر کو تو جسدم گناہ گار
مخفی کر اُسکو خلق سے اور ہو تو بردبار
ای وہ کہ دو دکھتا ہی میرے عیب اُنکو
شیوہ کرم کا کیوں نہیں کرتا تو اختیار

نہ منہہ پھیر غصے سے ای متقی * نظر عفو کی کر گنہگار پر
مَیں نامرد ہوں گرچہ فعلوں میں لیک * تو مردوں کی مانند یہاں کر گذر

اکتالیسویں حکایت

کہتے ایک رند منکر فقیر کے ایک درویش پر غضب ہو کر نکلے اور کلمے پوچ و لغو اُسکے حق میں کہنے لگے غرض نہایت اُسکو رنج دیا اور بہت سا آزردہ کیا۔ فقیر نے پیر طریقت کے حضور جا کر گلہ کیا کہ یہہ کچھ حادثہ مجہپر گذرا۔ کہا اُسنے ای فرزند خرقہ فقیروں کا جامہ رضا کا ہی جو کوئی کہ اِس لباس

ہیں تمہاں ہر وہاں سے نکر یگا شریر ہی نہ فقیر
بر آدر یا نہ پاتھر سے ہو گدا * جو عارف ہو خفا وہ ہی
تنک آب * دکھ جو پہنچے تو صبر کر ہوگا * باعث عفو تو
گناہ سے پاک * ای برادر جو خاک ہی آخر * خاک
ہونے سے پہلے ہو تو خاک

بیالیسویں حکایت

سن یہہ قصہ کشو ربغداد کا * یوں نشان و بر دے ہیں
جھگڑا پڑا * گرو دو کا دکھ سفر کا رنج سب * پر دیسے کہنے لگا
یوں ہو غضب * میں بھی اور تو بھی غرض دو نو غلام *
شہ کی در گہہ کے ہہیں بدے لاکلام * چین سے واقف نہیں
ہیں عمر بھر * وقت اور یہہ وقت یت ہیگا سفر * فاقہ کا دکھ
تو نے تنک دیکھا نہیں * رنج جنگل سے کبھو کھینچا نہیں *
نے سموم دشت ہی تجکو لگی * خاک رستے کی نہ تک تجپر
پڑی * ہی بہت کوشش میں میرا ہی قدم * کس لیئے پھر تو
ہی اتنا محترم * پاس تیرے ہر و مہ سے ہیں غلام * اور
کنیزیں خوبصورت بھی مدام * ہاتھ میں ہیں باجیو نکے

ہوں ہر آ *اور سفر کے بابیچ سرگرداں سدا *گفتگو جھند کی
وہ جب سن چکا *تب تو پروہ اُسّے یوں کہنے لگا *
ہی ہمیشہ سر میرا اور آسماں *نے تیری مانند سر بر آسمان
گردن اونچی جو کہ بیہودہ کرے *اپنی گردن کے وہ بھل آپہی گرے

تیرتا لیسویں حکایت

ایک صاحبدل نے کسی زور آور کو غصے میں اور کف
منہہ میں بھرے ہوئے دیکھا۔ کہا اُسنے کہ اس شخص کی کیا
حالت ہی۔ کوئی بول اُٹھا فلانے شخص نے اُسے گالیاں
دیں ہیں۔ عارف نے اُسّے یوں کہا کہ یہہ کمینہ ہزار من کا
پتھر اُٹھاتا ہی اور ایک بات کے بوجھہ کی تاب نہیں لاتا

مردیکا چھوڑ دعوی وقوت کی شیخیاں
عورت ہی یا تو مرد پہ عاجز ہی نفس کا
مردی یہہ ہی کہ منہہ کرے میٹھا کسیکا تو
نہ یہہ کہ منہہ ہر ایک کا مکے سے دے تُمبجا

اگر دا لے ماتھے کو ہاتھی کے چیر *ہوا ہایت تو نہیں مرد وہ
ہی فرزند آدم کی بنیاد خاک *نہیں آدمی جو کہ خاکی نہو

چونتالیسویں حکایت

ایک بزرگ سے طینت صاحبان صفا کی پوچھی کہا اُسنے ادنی فعال اُنکا مقدم رکھنا ہی یاروں کے دلکی مراد کو اپنے مقصدوں پر – اور حکیموں نے کہا ہی – وُہ بھائی کہ اپنے ہی بند و بست میں رہے نہ وہ بھائی ہی نہ اپنا

جو کوئی تجھسے پہلے جاے چلا * ساتھی ہرگز نہیں ہی وُہ تیرا
جو کہ بندھوا نہ ہو تیرا دل سے * چاہ میں اُسکی دل کو تو نہ پھنسا
اگر نہ اپنے کو ہووے دیانت و تقوی * تو اُسسے ربط نکر بلکہ چھوڑ دے مانا *

مجھکو یاد ہی کہ اِس بیت میں مدّعی نے مجپر اعتراض کی اِسطرح سے کہ خدا نے جل جلالہ نے قطع رحم کو منع کیا ہی اور اقربا کی دوستی کا حکم – وُہ مخالف اُسکے ہی جو کچھ کہ تو نے کہا – بولا میں کہ غلط کہتا ہی تو – موافق قرآن کے ہی کہ کہا ہی خدا تعالی نے چنانچہ حاصل اُسکا یہہ ہی – اور اگر تیرے پدر و مادر تجھسے یعنے جبر کریں اوپر اِسکے کہ شریک کرے تو میرا اُسکو جانتا نہو جسکو پس اطاعت اُنکی نکر

ہزار اپنے جو بیگانے حق سے ہوں وہ فدا
کر اُس بیگانے پہ جو ہووے آشنا ے خدا

پچپناسیسویں حکایت

ایک بڈّھا لطیفہ گو یکتا * تھا وہ پاکیزہ خو ظریف بڑا
اُسنے اغلام پہ جی کی یہہ بات * بیاہا بیٹی کو کئی دو زکے سات
ہو نتھ اُس نازنین کا یہہ کاٹا * سنگ دل مردنے کر خون ٹپکا
باپ نے اُسکو دیکھ وقت سحر * پوچھایوں اپنے خویش سے جا کر
کاہی کمینے یہہ دانت کیسے کیا * سخت چہرا ہی یہہ بھی ساٹو کا
نہ میں نجکو ہنسی ہیے ہوں کہتا * اُسکے لب کاٹنے سے تو باز آ
مسخراپن نہیں ہی ایسا خوب * چھوڑ اُسکو یہہ ہی بہت معیوب
خوے بد دل میں بیٹھے پر جسکے * نہ چھٹے غیر مرگ پھر اُسّے

چھپالیسویں حکایت

ایک فقیہ کی بیٹی تھی نہایت بدصورت اور بہت کریہ
طلعت — باوجود جہیز اور دولت کے کسیکو رغبت
اُسکے نکاح کی نہ تھی اور پوری عورت ہو چکی تھی
ہی لباس و بیٹی و دیبا * پر کاعف لطیف اور اچھا

لیک دلہن جو ہووے بد صورت * تو نظر آئے وہ بھی نازیبا

حاصل کلام یہ ہی کہ واسطے ضرورت کے ایک
اندھے سے بیاہ اسکا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اُسی تاریخ ایک
حکیم سرا ندیپ سے آیا کہ اندھوں کی آنکھیں روشن کرتا تھا۔
فقیہ کو لوگوں نے کہا کہ واسطے تو علاج داماد کا نہیں کرواتا۔ کہا
اُسنے کہ ڈرتا ہوں میں جو بینا ہووے اور میری بیٹی کو طلاق دیوے

خصم بد شکل عورت کا جو اندھا ہو تو بہتر ہی

سینتالیسویں حکایت

ایک بادشاہ چشم حقارت سے درویشوں کی گروہ کو
دیکھا کرتا کہ ایک فقیر نے دانائی سے معلوم کیا اور کہا ای
بادشاہ ہم دنیا میں تجھسے لشکر میں کمتر ہیں اور عیش میں
برتر۔ موت میں برابر اور قیامت میں بہتر

اگر شاہ ہر چند ہو کامیاب * گدا کو ہو روٹی کے بن اضطراب

مریں گرچہ یوں ہیں یہ دونوں کے تن * نہ لیجا ئینگے کچھ بغیر از کفن

اگر جو جانے سے کرتا ہی تجکو جاہ سفر * تو سلطنت سے فقیری

کہیں اہی اولی تر ظاہر فقیر کا چار ابرو کی

صفائی و خرقۂ کہنہ اور ماہیت اُسکی دل زندہ اور نفس مُردہ نہ یہہ کہ خلق میں ناچتے وہ کرکے دعوا اور * جو کوئی خلاف کرے تو اُتھے وہ لڑیکو * گرچہ پہاڑ ہے گر مثل آسیا پتھر * جو راہ سنگ سے اُتھے نہیں ہی عادت وہ طریق فقیرونکا ذکر و شکر ہی اور خدمت و طاعت اور ایثار و قناعت و رضا اور صفا توحید و توکل تسلیم اور تحمل — جو کوئی کہ یہہ صفتیں رکھتا ہی حقیقتا درویش ہی گو کہ ظاہر قبا میں ہی لیکن ہرزہ گو اور بے نماز خواہش مند و پرہوس وہ — کہ دنوں کو رات کرے قید شہوت میں اور راتوں کو دن کرے خواب غفلت میں اور فراموشی آخرت میں — کھاوے جو کچھ کہ پاوے اور کہے جو کچھ کہ زبان پر آوے — اوباش ہی اگرچہ عبا میں ہی خالی ہی زہد و تقوے سے باطن تیرا تمام * ظاہر کے بیچ پہنے ہی تو جامۂ ریا * پردے یہہ صاف رنگ کے دروازے پر نچھوڑ * رکھتا ہی اپنے گھر میں فقط تو تو بوریا

انتیسویں حکایت

مگرنے ایک دستے گاونکے ڈھونڈھے * ایک گنبذ پر بندھے تھے گھاس جیسے

رنگ یہہ جو نہیں نظر اُنکا پڑا * صاف مَیں بھی بے تامل بول اُٹھا

لطف کیا رکھتا ہی جو ناچیز گھاس * اسطرح پاتھے گاونکی صفکے پاس

سُنکے یہہ اُسنے کہا باچشم تر * بول مت چپ رہ اِدھر تک کان دھر

اپنے ہم صحبت کیتئیں اہل کرم * بھولے ہونگے ہر ایکحالت میں کم

گر نہیں ہی مجھہ میں رنگت اور باس * پر اُسیکے باغکی آخر ہوں گھاس

مَیں بھی بندہ اُس کریم خالق کا * ہوں نعیم جاودانی سے پلا

باہر ہون یا نہیں رکھتا ہنر * پر ہوں اُسکے لطف کی امید پر

کچھہ نہیں رکھتا عبادتکا نشاں * ہاتھہ ہیں خالی میرے پونجی کہاں

نے رہے خدم وسیلہ کوئی یہاں * ہو اُسی سے چارۂ بیچارگان

رسم ہی آزاد کرنیوالے سب * بندہ ہوجاوے جو بوڑھا اُنکا جب

دیتے ہیں آزادگی کا خط اُسے * یعنے یہہ قابل نہیں اب کام کے

تو بھی زینت دینے والے دہرکے * اپنے بندے پیرکو اب بخش دے

سعدیا کیا راست ہی راہ رضا * چل اُسی رستے پہ اے مرد خدا

شوم طالع خلق میں ہی وہ بشر * جو کہ اُس درگہ سے پھیرے اپنا سر

کیونکہ پھر ڈھونڈھیگا سارا جگ اگر * تو بھی پاویگا نہیں کوئی اور در

اُنچاسویں حکایت

ایک حکیم سے پوچھا کہ شجاعت اور سخاوت میں کیا بہتر ہی۔ کہا اُسنے کہ جسکو سخاوت ہی شجاعت کی حاجت نہیں

بہرام گور کی ہی بہی گور پر رقم * بہتر ہزار زور سے ہی بخشش و کرم * رہا نہ حاتم طائی ولیک نیکی سے * جہاں مین نام رہا اُسکا حشر تک مشہور * زکوۃ مال کی دے

باغباں جو تاک کیتئیں * قلم کرے ہی

تو لگتے ہیں پہر بہت انگور

****

تیسرا باب قناعت کی فضیلت میں

پہلی حکایت

ایک سائل رہنے والا مغرب کا حلب کے بزّازوں کی صف میں کہتا تھا کہ اگر تمکو انصاف ہوتا ای صاحبان نعمت اور ہمیں قناعت تو رسم سوال کی جہان سے اُٹھ جاتی

ای قناعت مجھے تونگر کر * کہ بجز تیرے کچھ نہیں نعمت
صبر لقماں نے اختیار کیا * صبر جسکو نہیں نہیں حکمت

دوسری حکایت

شہر مصر میں دو امیر زادے تھے ایک علم سیکھتا دوسرا مال جمع کرتا ـ وہ علامۂ عصر کا ہوا اور یہہ عزیز مصر کا ـ پس یہہ تونگر چشم حقارت سے برادر فقیہ کو دیکھتا اور کہتا کہ میں تو مقام سلطنت کا مکیں ہوا اور تو ویسا ہی مسکین رہا تب وہ یہہ جواب دیتا کہ ای بھائی شکر حق تعالی کا مجپر ہی کہ پیغمبروں کی میراث پائی میں نے یعنی علم ـ اور تو نے میراث فرعون وہامان کی یعنی ملک مصر

قدم سے نیچے ماییں مجکو نہیں ہوں وہ چیونٹی
نہ ڈنک رکھتا ہوں مانند عقرب و زنبور
کہ پہنچے ہر کس و ناکس کو جسکے باعث رنج
ہر ایک کرنے لگے نالہ و فغان و شور
کہاں ملک میں کروں شکر اپنے منعم کا
کہ مجکو خلق سے آزار کا نہ بخشا زور

تیسری حکایت

ایک فقیر کو میں نے سنا ہی کہ فاقے کی آگ میں جلتا پیوند پر پیوند لگاتا تھا اور تسلی اپنی خاطر کی ان دو بیتوں سے کرتا
لباس فقر و نان خشک پر میں * یہہ لازم ہی کہ کر بیٹھوں قناعت
ہر ایک کی منتوں کا بوجھہ اٹھانا * ہی بہتر یا کہ اپنا بار محنت
کسی نے کہا اُسے کیا بیٹھا ہی تو — فلانا شخص اس شہر میں ایسا صاحب ہمت ہی کہ دست کرم اپنا اُسنے کھول دیا ہی اور اپنی کمر کو آزادوں کی خدمت کے لیئے باندھ لیا ہی اگر صورت حال پر تیری اطلاع پاوے تو اپنے پر منت رکھے اور تیری خدمت کرنی غنیمت جانے — کہا اُسنے چپ رہ کہ فقر کی بیسی

میں مرنا اچھا ہی کہ حاجت کسی کے آگے لیجانا چنانچہ کہہ گئے ہاہیں پیوندگا تھہ صبر کا کونا کر اختیار * پراغیناسے کر نہیں جامے کی الیجا مثال عذاب نار ہی ہمسایکے سبب * جانا تیرا جوگلشن فردوس میں ہوا

چوتھی حکایت

ایک پادشاہ عجم نے کسی طبیب حاذق کو انکی خدمت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی بھیجا۔ کئی برس دیار عرب میں رہا پر کوئی واسطے آزمایش کے اسکے پاس نہ آیا اور کسی نے علاج اُسسے نکروایا۔ ایک دن اُس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں آیا اور یہہ شکایت آمیز باتیں زبان پر لایا کہ بندہ کو واسطے علاج اصحاب کے بھیجا ہی کسی نے اتنی مدت میں میری طرف رجوع نکی کہ جس خدمت پر معین ہوا ہون بجا لاؤن۔ حضرت نے فرمایا کہ اِن لوگونکا قاعدہ یہہ ہی کہ جب تلک اشتہا غالب نہو کچھ نہیں کھاتے اور بھوک رکھہ کر کھانے سے ہاتھہ ہیں اُٹھاتے حکیم نے عرض کی کہ یہی موجب تندرستی کا ہی تس پیچھے زمین خدمت کی چومی اور گیا

گرے ہی جب سخن حکیم آغاز * یا طرف کھانے کی وہ ہاتھہ دراز
کہ یہ کہنے میں اُسکے ہو نقصان * یا نکھانے سے اُسکی نکلے جان
پھر تو گفتار اُسکی ہی حکمت * اور کھانا ہی موجب صحت

پانچویں حکایت

ایک شخص توبہ اکثر کرتا اور توڑتا۔ ایک بزرگ نے اُسّے کہا یہہ جانتا ہو نہیں کہ عادت بہت کھانے کی رکھتا ہی تو اور قید نفس کی بال سے باریک تر ہی یعنے توبہ اور نفس کو جس طرح سے کہ تو پالتا ہی اگر یوں ہیں پالا تو زنجیر توڑیگا یعنے تیرے اختیار میں نرہیگا اور ایک دن درندے کی طرح تجھے چیریگا حاصل یہہ ہی کہ ضرر کامل پہنچائیگا
پالتا تھا کوئی بچہ گرگ کا * اُسکو ہی پھاڑا غرض وہ جب پلا

چھٹوی حکایت

سیرت پادشاہ اردشیر بابکان میں مذکور ہی کہ عرب کے ایک حکیم سے پوچھا اُسنے کہ ایکدن میں کسقدر طعام کھایا چاہئے۔ کہا اُسنے بوزن سو درم کے کافی ہی۔ فرمایا اُسنے کہ یہہ وزن کیا قوت دیگا حکیم نے عرض کیا کہ اِسقدر تجھے بریا

رکھے گا اور اسپر جو کچھ زیادہ ہوگا تو اُسکا حمال تو ہی
خورش جو ہی تو ہی بہر حیات و ذکر و کلام
تجھے یقین ہی کہ جینا ہی بس برائے طعام

ساتویں حکایت

دو فقیر خراسان کے رہنے والے ہمیشہ آپس میں ہم صحبت تھے اور سیر کیا کرے۔ اُنمیں ایک ضعیف تھا درمیان دو رات کے ایک مرتبے افطار کرتا اور دوسرا قوی ایک دن میں تین بار کھاتا اتفاقاً ایک شہر کے دروازے پر جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے۔ دونوکو ایک گھر میں قید کیا اور دروازے کو چن دیا بعد دو ہفتے کے معلوم ہوا کہ بیگناہ ہیں۔ دروازہ کھول کر جو دیکھا تو قوی مردہ تھا اور ضعیف زندہ اس حالت سے متعجب ہوئے۔ ایک حکیم نے کہا خلاف اسکے ہوتا تو عجب تھا کیونکہ قوی پُرخور تھا طاقت فاقے کی نرکھتا تھا ہلاک ہوا اور دوسرے نے کم کھانا معمول کیا تھا اپنی عادت پر صبر کر سکا سلامت رہا

پڑی ہو جسکو کم کھانیکی عادت * اُسے فاقے کی سختی سہل ہووے

کشایش میں کرے ہن پروری جو * وہ تنگی دیکھنے ہی جان کھووے

آٹھویں حکایت

ایک حکیم اپنے بیٹے کو بہت کھانے سے مانع ہوا کہ سیری مرد کو بیمار رکھتی ہی - عرض کی اُسنے کہ ای قبلہ بھوکھ بھی انساں کو مار رکھتی ہی - نہیں سنا ہی آپ نے کہ ظریفوں نے کہا ہی سیر ہو کر مرنا بہتر ہی بھوکھے رہکر جینے سے - تب کہا اُسنے کہ اندازے کا بھی نگاہ رکھنا ضرور ہی چنانچہ دلالت کرتا ہی اُسپر حاصل ایک آیہ کا اور وہ یہہ ہی کھاؤ پیو اور اسراف نکرو

حق نے کہا گر چہ کاو واشربو * پیچھے کہا اُسکے ولاتسرفو

قی ہووے جتّے کھائیو مت اِسقدر طعام

نے اِتنا کم کہ ضعف سے ہو کام ہی تمام

الحق کہ حظ نفس کا باعث طعام ہی

پر دکھہ ہی دے وہی جو قدر سے ہو بیشتر

گلقند بھی مضر ہو جو خواہش بغیر کھاے

اور روکھی روتی بھو کھہ میں ہو جاے گلشکر

نویں حکایت

ایک بیمار سے پوچھا کہ دل تیرا کیا چاہتا ہی — کہا اُسنے یہہ چاہتا ہی کہ کچھ نچاہوں

درد اُتھا بیٹھا ہی ہیں وہ نہیں جو معدہ بھر گیا * کام اب آتا نہیں کوئی سبب اصلاح کا

دسویں حکایت

ایک بنئے کے کئی درہم صوفیوں پر آتے تھے — ہر روز اُنسے طلب کرتا اور ہزاروں اُنکو نام دھرتا اکثر اوقات کلمے نالایق زبان پر لاتا اور بدسلوکی سے پیش آتا بیچارے اُسکی پوچ گوئی سے نہایت خستہ خاطر تھے اور سواے تحمل کے کچھ چارہ نہ تھا کہ ایک صاحب دل نے اُسوقت یوں کہا کہ اپنے نفس سے کھانے کا وعدہ کرنا آسان تر ہی کہ بنئے سے درہم کا

احسان اغنیا سے ہی اولی جو تھا اُٹھا ے
تہی نہیں ہی خوب یہ دربان کی جفا
جو آرزو ے گوشت میں مرجا یے خوب ہی
قصاب کا تقاضا و لے ہی بہت برا

گیارھویں حکایت

ایک جوان کو تاتار کی لڑائی میں ایک زخم کڑا ھب لگا۔ کسی نے کہا کہ فلانے سوداگر کے پاس نوش دارو ہی اگر مانگے تو تو شاید تھوڑی سی دیوے۔ کہتے ہیں کہ وہ سوداگر ایسا بخیل مشہور تھا کہ اگر نہار منہہ اسکا نام صبح کو زبان سے جسکی جائے نکل تو شام تک کھانے کا کیا ذکر ہی منہہ میں اسکی آر کر بھی نجاے ایک چانول

اسکے سفرے میں جو ہوتا نان کی جا آفتاب * حشر تک دن کو نہ کوئی دیکھتا الا بخواب

اس مرد صحی نے کہا اگر نوش دارو چاہوں میں دیوے یا نہ دیوے اور اگر دیوے منفعت کرے یا نکرے بہرحال اسسے کچھ چیز چاہنی زہر قاتل ہی

شخص ادنی سے طلب کچھ جسنے کی * جسم میں کی زیادتی جانیں کمی

اور حکیموں نے کہا ہی کہ اگر آب حیات کو مثلا بدلے آبرو کے بیچیں دانا نہیں لینیکا کہ مرنا غیرت سے بہتر ہی اس جینے سے جو ذلت سے ہو

گر نیک خو کے ہاتھ سے حنظاں بھی کھائے تو * بہتر ہی اس مٹھائی سے جو دیوے ترش رو

بارہویں حکایت

ایک عالم کھانے والے بہت آمدنی تھوڑی رکھتا تھا اور ایک بڑے آدمی کو اُسسے اعتقاد نہایت تھا۔ غرض یہہ احوال کسی پر دیکھ عالم نے ظاہر کیا لیکن اُسکو خواہش کمانا یہ بھی اہل تمیز سے پسند نہ آئی چنانچہ سنتے ہی تیوری بدلی اور شکل غصے کی بنالی

بخت سے تیوری چڑھائے منہہ بنائے دوست پاس * جانہیں ہرگز تو اُسکے عیش کو مت تلخ کر * کام کو جاری کریگی جلد پیشانی کشاد * خندہ لب جا واسطے حاجت کے جاتا ہی اگر

قصہ مختصر تونگر نے اُسکی وجہ معاش میں تھوڑی سی زیادتی کی اور ارادت میں بہت سی کمی چند روز کے بعد عالم نے جو ارادت اور محبت جیسی کہ تھی ویسی نہ دیکھی تب کہا

حد برے کھانے ہیں جو تو خستگی میں لے اُنہیں
دیگ گو برپا ہوئی پر مرتبہ تو گر گیا
رونق میں زیادتی کی پر آبرو گھٹائی
ذلت کے چاہئے سے بہتر ہی بےنوائی

تیرہویں حکایت

ایک فقیر کو ضرورت درپیش ہوئی کسی نے کہا کہ فلانا شخص نعمت بیقیاس رکھتا ہی اگر تیری حالت پر مطلع ہوے تو اُسکے بر لانے میں مطلقا توقف نکرے ۔ درویش نے کہا کہ میں اُسسے واقف نہیں ۔ وُہ بولا کہ میں تجھے لے چلوں چنانچہ ہاتھ اُسکا پکڑا اور اُس شخص کے گھر میں لایا فقیر نے وہاں ایک شخص کو دیکھا تیوری چڑھاے ہونتھ لٹکاے بیٹھا ہی کچھ نکہا اور اُلٹا پھرا ۔ کہا اُسنے کہ یہہ کیا کیا تو نے فقیر بولا کہ عطا سے اُسکی درگذرا میں دیکھے دیدار مارے پیزار

ترش رو کے لیے حاجت نلیجا * کہ اُسکی خو سے تو تنگ آئیگا اور
جو غم کہتا ہی تو اُسسے کہیو * کہ آسودہ کرے دیدہ اُسکا فی الفور

چودہویں حکایت

اسکندریے میں ایسا قحط پڑا کہ فقیروں کے بھی صبر کا پاؤں ڈگمگایا اور قدم تحمل کا اُکھڑ آیا ۔ آسمانکے دروازے بند ہوئے یعنے مینہہ مطلق نبرسا ۔ فریاد خاکیونکی آسمان پر پہنچی

باکہ عرش کے بھی اُدھر گذر گئی * مور و ماہی و
وحش و طیور میں باقی * کوئی رہا کہ ٹاک پر گیا یہ اُسکا فغاں *
عجب نہیں کہ دل خلق کا دھواں ہو جمع * گھٹا کی شکل بنے
سیل دیدہ ہو بار اں * اُسی حال میں ایک محنت
دور از دوستان کہ اُسکی تعریف کرنی ترک ادب ہی خصوصا
بزرگونکے حضور اور یون چھوڑ دینا بھی اُسکا لایق نہیں مبادا
کہ نیے لوگونکو یہہ گمان ہو کہ گوینده اُسکے بیان سے عاجز تھا اِسلیئے
ان میں دو بیتون پر بس کرتا ہوں کہ تھوڑا اولیاں بہت کی
ہوتا ہی چنانچہ کہتے ہاین مثنے نمونہ از خروارے

تری کو نار اُسکے عوض * ہیجڑے کو اگر مار دے تر
پُل بغداد کی طرح کبتک * پانی نیچے ہو اُسکے مرد اُو پر

ایسا شخص کہ تھوڑی سی تعریف اُسکی سنی تونے اُس
برس بہت سی نعمت رکھتا تھا تک دستو نکو روپی
اشرفیاں دیتا اور مسافرونکے آگے دسترخوان بچھاتا۔ کتنے ایک
فقیر فاقہ کشی سے عاجز آیے تھے اُنھون نے اُسکی دعوت کا
قصد کیا اور مشورہ مجھسے چاہا۔ میں نے اِس بات میں

اُنسے موافقت نکی اوٗر کہا

جسکو تہا کہے کا شیر کہاوے کب * بہو کہہ سے گوکہ جاے خار بیں ہر

ہاتہہ سفلے کے آگے مت پہیلا * سختیاں کہینچ بلکہ فاقے کر

آدمی بے ہنر کو کچھ نہ سمجھ * مال و دولت سے ہو فریدون گر

پرنیاں و نسیج کا جامہ * ایسا ہی. یو قارکے ُسن پر

جسطرح ہووے لاجوردی طلا * کسی دیوار خام کے اوپر

پندرہوں حکایت

حاتم طائی سے پوچہا کہ ہمت میں اپنے سے بڑا کوئی جوانمرد تو نے دیکہا ہی یا سنا - کہا اُسنے کہ ایکدن چالیس اونٹ قربان کئے تہے مَیں نے اوٗر عرب کے امیروں سمیت ایک جنگل کے کونے سے باہر گیا تہا مَیں - وہاں ایک لکڑہارے کو دیکہا کہ ایک گٹہا لکڑیوں کا باندہہ رہا ہی تب کہا مَیں نے کہ تو حاتم کی مہمانی میں کیوں نہیں جاتا کہ ایک خلق اُسکے گہر میں جمع ہی کہا اُسنے

اپنی محنت سے کہاے جو روٹی * کب وہ منت کرے ہی حاتم کی

مَیں نے اُسیکو اپنے کرم و ہمت سے برتر دیکہا

سولہویں حکایت

ایک درویش کو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ بسبب عریانی کے اپنے بدن کو ریت میں چھپائے رکھتا تھا۔ جو اسکی نگاہ اُن پر پڑی کہا اُسنے یا حضرت میرے حق میں دعا کرو جو رزّاق مطلق مجھے ایک وسعت دیوے کہ تکلیف سے نہایت عاجز ہوں۔ اُس نبی کو احوال پر اُسکے ترحم آیا حق تعالیٰ کی جناب میں اُسکی فراغت کے لیئے دعا کی اور وہ قبول ہوئی۔ بعد چند روز کے وہ حضرت مناجات کرکے جو اُدھر پھر آئے تو دیکھا کہ وہ پکڑا گیا ہی اور ایک خلق کا اُسپر بہوا ہی۔ لوگوں سے پوچھا پھر کیا ماجرا ہی اُنھوں نے کہا کہ اُسنے شراب پی ہی لڑا ہی اور کسیکا خون کیا ہی اب اُسکو قصاص کرتے ہیں

جو اپنے جسم میں پر رکھتی گربہ مسکیں
تو تخم چڑیا کا جگہیں نہ چھوڑتی کہیں
شخص عاجز نپٹ جو پائے زور اور طاقت کو
بس وہ نہیں آتا مگر مروڑے عاجزوں کے ہات کو

غرض موسیٰ علیہ السلام نے حکمت پر حکیم مطلق کی اقرار کیا
اور اپنی دلیری پر استغفار ــ فی الواقع وال ہی اُسپر
ایک آیت کا تا صاں معنی اور وہ یہ ہی اگر وسعت رزق کی
دیتا خدا تعالی اپنی بندونکو تو ہر آینہ نافرمانی کرتے بیچ زمین کے

ای برغرور تجھے کسنے سوچ میں ڈالا * یہ
وسوسے میں پڑا تو کہ بس تمام ہوا * نہ آرتی چیونٹی جہاں میں
اِدھر اُدھر ای کاش * نہ ہوتے پر جو کبھی اُسکے تو یہ بہتر تھا *
پاس جب سفلے کے آیا سیم و زر * وہوں کی خواہش کریگا
اُسکا سر * یہ مثل کیا جھوٹھے کہے ہاں حکیم * ہی بھالا جب
تک نہو چیونٹی کے پر حق تو یہ ہی کہ خدا رہ جانے کو
ناخون نہ دے جو اپنا سر کھجا سکے جو شخص تجھکو نگاہیں
کرتا نہیں تو نگر * وہ تیری مصلحت کو جانتا ہی تجھسے بہتر

ستر ہویں حکایت

ایک اعرابی کو دیکھا میں نے کہ بصرے کے جوہریوں میں
یہ نقل کرتا تھا کہ ایک وقت جنگل میں راہ بھولا تھا میں
اور زاد راہ بھی میرے پاس کچھ نرہا تھا غرض اُس وقت

مرنا ہی دلمیں ٹھانا تھا کہ یکایک ایک تھیلی موتیوں سے بھری ہوئی میں نے پائی - عجب طرح کی خوشی ہوئی مجھکو اس گمان پر کہ اسمیں بھونے ہوئے گیہوں ہیں - لذّت اُسکی کبھی نہ بھولونگا اور وہ ناخوشی و مایوسی بھی تا زیست یاد رہیگی جب کہ یقین ہوا مجھکو کہ اسمیں موتی ہیں

خشک جنگل میں اور ریاں میں * آدمی ہو اگرچہ تشنہ جگر
فایدہ کچھ نہیں برابر ہی * منہہ میں اُسکے خزف ہو یا گوہر
مردِ بے توشہ جو گرا * بن غذا اُسکے نہوگا وہ جان بر
کیا حصول اُسکے تئیں مساوی ہی * تکّے میں ٹھیکری ہو یا ہو زر

اٹھارہویں حکایت

ایک عرب جنگل میں نہایت تشنگی سے کہتا تھا

آرزو یہہ ہی کہ پہلے موت کے * اپنے مقصد کو پہنچتے کاشکے
نہر ہوتی موج زن گھٹنوں تلک * مشک اپنی تب ہی بھرنے آ بسے

اسی طرح کسی پتھر میدان میں ایک مسافر بھول گیا تھا - قوت نہ رکھتا تھا اور قوّت نہ رہی تھی لیکن کتنے درم اُسکے پٹکے میں بندھے تھے ہر چند پھرا پر مقصود کو نہ پہنچا اور سختی سے ہلاک

ہوا۔ کتنے شخص جو وہاں پہنچے درموں کو دیکھا اُسکے منھ کے سامھنے دھرے ہیں اور خاک پر یہہ شعر لکھا ہی

زرِ خالص گرہ میں ہو لیکن * مردے نوشے کا نہ اُنکے کام
بن ہیں بھو کھے فقیر کو بہتر * شلغم پختہ ہی کہ نقرۂ خام

اُنیسویں حکایت

زمانیکے دور سے ہرگز نالان نہیں ہوا ہوں میں اور نہ گردش آسمان سے رنجیدہ مگر ایک وقت کہ پاؤں میرے ننگے تھے اور پاپوش پہنے کا مقدور نتھا۔ کوفے کی جامع مسجد میں آیا میں نہایت تنگدل اور ایک شخص کو دیکھا میں نے کہ پاؤں نرکھتا تھا تب شکر نعمت حق کا بجا لایا میں اور اپنے پاؤں کی برہنگی پر صبر کیا اور کہا

ہی سیر اسیز کے مے کمتر خوان پر * مرغ کا سالن بھی آگے سیر کے
جسکو وسعت ہو نہیں اُسکے حضور * شلغم پختہ کباب مرغ سے

بیسویں حکایت

ایک بادشاہ اپنے کیئے مخصوصوں سے کسی شکارگاہ کے بیچ جاڑیکے موسم میں شہر سے دور رہ گیا۔ رات کے وقت

ایک کسان کا گھر نظر آیا بادشاہ نے ... ات اس جگہہ کاٹیں ہم تو چار کسی کی اذیت نہ پہنچے ... وزیر نے عرض کی کہ گھر میں ایک کسان ناکس کے التجا لیجانا مرتبہ بادشاہی کے لایق نہیں - بہتر یہہ ہی کہ یہیں خیمہ کریں اور آگ جلا دیں اتنے میں وہقان کو خبر ہوئی جو کچھ کہ کھانا اُسکے پاس حاضر تھا ایک آئین سے بادشاہ کے حضور لایا زمین خدمت کی چومی اور عرض کی کہ بادشاہ کا بلند مرتبہ اِسقدر سے نہ گھٹتا لیکن لوگونسے بچا ہے کہ قدر وہقانکی بلند ہو بادشاہ کو سخن اُسکا نہایت پسند آیا اُسکے گھر میں رات کو آرام فرمایا صبح کے وقت خلعت و مال بہت سا اُسکو بخشا اور سوار ہوا - تب دہقان ہمراہ رکاب ہوا اور یوں کہنے لگا

گھٹی نہ شوکت سلطان ایکذرا بھی کو * وہ مہمان ہوا مہمان سراے دہقانکا
فلک پہ مہر کے پہنچی کلاہ دہقانکی * کہ سایہ سر پہ پڑا اُسکے تجسے سلطانکا

اکسویں حکایت

نقل کرتے ہیں کہ ایک فقیر پُر سوال بہت بسی ملامت و مال رکھتا تھا - بادشاہ عصر نے فرمایا اُسے کہہ کہ ہمارا حضور

بر معمول ہونا سیرا آتا بیشک ہی اور دینو لا ایک مہم
دُر پیش ہی اگر اسوقت فقرا کے مال سے تو مدد کرے تو
بہتر ہی نہ جسوقت کہ تحصیل ملک سے آدینگی دیا جاویگا ۔
عرض کی اُسنے کہ مجھے گدا کے مال سے دست آلودہ کرنا
خداوند جہانکو لایق نہیں کہ ایک ایک جو اکٹھا کرکے اسقدر
مال جمع کیا ہی میں نے ۔ گدائی کہاں اور بادشاہی کہاں ۔
جہاں پناہ نے کہا کچھ غم نہیں کہ کافرونکو دیا جاویگا الخبیثات
للخبیثین ۔ گو نجس ناپاک ہی بے شبہ سرگیں کا خمیر

پر کرینگے نہ اُسے چھید ہم صاف اس کا
کوئے کا پانی نصاری کے گو ہوا ناپاک
جو دھووے مُردہ یہودی تو کچھ نہیں کچھ باک

سپاہی میں نے کہا یا وصیت کا تماشا جیسا لایا اور شوخ چشمی
کرنے لگا آخر بادشاہ نے ملازمونکو فرمایا کہ مال کو ملامت و
سرزنش سے لیکر اُسکو چھوڑ دیں

لطف اوس سے نہ نکلے جو کام * اُسکا بہتر ہی ہی انجام
کہ پاس اپنا پہونچے نقصان زرا * اگر نہ بخشے اُسے کوئی ہی بجا

بائیسویں حکایت

ایک سوداگر دیکھا سو اونٹ بوجھ سے لدے رکھتا تھا اور
ایک جزیرہ فارس کے جزیروں میں کہ نام اسکا کیش ہی
وہاں وارد تھا مجھے اپنے گھر میں لیگیا تمام رات نہ سویا
اور نہ سونے دیا اس لیے بکتا رہا کہ فلانا انبار میرا ترکستان
میں ہی اور فلانی پونجی میری ہندوستان میں ہے ایک زمین
کا قبالہ یہ کاغذ ہی فلانی چیز کا وہ شخص ضامن ہی اور
کبھی یہ کہتا تھا کہ ارادہ اسکندریے کا رکھتا ہوں کہ وہاں
کی آب و ہوا خوب ہی اور کبھی کہتا کہ ملک عرب
پریشان ہی ای سعدی ایک سفر درپیش ہی اگر وہ
کر چکوں تو باقی عمر ایک گوشے میں بیٹھ کر کاٹوں اور تجارت
چھوڑ دوں پوچھا میں نے وہ کونسا سفر ہی کہا اُسنے
کہ پارس کی گندھک چین میں لیجایا چاہتا ہوں کہ وہاں گران
قیمت ہی اور وہاں سے چینی کے پیالے روم میں لیجاؤنگا
اور دیبائے رومی ہند میں اور فولاد ہندی حلب میں اور آئینہ
حلبی یمن میں اور بُردیمانی پارس میں بعد اسکے سودا تجھے

ترک کرونگا اور ایک دوکان میں بیٹھ رہونگا قصہ مختصر اتنا
بکا کر آگے اسکو طاقت کہنے کی اور مجھے سننے کی نرہی سب مجبور
ہو کر کہا اسنے کہ ای سعدی تو بھی کچھ باتیں کر کہ کیا دیکھا ہی
تونے اور کیا سنا ہی تب یہہ رباعی میں نے پڑھی

وہ سنا ہی تونے ای غافل کہ دشت غور میں * گر پڑا
جسوقت ایک سالار کا گھوڑے سے بار * تب کہا اسنے کہ چشم
تنگ دنیا دار کو * یا بھرے صبر و قناعت یا بھرے خاک مزار
وہ سنا ہی تونے ایک جنگل کے بابیچ * جس سے گذرا ایک تاجر مالدار
بولا چشم تنگ دنیا دار کو * پر کرے ہی صبر یا خاک مزار

تائیسویں حکایت

ایک مالدار کو میں نے سنا ہی کہ خست میں ایسا مشہور تھا جیسا حاتم سخاوت میں۔ نعمت دنیا سے اسکا آراستہ ظاہر حال تھا اور باطن نخوست خلقی سے مالامال تھا ایک روٹی کسی جاندار کو ہاتھ سے نہ دیتا اور ابو ہریرہ کی بلی کو ایک نوالا نکھلاتا اور اصحاب کہف کے کتے کے آگے ایک ہڈی چوس کر بھی
نہ اسکے گھر کا دروازہ نہیں دیکھا کسی نے کھلا

اور دسترخوان اُسکے آگے بچھا

ایسا منحوس جسکے کھانیکی * باس بھی سونگھتے نہیں فقرا

روٹی کھانے کے بعد اُسکے ہاے * کبھو ایک دانہ مرغ نے نہ چنا

ایکدن کیا سنتا ہوں کہ مغرب سے

دریا کی راہ سے مصر کو دل میں خیال فرعونی لیئے روانہ

ہوا۔ یکایک باد مخالف نے کشتی کو لیا اور تباہ کیا جیسا کہتے ہیں

حاجت دل طبع غمیں سے تیری کرتا ہی بہ جبر

باد کشتی کے موافق ہر گھڑی ہوتی نہیں

بعد ان مضطرب ہوکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھاے اور فریاد

بیفایدہ کرنے لگا جیسا کہ حاصل معنی ایک آیہ کا ہی - جسوقت کہ

سوار ہوتے ہیں ناؤ میں دعا کرتے ہیں اللہ سے اُس حال میں

گویا خالص کرنیوالے ہیں دین کو واسطے اُسیکے

زاری کے ہاتھ سے کیا محتاج نفع پاوے

پیش خدا دعا میں وقت کرم بغل میں

سیم و زر سے خلق کو آرام دے * اور اُسکا نفع تو خود دیکھ اُ

ٹھیر بار کرچھوڑ جاتا ہی تو پھر * سوے اور دے کی

کہتے ہیں کہ مصر میں اقربا اُسکے محتاج تھے ۔
بقیہ مال سے اُسکے تونگر ہوئے * پرانے جامے اُنھوں نے
اُسکی موت کے غم میں نگڑے اُڑائے اور نئے کپڑے قیمتی
بنوائے ۔ اُسی ہفتے میں ایک رشتہ دار کو اُسکے دیکھا میں
نے ایک گھوڑے بیش قیمت پر سوار اور غلام پری
پیکر اُسکی جلو میں دو چار ۔ تب اپنے جی میں کہا میں نے
قدرت اللہ سے مردہ کوئی * جیکے پھر اپنو ںمیں آجاتا اگر
وارثونکو ہوتا اُسکی مرگ سے * پھیرنا میراث کا دشوار تر
غرض بسبب سابقہ معرفت کے مجھہ میں اُسمیں تھا آستین
اُسکی پکڑی میں نے اور کہا ای نکو طالع خجستہ
امرد تو کھا اور کھلا * اُس نکو طالع نے کچھہ کھایا نہ پراگندہ کیا

چوبیسویں حکایت

ایک صیاد ناتوان کے دام میں ایک مچھلی قوی پھنسی ۔
طاقت اُسکے تھامے کی نرکھتا تھا اس لیئے مچھلی اُسپر
غالب آئی اور دام اُسکے ہاتھہ سے گھسیٹ لے گئی
ایک غلام بہشتو * ابھوئے آب لیگئی آخر غلام کو

مچھلی کو دام کھینچ کے لاتا تھا بار بار * اب کے کھینچ لیگئی مچھلی
ہی دام کو * ماہی گیروں نے بہت تاسف کیا
اور دوسروں نے کہا اسکو کہ ایسا شکار تیرے ہاتھ لگا اور تو اسکو
نہ روک سکا کہا اسنے ای بھائیو کیا کیجے ہماری روزی نہ تھی
اور مچھلی کا رزق باقی تھا صیاد بے روزی دجلے میں مچھلی
نہیں پکڑ سکتا اور مچھلی بے اجل خشکی میں نہیں مرتی

پچیسویں حکایت

ایک دست و پا بریدہ نے ہزار پاؤں والے کو مارا تھا *
ایک صاحب دل جو ادھر گذرا کہا اسنے سبحان اللہ باوجود
ہزار پاؤں کے کہ یہ رکھتا تھا جب کہ اجل اسکی پہنچی بے
دست و پا سے نہ بھاگ سکا
لینے کو جان
پیچھے عدو آلے اگر * دو رنگ کو بھی روکے اجل پاؤں
باندھکر * پہنچے عدو کے بعد عدو متصل ہی جب *
اسوقت پھر کہاں کیانی کھینچے ہی کب

چھبیسویں حکایت

میں نے ایک احمق کو دیکھا نہایت موٹا تازہ اور نگا

خلعت بیش قیمت پہنے مرکب تازی پر سوار قصب
مصری کی سر پر دستار کسی نے پوچھا ای سعدی یہہ
تو بہاے نگار دیں جامہ اس حیوان بے تمیز کے کیونکر دیکھتا ہی
تو بولا ہیں ایک خط بد ہی کہ سونے کے پانی سے لکھا ہی

ظاہر میں آدمی کا مشابہ تہا گدہا * گوسالہ ہی مجسم فقط ہی اُسے صدا
کبہو نہووےگا انسانکی مثل یہہ حیوان * گو یہہ جامہ و دستار و چہرہ کا نقشا
ہزار مرتبہ بھر اُسکی مالک ہستی میں * جتنے اُسکا خون نکھیہ تو حال دیکھیگا
شریف کسکا ہی ہووے ضعیف نہایت کبہو * نہ دست ہوویگا رتبہ بلند تک اُسکا
کر آسمان ہو روپے کا مینہ سو بیکی * یہہ دنیا ہوگا ہرگز ولے شریفوں سا

ستائیسویں حکایت

ایک چور نے فقیر سے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ واسطے
جو بھر روپے کے آگے ہر کسی کے ہاتھ پھیلاتا
ہی جواب دیا اُسنے

واسطے ایک رتی روپے کے اگر ہاتھ پھیلائے تو ہی بہتر
سے اسکے کہ کاٹیں اُسکے ہاتھ غضب ڈیڑھ دانگ کے اوپر

اٹھائیسویں حکایت

نقل کرتے ہیں کہ ایک پہلوان زمانے کی دشمنی سے تنگ
آیا تھا اور حلق کشادہ و دست تنگ سے تھا جو ناچار باپ
کے پاس جا کر گلہ کرنے لگا اور اجازت چاہی کہ قصد سفر کا
رکھتا ہوں تا قوت و ہمت و بازو سے دامن مقصود کا پکڑوں
کہ تاک مانند ضعیفوں کی ناچاری سے ایڑیاں رگڑوں
چھپا دیں تو ضایع ہی فضل و ہنر * عود گھسیں مشک پر کھیں دیں اگر آگ پر
باپ نے کہا اے فرزند اس خیال محال کو اپنے
دل سے نکال اور پاؤں قناعت کے دامن سلامتی کا ڈال
کہ بزرگ کہہ گئے ہیں
ہاتھ کب آئے دامن دولت * پاس جاتی ہیں زبردستی
کوششیں اسکی اپنے لاحاصل * وسمہ ابرو پہ جیسے اندھے کی
ہر ایک بال میں دو سو ہنر ہیں پہنوں کو
دے نہ ایک بھی کام آئے بخت گر بد ہو
تیر زور کیا کرے گا اس میں جو ہی مقدور
بازوے سخت سے بہتر ہے بازوے بخت بہتر
لڑکے نے کہا ای حضرت سفر میں فایدے بہت

خاطر دلگیر کا ۔ حصول فوایدِ کثیر کا ۔ دیکھنا عجایب کا ۔ سننا غرایب کا ۔ سیر دیار و ملکی ۔ ملاقات نادر و ملکی ۔ حاصل کرنا جاہ ادب کا ۔ زیادہ ہونا مال و کسب کا ۔ شناخت اپنے بیگانے کی ۔ آزمایش زمانے کی ۔ جیسا کہ صاحبان مسافرت نے اور رہروان طریقت نے ارشاد کیا ہی ۔

باہر اگر نکلا گھر اپنے کی دکانسے * ای خام آدمی تو ہووےگا پھر کہاں سے
جا نکلیں دیر کرلے اس روز سے تو پہلے * جس دن تجھے ہی اٹھنا اس کشور جہاں سے

باپ نے کہا ای بیٹا اس قسم کے فایدے

کہ تو نے بیان کئے سچ ہی کہ سفر میں لا انتہا ہیں لیکن پانچ گروہ کو ۔ پہلے سوداگر کو قدر و نعمت اور غلام و کنیزیں باجمال و خوش پوشاک اور شاگردان چست و چالاک رکھتے ہیں ۔

ہر روز ایک ملک میں اور ہر رات ایک مقام میں ہر لحظ نعمت دنیا سے فایدہ مند ہوتے ہیں

پہاڑ اور بن میں عاجز صاحب نعمت نہیں ہرگز
جہاں لے خوابگہ خیمے سے اپنے چاہے وہ جس جا
نہیں ہی دسترس جس کے تئیں مقصود دنیا پر

وطن ہی میں وہ اپنے ہی غریب و اجنبی گویا

دوسرے عالم فصیح و بلیغ کہ گفتار شیریں اور کلام نمکین رکھتا ہو۔ جس جا کہہ جاوے رہنے والے وہانکی خدمت اسکی سعادت جانکر کریں بلکہ اُسکے پانوونکے تلے اپنے آنکھیں دھریں

شعور مند ہی دنیا میں جون کھرا سونا
* جہاں وہ جاے کریں قدر و قیمت اُسکی سب * بزرگ زادہ نادان ہی کھوتے روپے سا * عوض کسی کے اُسے لیویں غیر شہر میں کب

تیسرے خوبصورت کہ صاحبدل جیسے اُسکی آمیزش کی خواہش کرتے ہیں اور اپنا نقد دل آگے اُسکے دھرتے ہیں۔ غنیمت جانتے ہیں اُسکی صحبت و خدمت۔ دل سے کرتے ہیں اُسکی طرف رغبت چنانچہ کہتے ہیں کہ تھوڑا سا جمال بہت سے مال سے بہتر ہی۔ صورت خوب مرہم ہی دلہاے زخمی کی اور بند دروازونکی کنجی یعنے کوئی اُسکا مانع نہو جہاں چاہے وہاں جاے

جس جا شکیبا جاے وہیں ہووے وہ عزیز * دیوین نکال گو اُسے ماباپ

اقربا*. قرآن میں نظر پڑا طاؤس کا جو پر * پوچھا میں یہہ مقام تیری قدر سے بڑا * کیونکر ملا تب اُسنے کہا چپ کر خوش جمال * جوں چاہیے اپنے پاوں دھرے ہاتھ دین بڑھا * ڈرکا اگرچہ ہووے طرحدار و دلربا * کچھ غم نہیں جو ہووے وُہ ماباپ سے جدا * موتی ہی وُہ نہووے اگر بیچ میں نہو * ہر ایک لیپنے والا ہی دُرّیاسم کا

چوتھے وُہ خوش آواز کہ گلوے دائودی سے پانی کو بہنے سے اور پرندونکو اُڑنے سے باز رکھے. بس وسیلے سے اِس فضیلت کے آدمیونکے دلونکو گرویدہ اور فریفتہ کرے — صاحبان دردِ اُسکی ہمنشینی کی خواہش اور صحبت کی رغبت کرتے ہیں اچھے گایکی طرف اب ہی میرا کان لگا * کون ایسا ہی کہ دے جاند و تاریکو بجا * آواز نرم حزن بھری سوزناک چین * ہیگی شراب صبح کے سوتیکے کا ذکا * پھر ہی روئے خوب سے آواز خوش کہیں * وُہ نفس کا ہی قوت یہہ ہی جانکی غذا

پانچویں اہل ہنر کہ کوشش بازو سے خرچ روزمرہ حاصل کرنا

ہی اسواسطے کہ آبرو اُسکی بسبب روٹی کی احتیاج کے
نجاوے جیسا کہ شعرو مندون نے کہا ہی

گر سفر کو جاے اپنے شہر سے * محنت و سختی نکھینچے پارہ دوز
ملک سے جا کر خرابے میں پڑے * سوئے بھوکھا بادشاہ نیمروز

غرض ایسی حقیقتیں کہ بیان کیں میں نے سفر میں سبب
جمعیت خاطر اور باعث خوشی طبیعت ہوتی ہاین لیکن جو
شخص کہ اِنمیں سے ایک بھی نہیں رکھتا سبب اپنے خیال
باطل کے اگر تمام جہان میں پھریگا کوئی کس و ناکس اُسکی
خواہش نکریگا بلکہ اُسکے نام و نشان سے بھی اطلاع
کسیکو نہوگی جیسا کہ کہہ گئے ہاین

حضو سو نسے جسے گھیرلی پھر گردش چرخ
کرے ہی کب اُسے بے چیز رہبری ایام
جو طیر پھیر نہ نکلے گا آشیانے کو
قضا گھسیٹتے ہی اُسکو ہی سوئے دانہ و دام

لڑکے نے کہا ای حضرت حکیموں کے قبول سے کیونکر مخالفت
کرون کہ کہہ گئے ہیں رزق اگرچہ مقسوم ہی پر اُسکے اسباب

حصول سے تعلق شرط ہی اور بالا اگرچہ مقدر ہی لیکن
اُسکی آمد و رفت کے دروازونسے احتراز واجب

گرچہ بے شبہ رزق پہنچیگا * ڈھونڈنا شرط عقل ہی ہر جا
گو کہ مرتا نہیں کوئی بن موت * لیک تو منہ میں اژدہے کے نجا

اس طاقت میں کہ میں مست ہاتھی سے لڑوں اور
شیر غضبناک سے پنجہ کروں مصلحت یہہ ہی کہ کسی طرف نکل
جاؤں اور کچھ فایدہ اٹھاؤں زیادہ لے سے طاقت بینوائی کی اور
قدرت شکیبائی کی نہیں رکھتا ہر ملک اُسکی جا گہہ

ہی کیا غم وُہ اور کھاوے * اپنے مقام و رتبے سے جو شخص
گر گیا * ایک گھر میں سبکو جانے ہی ہر ایک مالدار * جس
جا گہ اکو رات ہوئی ہی وُہ ہی گھرا

یہہ کہکر ہاتھ
باندھی اور باپ کو وداع کرکے چلا اور اپنے چلنے کے وقت
سنتے ہایں کہ یہہ بیت پڑھتا تھا .

ہو جس اہل ہنر کا بخت ناکام * وہاں وُہ جاکے جس جا گہہ ہو گمنام

ناگاہ ایک دریاو کے کنارے پہنچا کہ اُسکی موج
کے زور سے پتھر سے پتھر بجکر بھی کھاتا تھا اور اُسکی آواز

کا شور کوسون تک جاتا تھا

اِسطرح کا تھا وہ چشمہ پرخطر * جسمیں مرغابی نہ آسکتی تھی تیرکر
اُسکی چھوٹی سی لہر لیجاتی کھینچ * آسیا ہوتی کنارے پر اگر

اور آدمیونکے ایک گروہ کو دیکھا کہ ہر ایک

اُسمیں سے سونیکے ریزے لیکر اور رخت سفر کا باندھکر پار
اُترنیکے واسطے کہات پر بیٹھا ہی - جوان تنگ دست تھا
مدح و ثنا کرنے لگا - بہتیری منت و زاری کی پر کسی نے
نہ یاری کی بلکہ یہہ کہا

بے زر کسی پہ زور نہ تاک کر سکیگا تو
اور زر جو پاس ہی تو نہیں احتیاج زور

ملاح بے مروت اُنس پر ہنسا اور اُسکی طرف سے پھر کر کہا

پار بن زر بحر کے کب جاسکیگا زور سے
زور دس مرد دکا تج اور زر تو لا یک مرد کا

اِس طعن وکنایہ سے جوان کو غصہ آیا چاہا کہ اُسسے بدلا لیوے
لیکن کشتی چل دکلی تھی پکارا کہ یہہ جامہ جو گلے کا حاضر ہی اگر
اِسپر قناعت کرے - ملاح اِس طمع پر ناؤ کو پھیر لایا

خواہش آنکھونکو خردمندوں کی سی لیتی ہی
مرغ و ماہی کتئیں حرص پھنسا دیتی ہی

قصہ کوتاہ جوان نے ہاتھہ دراز کیا اور وُہ ملاح کی ریش و گریبان تک پہنچا کہ اُسکو اپنی طرف کھینچا اور ہلا تو قصد مار نے لگا یار اُسکے واسطے پشتی کے کشتی سے اُترے پر اس مرتبے جو درشتی دیکھی ہاتھہ بھر کھڑے رہی غرض ملاح یہہ بری کہ اُسے صلح کریں اور کشتی کی مزدوری اپنے ذمے لیں

اگر جنگ دیکھے تحمل تو کر * کہ باندھے ہی نرمی لڑائی کا در
تیقن تو جھے ہو جہاں جنگ کا * سہولت تلطف سے وہاں پیش آ
جو کیسی ہی تلوار ہو آبدار * پہ کاٹی نہ وُہ نرم ریشم کے تار
خوشی و مدارا والطاف سے * تو ہاتھی کو ایک بال سے کھینچ لے

حرکات گذشتہ کے عذر کے لیئے قدموں پر اُسکے گرے اور مکر و نفاق سے سر اور آنکھیں اُسکی چومی غرض ناؤ میں اُسکو ہاتھا کر روانہ ہوئے ۔ اتنے میں جس جاگہہ کہ پانی میں یونان کی عمارت کا ایک ستون کھڑا تھا وہاں پہنچے ۔ ملاح بولا کہ ناؤ نکو یہاں خلل ہی تم میں سے جو کوئی زور اور دلاور

ہووے چاہیئے کہ اِس ستون پر جاوے اور کشتی کا گُن پکڑے تاہم وصیت کرلیں ۔ جوان ازبسکہ غرور والا اور دکھا ہوا کمند بہا در دکھا رکھا تھا دشمن آزردہ دل سے اندیشہ کیا اور حکیموں کے قول پر متوجہ ہوا کہ کہہ گئے ہیں ۔ جس کسیکے دل کو ایک رنج پہنچایے تو ۔ اگر پیچھے اُسکے سو راحتوں سے پیش آے تو بھی اُس ایک رنج کے بدلے سے مت نچنت ہو کہ پیکان زخم سے نکل آتا ہی اور آزار دلمیں رہ جاتا ہی

کیا خوب ایک سردار نے اپنے رفیقوں سے کہا * فارسی

تو دشمن کو جو آزردہ ہی تو نے کیا * بے غم ہو کر تو بھی کبھو ہو گا تنگ دل * گرد ل کسیکا ہاتھ سے تیرے ہوا ہی تنگ * پاتھر نا باز جلدے دے دیوار قلعہ پر * شاید وہاں سے آن پڑے تجھپہ کوئی سنگ

الغرض گن کو بھلوان نے لیکر اپنے باز و پر جیسا کہ چاہئیے تھا اور ستون پر چڑھ گیا ۔ ملاح نے کھاٹ جو دیکھی جہت سے اُسکے ہاتھ سے دوسی کھینچ لی اور ناؤں کھے دی ۔ سرکجا رہ منہ دیکھتا رہ گیا ۔ دو دن تک مصیبت اور محنت دیکھی اور آفت

بہت سی کھینچی ـ تیسرے دن نیند نے گریبان اُسکا پکڑا اور دریا میں ڈال دیا ـ شبانہ روز کے بعد ڈوبتا اُچھلتا کنارے جا لگا ـ ایک رمق زندگی کا اُس میں تھا کہ پتے درختوں کے کھانے لگا اور جڑیں گھاس کی اُکھاڑنے ـ جوں توں تھوڑی سی قوت بدن میں آئی اور پاؤں میں طاقت چلنے کی پائی تب جنگل کی راہ لی اور چلا یہانتک کہ بھوکھ اور پیاس سے بے طاقت ہوا ـ ہزار خرابی اُٹھتے بیٹھتے ایک کوئے کے کنارے پر پہنچا ـ وہاں ایک قوم جمع تھی اور ایک ایک کوڑی پر آدمی پانی پلاتے تھے ـ جو ان پاس کوڑی نہ تھی پانی یوں ہیں مانگا پر کسی نے نہ دیا نہ ان اُسنے ہاتھ ظلم کا دراز کیا ـ کتنے آدمیونکو خوب مارا تب تو وہانکے لوگوں نے بھی غلبہ کیا بے تامل اُسکو بھی مارا اور نکال دیا

جمع ہوں مجھ تو مار پیلی کو * گو وہ ہی مرد ہی وسختی کا پہاڑ

چیونٹیاں آپس میں جو اتفاق کریں * پوست تن کا شیر کے بھی وے ادھیڑ

ناچار ہو کر ایک کاروانکے ساتھ ہو لیا اور چلا رات کے وقت ایک مقام پر پہنچے کہ وہاں چوروں کا ڈر تھا ـ سپاہی گروہ کو

دیکھا اُسنے کانپتے ہیں اوٗر مرنے پر مستعد ـ بولا کہ فکر مت کرو ـ تم میں ایک میں ہوں کہ پچاس مردوں سے نڈر ہوں بلکہ تنہا مقابلہ کروں سواے میرے جیسے جوان ہیں مددگار رہیں نہ شریک کارزار مردم کارواں کو اُسکی لاف زنی سے اطمینان کمال ہوا اوٗر اُسکی صحبت سے ہر ایک خوشحال ـ رفاقت اُسکی دلبر ٹھانی اوٗر آب و نان سے دستگیری واجب جانی ـ غرض جو انکے معدے میں بھوکھ کی آگ لگی تھی اوٗر باگ طاقت کی ہاتھ سے جا چکی تھی ـ کیسے ایک لقمہ رغبت سے کھاے پانی پیا اوٗر دیو درونی کو آرام بخوبی دیکر آرام کیا ـ ایک پیر مرد جہاں دیدہ اُس کاروان میں تھا ـ کہا اُسنے ای جماعت اِس تمھارے نگہبان سے مجکو اندیشہ زیادہ تر چوروں سے ہی چنانچہ ایک نقل ہی کہ ایک محتاج نے کئی درہم جمع کیئے تھے اوٗر رات کو چوروں کی تشویش سے گھر میں اکیلا نہ سوتا تھا ـ ایک اپنے دوست کو بُلایا اُسنے کہ تنہائی کی وحشت کو اوٗر دزدوں کی دہشت کو بسبب اُسکی مصاحبت کے دور کرے ـ غرض کئی راتیں اُسی سے صحبت

تھی مگر وہ دو رہلوں سے آگاہ ہوا۔ لیا اُنکو اور کھایا یا کہ
کسی طرف چلا گیا۔ صبح کو لوگوں نے دیکھا اُسکو روتے
ہوئے اور ننگے۔ کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہی شاید تیرے
درہم کوئی چور لیگیا۔ کہا اُسنے واللہ نہیں بلکہ نگہبان

سانپ کی حالت تھی مخفی جب تلک * تب تلک اُسنے تھا کچھ مجکو ڈر
زخم اُس دشمن کے دانتوں کا برا * آدمی کو دوست جو آوے نظر

کیا جانیے کہ یہہ شخص بھی چوروں میں سے ہو
اور عیاری سے ہم میں آیا ہو کہ اپنے فرصت کے وقت
یاروں کو خبر کرے۔ مصلحت یہہ ہی کہ اُسکو سوتا چھوڑیں
ہم اور چل نکلیں۔ جوانوں کو تدبیر پیر کی پسند آئی اور ہیبت اُسکی
اُنکے دل میں سمائی۔ اسباب سفر کا اُٹھایا اور جوانکو نجگایا
جب کہ صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا دھوپ اُسکے شانے
پر آگئی۔ چونک پڑا اور سر اُٹھایا۔ کاروانکو اُس جگہ نپایا
بیچارہ بہت پھرا پر کہیں کھوج نملا بھوکھہ اور پیاس کی
شدت سے منہہ ماتی پر اور دل ہلاکی پر رکھا اور اپنے حسب
حال یہہ اشعار پڑھنے لگا

گیا وہ قافلہ

کہئے کرونکاں اب گفتار * نہیں غریب کا غیراز غریب مونس وبار * کرے ہی سختیاں وہ شخص یاروٗ اہل غربت سینے * کہ جو آگاہ ذرہ بھی نہیں رنج و مصیبت سے

وہ اِس حالت میں تھا کہ ایک شاہزادہ فوج سے جدا شکار کے پیچھے لگا ہوا اُسکے سر پر آن پہنچا۔ کانام اُسکا سنا جمال اُسکا پاکیزہ و مطہر دیکھا اور حال اُسکا ابتر۔ پوچھا اُسے کہ کہاں کا رہنے والا ہی تو اور کدھر سے آیا ہی اور اس جگہہ کیوں پڑا ہی تب تھوڑی سی سرگذشت اپنی اُسنے کہی۔ شہزادیکو رحم آیا خلعت و نعمت اُسے دیکر ساتھ اُسکے ایک شخص معتبر کو کیا اور اُسکے ملک میں بھجوا دیا۔ باپ نے اُسکو دیکھا شاد ہوا اور سلامتی حال پر اُسکی شکر کیا۔ رات کے وقت جو کچھ کہ اوپر اُسکے گذرا تھا صعوبت کشتی اور جو ناملاح سے جفاے دہقان اور بیوفائی کاروانسے باپ کے آگے جوں کا توں بیان کیا سنکر اُسکو باپ نے کہا کہ بابا تیرے جانیکے وقت کہا تھا میں نے کہ تہیدستوں کا دست دلیری بندھا ہی اور پنجہ شیری توتا

اُس تھیلا ست سپاہی نے ہی کیا خوب کہا
پانچ سن زور سنے جو بھر کہیں زر ہی اچھا
بیتّے نے کہا کہ ای پدر جب تلک رنج نکھینچیگا تو گنج نہ پائیگا
اور جب تلک جان جوکھوں نہ اُٹھائیگا دشمن پر فتح نپائیگا
اور جب تلک دانے نہ بکھیریگا مالک کھلیان کا نہوگا۔ نہیں
دیکھا ہی تو کہ تھوڑا سا رنج اُٹھا کر مَیں نے کیا کچھ حاصل کیا
اور ایک نیش کھا کر کس قدر شہد لایا
اگرچہ رزق سے ہم زیادہ کھا نہیں سکتے * پر ہاتھ اُٹھانا بھی لایق
نہیں ہی کوشش میے * گر فکر غوطہ خور کو ہووے نہنگ کا * جنگل
میں لاے کیونکہ وہ موتی گراں بہا   نیچے کا پاتھر چکّی کا
جو حرکت نہیں کرتا لاچار بھاری بوجھ اُٹھاتا ہی
نہ نکلے غار سے گر شیر خستہ گیں کیا کھاے * گرا جو بازر ہے طعمہ پاے
پھر کیونکر * شکار گھر میں ہی کرنا ہی تجکو تو ہو گیے * یہہ
دست و پا تیرے مکڑی کے دست و پاسے بتر
جواب دیا اُس نے ای بیٹا ایکے مرتبہ آسمان نے تیری یاری کی
اور اقبال نے بھی یاوری کی پھول تیرا کانٹے سے اور کانٹا

تیرے پاؤں سے نکلا اتفاقاً ایک صاحب دولت نےجسے
مانگیا اور تیری شکستہ حالی و بے بروباتی پر اُسنے رحم کیا۔ ایسی
واردات نادر ہیں اور نادر پر حکم نہیں ہو سکتا

صیاد نہ گیرد رگو ہر ایک مرتبہ لیجائے * جیسا اُسے ایک روز
یہ ہو سکتا ہی جو کھائے جس طرح سے

ایک بادشاہ ملک فارس کا واسطے سیر و خوشی کے کتنے ایک مصاحب ساتھ لیکر مُصلّاے شیراز میں گیا اور ایک بیش قیمت نگ کی انگوٹھی اُسوقت پاس تھی فرمایا کہ اِسکو عُضد کے گنبذ پر رکھدیں جو کوئی ایسا تیر لگائے کہ اُسکے حلقے میں ہو کر نکل جائے تو پھر انگوٹھی اُسیکی ہی ۔ اتفاقاً چارسو حکم انداز اُسکی خدمت میں حاضر تھے سب نے تیر لگائے اور نشانہ چوکے مگر ایک لڑکا مسافرخانے کے کوٹھے پر بطور کھیل کے تیر پھینکتا تھا ۔ ہوا نے تیر اُسکا انگوٹھی کے حلقے میں سے نکال دیا ۔ بادشاہ نے انگشتری اُسیکو عنایت کی اور بہت سی نعمت بھی بخشی ۔ لڑکے نے اُسکے بعد تیر و کمان کو جلا دیا اور دھیان تیراندازی کا دل سے اُٹھا دیا ۔

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا کیا تو نے تب کہا اُسنے چاہتا ہوں
کہ پہلے رونق بر قرار رہے اور اُسکی شہرت پایدار

یہ بھی ہوتا ہی حکیم خوب سے * بن نہیں پڑتی
کبھو تدبیر ایک * گاہ ہوتا ہی کہ لڑکا بیوقوف * مارتا ہیگا
ہدف پر تیر ایک

اُنتیسویں حکایت

ایک فقیر کو دیکھا میں نے غار میں بیٹھے اور جہان سے کنارہ
گیے ۔ بادشاہوں اور امیروں کی شان و شوکت اُسکی نظر
ہمت اور دیدۂ قناعت میں نہ رہی تھی

جس شخص نے جہاں میں مانگا کبھو نہ کچھ * تا اپنے وقت مرگ
ہوگا نیاز مند * حرص و ہوس کو چھوڑ تو شاہی جہاں میں
کر * گردن جسے طمع نہیں اُسکی ہی نت بلند

اُس طرف سے ایک بادشاہ نے اشارت کی کہ توقع کرم و
اخلاق درویشوں سے یہ ہی کہ موافقت ہمسے ساتھ نان
و نمک کے کریں ۔ شیخ راضی ہوا کہ قبول کرنا دعوت کا
سنت ہی ۔ دوسرے دن بادشاہ درویش کے پاس اُسکے

عذر خدمت کے واسطے گیا۔ عابد اُتھا بادشاہ سے بغایت گیر ہوا اور مہربانی کی۔ جب کہ بادشاہ گیا کسی ہم صحبت نے شیخ سے پوچھا کہ اسقدر تپاک و الطاف بادشاہ سے خلاف عادت تھے اسمیں کیا حکمت ہی۔ کہا اُسنے نہیں سنا ہی تو نے

فرش پر تو جسکے پاس تھا ہو گیا واجب تجھے *

اُسکی خدمت کے لیئے اُتھنا ہمیشہ و مبدم * گر نہو حاجت ہمیں

تو کیوں امیروں کے حضور * گاہ ہوں سیدھے کھڑے اور گاہ

ہوویں پشت خم * خیر کا بدلا تو کر سکتے نہیں پھر اس لیئے *

کرتے ہیں بیچارگی کا اُنسے اپنی عذر ہم

کان کو مقدور نہ البتہ ہی * نے سنے آواز دف و چنگ و نی

آنکھ کرے صبر نہ دیکھے وہ باغ * غنچہ و گل بن رہے چندے دماغ

تکیہ پر و ان کا جو نہو وے نہو * سر کے تلے سنگ کو دھر رہیئے سو

دلبر محبوب نہ ہووے جو ساتھ * رکھیئے دس آغوش ہی میں اپنے ہاتھ

غیر خدا پر شکم روودہ دار * صبر کسی پر نکرے زینہار

* * * * * * * *

چوتھا باب خاموشی کے فائدونمیں

پہلی حکایت

ایک دوست سے مَیں نے کہا کہ چپ رہنا مَیں نے اِس سبب اختیار کیا ہی کہ بولنے میں اکثر اوقات نیک و بد کا اتفاق ہو جاتا ہی اور آنکھہ دشمن کی سواے بدی کے کچھہ نہیں دیکھنے سے بولا وُہ کرا ہی بر اور دشمن وو ہی بہتر ہی کہ نیکی نہ دیکھے

ہی بڑا عیب ہنر دشمنی کی آنکھونمیں * پھول ہی سعدی یہ ہی آنکھہ میں دشمن کی خار * مدعی کا ہو گذر صالح کی جانب سے اگر * تو اشارہ یوں کرے یہہ ہی بڑا جھوٹھا شریر * گو جہاں روشن ہی سورج سے سرا * پر چمچھوندر کی نظر میں ہی برا

دوسری حکایت

ایک سوداگر کو ہزار دینار کا نقصان آیا۔ اپنے بیٹے سے کہا اُسسے لایق نہین ہی کہ ہر ایک سے یہہ بات کہے تو۔ غرض کی اُسنے کہ بموجب ارشاد نکہونگا مَیں لیکن مجھے اطلاع بخشئے کہ

اُسکے چھپانے میں کیا فایدہ ہی اور کیا مصلحت ۔ کہا اُسنے
تا ایک مصیبت دو نہوں یکے نقصان مایہ و دگر شماتت ہمسایہ
دیکھہ اپنا نکہہ دشمنونسے کبھی * کہ لاحول پڑھہ کر کرینگے خوشی

تیسری حکایت

ایک جوان صاحب شعور فضایلونسے بہرہ کامل رکھتا تھا اور
طبیع بھی اُسکی لطیف تھی لیکن مجلسوں میں عقلمندونکی جبتک
بیٹھتا کچھہ بات نکہتا ۔ ایک دن اُسکے باپ نے کہا ای
بیٹا تو بھی جن جن چیزونسے واقف ہی کچھہ کچھہ اُنکا ذکر کیوں
نہیں کرتا ۔ بولا وہ ڈرتا ہوں میں کہ اچانا وہ بات پوچھیں کہ
جسکو نہیں جانتا تب کیا کروں مگر انفعال کھینچوں کیا نہیں
سنا ہی تو نے

اپنی نعلین میں کئی میخیں * ٹھوکتا تھا بچارہ ایک صوفی
اُسکو دیکھا جو کام یہہ کرتے * ایک ہماول نے آستین پکڑی
کہ مجھے ٹھوک دو لگا تجکو ادھر آ * باندھ گھوڑا کہ میری جو بندی

جو تو نے لب نہیں کھولے تو کچھہ نہیں دعوا
ولے کہا ہی اگر کچھہ تو پھر دلیل بھی لا

چوتھی حکایت

ایک عالم معتبر سے اور ایک ملحد سے بحث ہوئی اور وہ عالم اس ملحد سے بدلیاں عہدہ برا نہوا سر جھکا لیا اور پھر اس کسی نے پوچھا اُسے کہ باوجودیکہ اس علم وادب کے اور فضل و حکمت کے ایک بیدین پر غالب نہ آیا تو جواب دیا اُسنے کہ علم میرا قرآن و حدیث اور قول مشائخ ہے وہ اُنکا معتقد نہیں بلکہ سنتا بھی نہیں پھر مجھے سنتا اُسکے کفر کا کیا ضرور وہی
قرآن اور حدیث سے نہیں جسے
نہو نجات * منہ و سے جواب اُسکو نہ سن اُسکی ایک بات

پانچویں حکایت

جالینوس نے کسی احمق کو دیکھا کہ ایک عقلمند سے گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیحرمتی کر رہا ہی کہا کہ اگر یہ دانا ہوتا تو کام اُسکا نادان تک یہانتک اس حد کو نہ پہنچتا

ممکن نہیں جو ہو دانے دو عاقلوں میں جھگڑا *
بیوقوف لڑے ہی کب با وقار دانا * بیگانگی سے ناداں کرتا ہی سخت
بولے نرمی و دلجوئی سے دانا لب اپنے کھولے * ایک بال کو

مقرر رووا ہاں دل. بچالیں * معزور و صالح جو بھی ایک بل نہ اُسمیں ڈالیں * کیا چیز بال ہیگا گر ہو ویں دو نو جاہل * زنجیر توڑ ڈالیں جسوقت ہوں مقابل * ایک آدمی کو گالی دی ایک ہوچ گو نے * اُسنے بصد تحمل اُسّسے کہا یہہ سن لے * جو کچھ کہا ہی تو نے بدتر ہیں اُسّسے ہو ونگا * مانند میری کب تو جانے ہی عیب میرا

چھتھی حکایت

سحبان ابن وایل کو فصاحت میں بے نظیر جانتے ہیں چنانچہ یہہ قوت گویائی کی اُسکو تھی کہ ایک مجمع میں سال بھر کلام کرتا اور لفظ مکرر نبولتا۔ اگر احیاناً اُسی لفظ کا اتفاق پڑتا تو واسطے اور معنی کے تکلم کرتا۔ یہہ بھی بادشاہ کے ندیموں کا ایک ادب یعنے اداب سے ہی سخن کیسا ہی ہو دلپسند و شیرین * ہرا یا لایق تصدیق و تحسین * جو تو نے ہی کہا تو پھر نکہنا * کہ ہی ایکبار بس کہا لیں جو حلوا

ساتویں حکایت

ایک حکیم کو میں نے سنا ہی کہ کہتا تھا کوئی شخص اپنے

جہاں کا مقر نہیں مگر وُہ شخص کہ جو کام کسی کا تمام نہوا ہو
اور بولنا شروع کر دے

رکھے ہی سخن ابتدا انتہا * سخن میں سخن کہہ نہیں مطلقا
جو ہی صاحب عقل و تدبیر و ہوش * نگویا ہو جبتک نہ دیکھے خموش

آٹھویں حکایت

بندگان سلطان محمود سے کتنے شخصوں نے حسن میمندی سے پوچھا کہ بادشاہ نے آج تجھ سے فلانی مصلحت میں کیا کہا۔ کہا اُسنے کہ پھر بھی چھپا نہ رہیگا۔ بولے وے کہ تو وزیر ہی جو کچھ کہ تجھ سے کہیگا ہم سے نا کہیگا تب کہا اُسنے اِس اعتماد پر کہ کسی سے نکہونگا پس کسواسطے پوچھتے ہو تم

ہر ایک بات سنی کب کہے ہی اہل تمیز
وُہ بِرِّ شاہ نکھولیگا جسکو سر ہی عزیز

نویں حکایت

ایک حویلی کے مول لینے کے معاملے میں متردد تھا میں جو ایک جہودنے کہا کہ میں رئیس قدیم اِس محلے کا ہوں اِس گھر کی خوبی جو کچھ کہ ہی مجھ سے پوچھ اور مول لے کہ کچھ عیب نہیں۔

رکھتا۔ کہا میں نے سوائے اسکے کہ تو ہمسایہ اُنکا ہی

جسکا ہمسایہ تو ہووے وہ گھر * دس درم روپے کو بھی مہنگا ہی
پر یہ بھی اُمید ہی جو تو مرجاے * پھر تو دس سو کو بھی وہ سستا ہی

دسویں حکایت

ایک شاعر چوروں کے امیر پاس گیا اور اُسکی تعریف کی۔ حکم کیا اُسنے کہ جامہ اُسکا چھین کر گاوں سے باہر کر دیں۔ کتے اُسکے پیچھے لگے چاہا اُسنے کہ پتھر اُٹھاوے۔ زمین یخ بستہ تھی عاجز ہوکر کہنے لگا کہ یہاں کے لوگ کیا حرامزادے ہیں کہ کتوں کو کھول دیا ہی اور پتھر کو بند کیا۔ امیر کھڑکی میں بیٹھا تھا سنکر ہنسا اور بولا کہ ای حکیم کچھ مجھسے چاہ سکتا ہے۔ اُسنے کہا جامہ چاہتا ہوں اگر حضور سے انعام ہو

میں راضی ہوں تیری بخشش سے بس تو جانے دے

اِس مرائے جہاں میں ہر کوئی * آسرا ہر کسی سے ہی رکھتا
پر مجھے خیر سے تیری ہرگز * نہیں اُمید شر تو مت پہنچا

چوروں کے سردار کو رحم آیا جامہ اُسکا سا تھ ایک قبا پوستین کے حوالے کیا اور کئی درہم بھی دیے

گیارہویں حکایت

ایک نجومی اپنے گھر میں آیا جورو کو دیکھا کہ ایک بیگانے مرد کے ساتھ ملی بیٹھی ہی گالیاں دیں اور برا کہا غرض ایک فتنہ برپا ہوا اور شور اُٹھا۔ کسی صاحبدل نے اِس بات سے واقف ہو کر یہہ کہا

* کون ہی گھر میں نہیں اتنی بھی جب تجکو خبر *
* پھر تو کیا جانے کہ کیا ہیگا فلک کی اوج پر *

بارہویں حکایت

ایک خطیب بدآواز اپنے تئیں خوش آواز گمان کرتا اور شور بیفایدہ اُٹھاتا۔ کہے تو کہ آواز کوّے کی اُسکے الحان کے پردے میں ہی یا ایک آیہ کہ حاصل معنی اُسکا یہہ ہی یعنے بدترین آوازوں کی آواز گدھے کی ہی وہ اُسیکی شان میں ہی

جب خطیب ابوالفوارس غل اُٹھاوے بےمثل خر

استخر فارس کا شور اُسکا گرادے سربسر

لوگ گانوں کے سبب مرتبہ و جاہ کے کہ رکھتا تھا رنج اُسسے کھینچتے تھے اور اذیت اُسے نہ دیتے۔ غرض ایک خطیب

اُس اقلیم کا کہ اُسکے ساتھہ پوشیدہ عداوت و بظاہر محبت رکھتا تھا ایکدن واسطے پرسش احوال کے آیا اوٗر کہا اُسنے کہ ایک خواب دیکھا ہی مَیں نے خوب ہوجے بولا وُہ کیا دیکھا ہی تونے تب کہا اُسنے یہہ دیکھا ہی کہ تو خوش آواز تھا اوٗر آدمی میری صدا سے راحت میں تھے۔ خطیب نے اُسکو سنکر اندک اندیشہ کیا اوٗر کہا کیا مبارک خواب دیکھا ہی تونے کہ مجھے میرے عیب سے آگاہ کیا۔ معلوم ہوا کہ مَیں بد آواز ہوں اوٗر خلق میری آواز سے دُکھہ میں ہی۔ الحال توبہ کی مَیں نے کہ بار دیگر خطبہ نہ پڑھونگا مگر بآہستگی

دوستوںکی صحبتوں سے رنج میں رہتا ہوں مَیں
خوب ہی مجکو جانتے ہیں یہہ خُلق بد میرا
عیب کو میرے ہنر سمجھیں ہیں نقصان کو کمال
خار کو میرے دکھاتے ہیں گل رنگین بنا
ہی کدھر وُہ دشمن چالاک تراوٗر شوخ چشم
جو کہ میرے عیب کو جلدی مجھے دیوے دکھا

تیرہویں حکایت

ایک شخص قاعدہ سنجار کی جامع مسجد میں بے اُجرت اذان دیتا تھا ایسی آواز سے کہ سننے والونکو مضرت پہنچتی تھی - صاحب مسجد امیر عادل و نیکو خصایل تھا چاہا اُسنے کہ وُہ آزردہ دل ہووے - کہا اُسنے ای جوانمرد اِس مسجد میں اذان دینے والے قدیم ہیں کہ ہر ہر شخص کے اُنمیں سے پانچ پانچ دینار مقرر ہیں اور تجکو دس دینار دیتا ہوں میں مگر اور جگہہ جائیے تو - راضی ہوا اور گیا بعد ایک مدت کے امیر پاس پھر آیا اور عرض کی ای خداوند آپنے مجپر ظلم کیا کہ دس دینار پر اِس مقام سے نکال دیا - جس جگہہ گیا ہوں میں وہانکے لوگ بیس دینار تک راضی ہیں اگر اور مکان پر جاوں لیکن میں قبول نہیں کرتا امیر ہنسا اور کہنے لگا زنہار نلیجو کہ پچاس تک بھی راضی ہونگے

تیشے سے کوئی چھیلے نہ یوں سنگ پر سے گل
چھیلے ہی تیرا شورصدا جسطرح سے دل

چودہوین حکایت

ایک بدآواز اُونچی آواز سے قرآن پڑھتا تھا کوئی صاحبدل جو

اُدھر گذرا کہنے لگا کہ تیرا ورد ہر کتنا ہی کہا اُسنے کہ کچھ نہیں ۔ فرمایا اُسنے پھر کسواسطے اپنے تئیں رنج دیتا ہی کہا اُسنے خدا کے واسطے پڑھتا ہوں ۔ بولا وُہ واسطے خدا کے مت پڑھ پڑھیگا یوں ہیں جو قرآں تو الحق * تو کھو دیگا مسلمانی کی رونق

پانچواں باب عشق اؤر جوانی مین

پہلی حکایت

حسن میمندی سے پوچھا کہ سلطان محمود کتنے غلام گل اندام رکھتا ہی کہ ہر ایک اُنہیں سے نادر زمان اؤر جان جہان ہی کیا باعث کہ اُنہیں سے کسیکے ساتھ چاہت اؤر محبت نہیں رکھتا جیسی کہ ایاز کے ساتھ ہی باوجود اسکے کہ حسن میں اُنسے وُہ بہتر نہیں ۔ کہا اُسنے جو چیز کہ دلمیں سماتی ہی

وہی آنکھوں میں سُہاتی ہی

جو کہ سلطان مرید ہو جسکا * جو کرے فعل بد وُہ ہی اچھا دے گر اُسکو بادشاہ انام * تو ازیں پھر اُسکے گھر کے تمام

جو دیکھے آنکھ سے انکار کی سوئے یوسف * پہنا وہ شکل کا
اسکی بھی دیوے زشتی سے * نگاہ چاہ کی چھوٹن سے گر کرے
اسپر * تو اسکی آنکھ میں پھر تو قرشتہ دیو گے

دوسری حکایت

ایک صاحب کا غلام حسن میں نادر تھا اور وہ اس پر نظر محبت کی رکھتا تھا۔ کسی دن ایک دوست سے کہا اسنے افسوس کہ یہ غلام رعنا میرا زبان دراز و بے ادب ہی جو ایسا نہوتا تو کیا خوب ہوتا۔ بولا وہ کہ ای برادر جو اقرار محبت کا کیا تونے توقع خدمت کی نرکھ جب کہ عاشقی و معشوقی درمیان آئی کہاں رہی غلامی و آقائی

صاحب اسیے پیار سے کھلے ہنسے * اور ہووے نازنیں پیکر غلام
کیا عجب وہ نازجوں خواجہ کرے * مال بندہ وہ اٹھاوے لاکلام

تیسری حکایت

ایک متقی کو دیکھا میں نے محبت میں ایک شخص کی گرفتار اور بھید اسکا پردے سے آشکار۔ جسقدر کہ صعوبت دیکھتا اور زحمت کھینچتا لیکن ترک اشتیاق نکرتا بلکہ کہتا

دامن سے تیرے ہاتھہ نکھینچونگا کبھی تو قاتل

شمشیر تیز سے بھی کریگا مجھے اگر

تیرے سوا کہاں نہیں جائے پناہ اب

بھاگوں بھی میں تو بھاگوں اُدھر ہووے تو جدھر

ایک دن میں نے ملامت کی اُسکو اور کہا کہ تیری عقل لطیف پر کیا آفت پڑی کہ نفس کثیف تیرا غالب آیا ۔ ایکدم تامل کیا اُسنے اور کہا

شہ عشق آئے جس جگہہ نہ رہے * زور تقوے کے ہاتھہ کا اُسجا

پاک دامن بیچارہ کیونکہ جیئے * کہ وہ کیچڑ میں جیب تک ہی پھنسا

چوتھی حکایت

ایک شخص نے اپنا دل گنوایا تھا اور جان سے ہاتھہ اُٹھایا تھا ۔ منظور نظر اُسکا مقام خوف و خطر یا کہ دریاے ہلاکت کا بھنور نہ لقمہ جو یہ تصور ہو کہ حلق میں آئیگا ۔ نہ پرندہ جو دھیان ہو کر دام میں پھنس جائیگا

زر آنکھہ میں سمائے نہ محبوب کی اگر * نزدیک تیرے پھر تو ہی یکسان خاک و زر

یاروں نے نصیحت سے کہا اُسکو کہ اس

بیان محال کو ترک کرکر ایک خلق اسی خواہش میں اسیر ہی
اور پاے بزنجیر نالہ کیا اُسنے اور کہا

اُسکی خواہش پر ہیں راضی دلسے ہوں * دوستو بس میرے تم ناصح نہو
قوت بازو سے اپنی تیغ زن * دشمنوں کو ماریں خوباں دوست کو

شرط محبت کی نہیں ہی کہ جان کے اندیشے سے دلکو
محبت جانان سے اُٹھاے

جب تلک تجھکو ہیگی خودداری * ہیگی جھوٹھی تیری گرفتاری
دوست تک گر نہو پہنچ اپنی * دوستی کی ہی شرط پھر تو بھی
تنگ نہ دم لے جدھر تدھر جاوے * جستجو میں اُسیکی مرجاوے
باقی نرہے کوئی بھی تدبیر اگر * گو ماریں عدو خدنگ و شمشیر و تبر
آستیں پکڑ لونگا جو پہنچیگا ہاتھ * مرجاونگا ورنہ اُسکے در پر جاکر

علاقہ مندوں کی اُسکے نظر از بسکہ اُسکے اطوار پر
تھی اور شفقت اُسکے حال زار پر پند اُسے دیے
اور بند اُسے کیا پر کچھ فایدہ نہوا

گھایلوے کو حکم یہی ہی طبیب کا * نفس حریص ہاے مٹھائی ہی چاہتا
ہی سناوے چھپ کے ایک لبر * اپنے عاشق سے کہا تھا اکثر

جب تلک اپنی قدر رہی تجکو * میری قدر آنکھوں میں تیری کیا ہو

غرض وُہ بادشاہزادہ کہ منظور اُسکا تھا خبر کی اُسکو

کہ ایک جوان اِس میدان میں ہمیشہ رہتا ہی نہایت خوش

طبع ہی اور شیرین زبان۔ باتیں لطیف لطیف اور نکتے

عجیب عجیب اُسسے سنتے ہیں ہم۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شور

سر میں اور سوز دلمیں رکھتا ہی۔ شیدا و بیخبر نظر آتا ہی

ایکدم میں سو بار آپ سے جاتا ہی۔ لڑکے نے جانا کہ وُہ میرا ہی

گرفتار ہی اور میرے ہی سبب ذلیل و خوار۔ گھوڑا اُسکی

طرف پھیرا۔ جوان نے جو دیکھا کہ شہزادہ اُسکے پاس

آنیکا قصد رکھتا ہی رو دیا اور کہا

پھر آیا وُہ جسنے مجکو ہی قتل کیا * دل اُسکا بھی شاید اپنے کشتے پہ جلا

القصہ بہتیری مہربانی شہزادے نے کی اور پوچھا کہ کہا دکھ

ہی تو کیا نام ہی تیرا اور کیا کسب جانتا ہی۔ جوان محبت

سے دریا میں ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ مجال سانس لینے کی

نرکھتا تھا۔ جواب دینا یک طرف

پڑھا قرآن سارا یاد کو تونے یہ حاصل کیا

اُسنے تجھے بھی واقف نہیں جو ہوگیا شیدا

شہزادے نے پھر کہا کہ مجھسے کیوں نہیں بولتا کہ مین بھی درویشوں کے سایے سے ہوں بلکہ حلقہ بگوش اُنکا ہوں ۔ اُسوقت محبوب کی قوت دوستی کے سبب محبت کے دریا کی لہروں سے سر نکالا اور بولا ہی عجب کہ تیرے ہوتے رہے جان میری تن مین * مجھے بات کی ہو قدرت تو ہو جسکا سخن مین اس شعر کو پڑھکر ایک نعرہ کیا اور تمام ہوا

موا جو دوست کے در پر عجب گیا ایسے مرد کا
تعجب ہویگا اُس زندے کا جو جسکو بچا نکلا

پانچوین حکایت

ایک طالب علم صاحب جمال تھا اور اُستاد اُسکا بسبب حسن بشری کہ اِس مقام مین مقصود فقط آنکھہ ہی اُسکی شکل زیبا کا ناظر اور مایل تھا ۔ اِسی واسطے اکثر اوقات ہم کلام اُسی سے رہتا ہی دھیان تجھہ مین شب و روز ہی بہشتی رو * پھر اپنے دل مین کرون اسی یاد مین کیونکر * نہ آنکھہ بند کرون سیر دید سے گرچہ * گاہین

ہزار خدنگ ستم میری منہہ پر ایکدن لڑکے نے
کہا جیسے کہ تو طور پسندیدہ اوٗر طریقہ سنجیدہ میں حکم کرتا ہی
توجہ فرما اگر میری خوؤں میں کوئی بد ہووے اوٗر میں اُسے
خوب چاہتا ہوں اُسپر مجھے آگاہ کرتا اُسکو بدل ڈالوں —
فرمایا اُسنے ای لڑکے یہہ بات کسی اوٗر سے پوچھ وٗہ
نگاہ کہ میں تجپر دیکھتا ہوں اُسمیں سواے ہنر کے کچھ نظر نہیں آتا
آنکھہ بد اندیش کی ہو جاے کور * عیب ہنر آئے ہی اُسکو نظر
عیب ہوں سو تجمیں ہنر گو ہو ایک * دوست نہ دیکھیگا کبھو جز ہنر

چوتھی حکایت

یاد ہی مجکو ایک رات یار عزیز میرا دروازے سے در آیا
اِس مرتبہ بے اختیار ہوکر اُٹھا میں کہ چراغ میری آستین سے بجھہ گیا
شب اُسیکا دھیان مجکو آگیا تھا خواب میں
شکل سے جسنے اندھیرے کو اُجالا کر دیا
تعجب آیا بخت سے مجکو کہ یہہ دولت کہاں اوٗر میں کہاں بارے
بیٹھہ گیا وٗہ پر عتاب کیا کہ تو نے مجھے دیکھتے ہی چراغ گل کر دیا کہا
میں نے کہ گمان یہہ ہوا کہ آفتاب نکلا اوٗر ظریفوں نے بھی کہا ہی

شمع سے آگے آئے گر بعد و * اس کے بدلے اسکو دیر تک نہ لگا
اور جو آجائے کبھی مرطلعت * پھر آسن اسکی شمع سمجھا

ساتویں حکایت

ایک شخص نے مدتوں سے اپنے دوست کو نہ دیکھا تھا ایکا
یک آگیا ـ کہا اُسے کہاں تھا تو کہ نہایت مشتاق ہوں جواب
دیا اُسنے کہ مشتاقی بھائی کہ غمہا کی دیر میں آیا ہی
میرے پاس تو اہی مست ناز * ہاتھ سے اپنے سمجھو آؤ نگا
تیرا ابھی ابھی * مدتوں کے بعد معشوق کو دیکھے کوئی جو *
اسقدر رو ہو کر دیکھے خوب اپنا بھر کے جی
وہ معشوق کہ ساتھ رقیبوں کے آوے ظلم کرنے آیا ہی ـ رحم
اس واسطے کہ غیرت اور ضد سے خالی نہیں
برونکے ساتھ یار کو آیا جو میرے تو گر بچہ بصلح آیا دلیکن ہی جنگ جو
رقیب ہی کو مجھے مارے جاتے غیرت * کہ ساتھ غیروں کے کیوں
ایکدم بھی یار ملا * کہا یہ ہنگے میں ہوں شمع جرم ابھی
بھری * جلے جو آپ سے پروانہ پھر مجھکو کیا

آٹھویں حکایت

ایکدن لڑکے نے   ہزار خدنگ ستم میری منہہ پر

کہا جیسے کہ تو طور پسندیدہ اور طریقہ سنجیدہ میں حکم کرتا ہی
توجہ فرما اگر میری خوؤں میں کوئی بد ہووے اور میں اُسے
خوش چاہتا ہوں اُسپر مجھے آگاہ کرتا اُسکو بدل ڈالوں
فرمایا اُسنے ای لڑکے یہہ بات کسی اور سے پوچھہ وہ
آگاہ کہ میں تجہپر رکھتا ہوں اُسمیں سوائے ہنر کے کچھ نظر نہیں آتا
آنکھہ بداندیش کی ہوجائے کور * عیب ہنر آئے ہی اُسکو نظر
عیب ہوں سو تجہاں ہنر کو ہوا ایک * دوست نہ دیکھے گا کبھو جز ہنر

چوتھی حکایت

یاد ہی مجکو ایک رات یار عزیز میرا دروازے سے در آیا
اِس مرتبہ بے اختیار ہوکر اُٹھا میں کہ چراغ میری آستین سے بجھہ گیا

شب اُسیکا دھیان مجکو آگیا تھا خواب میں
شکل سے جسنے اندھیرے کو اُجالا کردیا

تعجب آیا بخت سے مجکو کہ یہہ دولت کہاں اور میں کہاں بار ے
بیٹھہ گیا وہ پر عتاب کیا کہ تو نے مجھے دیکھتے ہی چراغ گل کردیا کہا
مینے کہ گمان یہہ ہوا کہ آفتاب نکلا اور ظریفوں نے بھی کہا ہی

شمع نے آگے آئے کر بہ دود* اُٹھ کے بلا اُسکو دیر تک نہ لگا
اور جو آجائے کبھی مرغلطت* بکر آستین اُسکی شمع بجھا

ساتویں حکایت

ایک شخص نے مدتوں سے اپنے دوست کو نہ دیکھا تھا ایکا
یک آگیا کہا اُسنے کہاں تھا تو کہ نہایت مشتاق ہوں جواب
دیا اُسنے کہ مشتاقی بھلی کہ غمناکی   دیر میں آیا ہی
میرے پاس تو ای مست ناز* ہاتھ سے اپنے تجھو رونگا
تیرا جلنا ابھی* مدتوں کے بعد معشوقہ کو دیکھے کوئی جو*
اِسقدر رتو ہو کہ دیکھے خوب اپنا بھر کے جی
وہ معشوق کہ ساتھ رقیبونکے آوے ظلم کرنے آیا ہی نہ رحم
اِس واسطے کہ غیرت اور ضد سے خالی نہیں
غیروں کے ساتھ ملنے کو آیا جو میرے تو گرچہ بصلح آیا ولیکن ہی جنگ جو
رقیب ہی کہ مجھے مارے جاتے غیرت* کہ ساتھ غیروں کے کیوں
ایکدم بھی یار ملا* کہا یہ ہنگے میں ہو لی شمع بزم ابھی
پھیری* جلے جو آپ سے پروانہ پھر مجھکو کیا

آٹھویں حکایت

یاد ہی مجھے کہ اگلے دنوں میں اور ایک دوست جیسے دوگانہ یا دام بیک پر ست صحبت رکھتے تھے ۔ یکبارگی اُسے اتفاق سفر کا پڑا ایک مدت کے بعد جو پھر آیا تو مجھ پر غصے بجنے لا امی مدت میں ایک قاصد بھی نہ بھیجا تو نے ۔ کہا میں نے کہ رشک دنا مجھے آیا مجھکو کہ آنکھیں قاصد کی تیرے جمال سے روشن ہوویں اور میری محروم

مجھے تو بہ کو زباں سے نکسے یار قدیم * کہہ کہ تا میں نہو نکا اسپہ کہہ تیغ کو شمشیر * رشک آتا ہی جو کوئی میر نظر مجپہ کرے * پھر یہہ کہتا ہوں کبھو کوئی نہو ویگا سیر

نومی حکایت

ایک فقیہ کو دیکھا میں نے کسی ایک شخص کی بند محبت میں بند اور فقط باتوہیں پر اُسے رضا مند ۔ جور و جفا سے بہت سا دکھ بھرتا اور بے نہایت تحمل کرتا ۔ وقت پا کر میں نے بطور نصیحت کے کہا اُسکو یہہ یقین ہی کہ محبت میں تجھے اس محبوب کی مقصود شکستگی نفس کا ہی سو نہ خواہش نفسانی ۔ واقعی بنیاد اس دوستی کی

واسطے حرکت بیجا کے نہیں لگاں باوجود اس قصد کے بھی لایق مرتبہ تھا کے نہیں کہ خاک پاے تہم رہیں اور سمب اونکا سمجھیں کہا آپنے ای یار ہاتھ غصے کا میرے دامن روزگار سے کھینچ کہ اکثر اوقات ایسی مصلحت میں کہ تو دیتا ہی اندیشہ کرتا ہوں لیکن پھر اسکے سمب پر سہل معلوم ہوتا ہی اور اسیے مشکل چنانچہ حکیموں نے بھی کہا ہی کہ دلبر سے تو دکا سہنا آسان تر ہی کہ چشم کو دید کے وقت بند رکھنا

ہاتھ میں دلبر کے جسنے دل دیا * اختیار اپنے سے وہ جاتا رہا
پاوں با گردن میں جب باندھی رسن * ہر طرف پھر چل سکے ہی کب ہرن
دوست سے پرہیز میں ایک دن کیا * صیغہ توبہ پڑھا پھر بارہا
دوست سے کب دوست کو پرہیز ہو * رکھ دے آگے اسکے اپنے دل کو تو
رحم یا اسپر کرے وہ یا ستم * اسکی مرضی پر رہے ماتے نہ دم
جسکے بن دیکھے ہو وہ بیکل بسر * کر تحمل اسکے ملنے کا جو زہر
ہم کہ بلاوے مہر سے اسکی رضا * وہ لکا اسکے قہر سے تو بھی ہو
وہ ... حکایت ...

ہیچ ابتداے جوانی کے گو اب نہ پائیگا پر جو تجھپر بیتی تو جانیگا - ایک خوبصورت لڑکے کو میں نے ہمراز اور دمساز کیا تھا اسواسطے کہ خوش آواز تھا اور منہہ اُسکا چودھویں رات کا چاند

نبت اُسکے گال کا سبزہ پیئے ہی آب حیات
لب اُسکے شہد سے دیکھے وہ کھائے ہی جو نبات

اتفاقاً خلاف طبیعت کے ایک حرکت اُسسے دیکھی میں نے اور وہ مجکو خوش نہ آئی - معاف اُسسے کنارہ کیا اور محبت کو اُسکی دل سے اُٹھا دیا اور کہا -

جو کچھ کہ ہی تیری خواہش سو کر تہنا سے جا
ہمارا دھیان جو تجکو نہیں مگر ہے بجا

وہ متوجہ چلنے کا ہو کر سنتا ہوں کیا کہ یہ بیت پڑھنے لگا

شپرک کو گرچہ سورج خوش نہ آوے تو کیا غم
لیک اُسکی گرمی بازار کب ہوتی ہی کم

پھر بڑھکر اُسنے سفر کیا اور پریشانی نے اُسکی مجھمیں اثر کیا

وصال کے دن کہو دیئے انسان ہی غافل قدر سے

ایسی راحت کے مزے کی دیکھے ہیں جو بیشتر
تو قلق مجھے شوق سے کہہ پھر آ * تجھ بن ہی بستر مرگ ہے مجھکو جینا
لیکن اس شکر ہے اس نعمت پروردگار کا کہ ایک مدت
کے بعد پھر آیا وہ ہے جو خلق ہوا ہے وہی اُسکا مختصر اور جمال
یوسفی کمال ناقص ہے سبب زنخدان مانند ہیں کی گرد آلودہ ہے
بہار خوبی پر خزاں ہے بازار حسن بے رونق وہ بزار متوقع
تھا کہ ہمکنار اُس سے ہوں لیکن کنارہ کیا میں نے اور کہا
جس دن خط سبز نازنین تھا * عاشق سے جدا ہوا تھا لڑکر
اب آیا تو صلح کرے اُس سے * جب ڈاڑھی نکل چکی سراسر
زرد ہوا اب رخ گلگوں تیرا * گرمی نکر سرد ہی اب دل میرا
ایند کے جلتا ہی عبث لے سقدر * دولت مطلق کا تصور کا کر
اُسکے جا جسکو تیرا دھیان ہو * ناز کر اُسپر ای جو نادان ہو
کہتے ہیں سبزہ باغ ایں ہی خوب * پر کیسے وہی جانے جو یہ سخن
بیشتر منہ پہ لاریوں کے * بھاتی ہی عاشقوں کو خط کی پھبن
جب اُکھاڑتے ہی تو دہاگتی ہی * گندنے کا ہی کھیت تیرا چمن
کیا سبز ہو یا موے بناگوش اُکھاڑ آپ * خوبی کے دنوں کی نہ رہیگی

پہ یہہ دولت * جوں ہاتھہ تو دامن پہ دھرے ہی جو ٹین جنی پر
* دھرتا تو دکھاتا نہ یہہ پھر تا بقامت * خط اُسکے چہرے پہ
جب خوب پھر چکا سب حال * جمال و حسن کا اُسکے نیں اُتے
یوں پوچھا * سبب بتا مجھے آفت یہہ پڑ گئی کیسی * کہ چاند
چودھویں کا جیو تیوں نے گھیر لیا * تو ہنسکے بولا خدا جانے کیا
ہوا منہہ کو * جو میرے حسن کے غم میں سیاہ پوش ہوا

گیارہویں حکایت

ایک موطن بغداد مستغرب سے یعنی وہ عرب نہ تھا اور بنا تھا سوال کیا کہ امردونکے حق میں کیا کہتا ہی تو بولا وہ کہ اُنہیں خوبی مطلق نہیں جب تلک کہ شخص اُنمیں نازنین و سادہ رو ہی دُرشت خو ہی اور جب کہ منہہ اُسکا پرخار ہوا یعنی ریش دار پاکیزہ خو ہوا اور مہر جو

جب تلک تھا طفل امرد خوب رو * تلخ باتیں اُسکی تھیں تھا تند خو
جب ہوا پورا جوان اور خط پھرا * تب لگا ملنے وہ ہی ہو مہر جو

بارہویں حکایت

ایک عالم سے پوچھا اگر آدمی ساتھ ایک ماہرو کے

خلوت میں بیٹھا ہو اور دروازہ بند و رقیب نیند میں بےخبر ۔
نفس طالب اور شہوت غالب بقول عرب کے تمہارے
بچے ہو گئے اور نگہبان نافع نہیں ۔ تو جانتا ہی کہ سب تقوے
سے اُٹھے بچ رہیگا ۔ کہا اُس نے جو مادروں سے بچا پر
بدگوؤں سے نہ بچیگا

بری ہے نفس کی انسان بچ سکتا بھی ہی لیکن * نہیں محفوظ
رہ سکتا عدو کی بدگمانی سے * کنارہ گیر ہو مقصود سے محال
نہیں * زبان خلق کسنیں باندھے یہ مجال نہیں

تیرہویں حکایت

ایک طوطی کو ساتھہ ایک کوّے کے پنجرے میں بند کیا تھا طوطی اُسکے دیدار بد سے رنج کھینچتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ کیا بھونڈی صورت ہی اور بدہیئت ۔ جل جائے یہ لعنتی جمال ۔ اُڑ جائے کہیں یہ جیکا کال ۔ کاشکے ای کوّے مجہیں تجہہ میں ایسا فاصلہ ہو جیسا مشرق و مغرب میں ہی ۔

جو کوئی صبح کو منہہ دیکھکر تیرا اُٹھے * ملامتی کی سحر آہ شام ہو اُسپر
سیاہ بخت کوئی تجہسا چاہیے تجہہ پاس * یہ مثل تیرا نہیں ہی جہانکے اندر

عجیب تر یہہ ہی کہ کوّا بھی طوطی کی ہمسایگی سے نہایت بہ تنگ آیا تھا لاحول پڑھکر گہ ۔ شن گہی سے نالہ کرتا اور تاسف سے ہاتھہ مل کر یہہ کہتا کہ یہہ کیا بخت نگون ہی اور طالع زبون و ایام بوقلمون ۔ لایق میرے رتبے کے یہہ تھا کہ ساتھہ کسی کالاغ کے ایک باغ کی دیوار پر آہستہ آہستہ چلتا حمقی کو ہی بس یہی زندان * کر رہے وہ بخلقہ زندان

کیا گناہ کیا ہیں نے کہ زمانے نے مجکو ایسی احمق خود پسند اور ناجنس بے بند کی صحبت میں واسطے عذاب کے پھنسایا

کھینچیں جسجہ دیوار پر صورت تیری صورت گراں
کوئی اُس دیوار کے نیچے نہ جاوے بھول کر
بیہہ جنت کے جگہہ تجکو ملے گر حشر میں
جا کے دوزخ میں رہینگے اور جتنے ہیں بشر

یہہ مثال اِسواسطے لایا ہوں میں تا جانے تو کہ جتنی دانا کو نادان سے نفرت ہی نادان کو بھی اُسے اُتنی ہی وحشت

محفل زندان میں ایک زاہد کو دیکھہ *

بول اُٹھا یوں باغ کا ایک نازنیں * ہم سے گر آزردہ ہی
مت بیٹھ ترش * تا نہ ہی ہم میں بھی اب تو جا کہیں *
جوں لالہ و گل ہائیں کئی بیٹھے ایکجا * تو آنکھیں ہی جیسے
ایک سوکھا کانٹا * جوں باد مخالف ہی زبوں بر دسا بد *
مثال یخ و برف تو تو جمکر بیٹھا

چودہویں حکایت

ایک رفیق رکھتا تھا میں کہ ہم وُہ برسوں ہم سفر رہتے تھے اور
ہم طعام غرض حقوق صحبت کے لا انتہا طرفین پر ثابت ہوئے
تھے آخر سبب تھوڑے سے نفع کے آزردگی چاہی اُسنے اور
دوستی چھوڑ دی - باوجود اسکے علاقہ دلی دونو طرف باقی
تھا سبب اسکے کہ سنا میں نے ایکدن دو بیتیں میرے کلام
سے وُہ کسی جاسے میں پڑھتا تھا

جو خندہ نمکیں

ہے وُہ دلربا آوے * نمک زیادہ کرے زخمیو نکے زخمو نپر *
کیا اسکے ہاتھ میں جو آستیں کر بیونکی * جو ہاتھ آوے تو کیا

ہونے کا گال دلبر

ایک گروہ دوستو نکا نہ لطف
پر اس کلام کے بلکہ اپنی خوبی صبرت سے گواہی دیتا تھا اور

وہ بھی تعریف میں مبالغہ کرتا تھا بلکہ صحبت قدیم کے جانے
پر بھی نادم اور اپنی خطا پر اقرار ۔ معلوم کیا میں نے کہ اُسکی
طرف سے رغبت ہی تب یہہ باتیں لکھ بھیجیں اور صاحب کی

نہ تھا عہد وفا کیا مجھیں تجھیں * پھر اتو عہد سے آخر جفا کی * لگایا
تجھسے دل دس جگ کو چھوڑا * نہ سمجھا یہہ تو پھر جاویگا جلدی
خیال صاحب اب بھی ہی تو پھر آ * وہی چاہت ہی بلکہ اُس سے دونی

پندرھویں حکایت

ایک شخص کی جورو نہایت خوبصورت تھی اور وہ مر گئی
۔ ساس اُسکی بڑھیا اور کبڑی ۔ اپنی بیٹی کے مہر کے
سبب گھر میں اُسکے قایم رہی ۔ مرد اُسکی گفتگو سے جی میں
آزردہ ہوتا لیکن مہر کی جہت سے پاس اُسکا چھوڑ نہ سکتا ۔
کتنے آشنا مکر اُسکی ملاقات کو آئے اُنہیں سے ایک شخص نے
کہا کیا حال ہی تیرا یار جانی کی جدائی میں ۔ بولا وہ نہ دیکھنا
جورو کا ایسا مجھپر دشوار نہیں جیسا کہ دیکھنا ساس کا ہی

لت گیا پھول اور رہا کانٹا * اُٹھ گیا گنج اور سانپ رہا
چشم کا دیکھنا سنان اُدہر * دیدہ سے دشمنوں کے ہی بہتر

چھوڑ دے خواہ مخواہ دوست ہزار * ایک دشمن کا بھی جو ہو دیدار

سولھویں حکایت

یاد ہے مجھکو کہ جوانی کے عالم میں ایک کوچے میں تھا میرا گذر اور ایک خوب صورت پر تھی میری نظر۔ اُس گرمی میں کہ حرارت اُسکی آب دہان کو سکھاتی تھی اور ہواے گرم اُسکی مغز استخوان کو پکھلاتی تھی ضعف بشریت اور کمی طاقت سے میں تاب آفتاب کی نلایا۔ ناچار ایک سایۂ دیوار کا ہوا اِس امید پر کہ کوئی شخص گرمی آفتاب کی اور حرارت خورشید جہانتاب کی ایک قطرۂ آب سے دور کرے۔ کہ یکایک گھر کے دہلیز کے اندھیرے میں ایک روشنی چمکی اور بجلی سی آنکھوں کے آگے کوندھی۔ جو غور کی میں نے تو ایک جمال پر نور تھا کہ زبان فصاحت کی بیان صفائی صباحت اُسکی سے عاجز اور قاصر۔ کیا کہوں میں کہ اندھیری رات میں جیسے سفیدۂ صبح دمکے یا آب حیات غار تاریکی میں جھمکے ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا ہاتھ میں لیئے اور شکر ڈلگا اُس میں ملائے۔ نہیں

جانتا ہوں کہ گلاب سے اُسکو معطر کیا تھا یا عرق رخ گلنار نمک کی بوندوں سے بسایا تھا القصہ میں نے شربت اُسکے ہاتھ سے لیا اور پیا پھر نئے سر سے زندگی کو تازہ کیا اور یہہ کہا

پانی کے گھونٹ تو دیے کب بجھی ہی اپنے دلکی پیاس
گر پیوں دریا بھی تو بھی اُس سے تسکیں نہو

شادہی وہ نیک طالع جسکی آنکھ * ایسے مکھڑے پر پڑے نت ہر سحر
مست مے جاگے ہی آدھی رات کو * مست ساقی حشر تک ہی بیخبر

ستر ہویں حکایت

جس برس کہ سلطان محمود خوارزم شاہ نے لشکر ملک خطا سے واسطے مصلحت کے صلح کی اُسی سال میں مسجد کاشغر میں وارد ہوا ۔ ایک لڑکا وہاں بکمال رعنائی و زیبائی دیکھا چنانچہ اُسکے نظیر ونکے حق میں یہہ کہہ گئے ہیں

معلموں سے تو سب طرز دلبری سیکھا * عتاب و شوخی و ناز و ستمگری سیکھا * یہہ چال ڈھال کہاں آدمی کہاں شاید * کسی پری سے چلن تو یہہ اے پری سیکھا

چند ورق زمخشری کی نحو کے ہاتھ میں اور یہہ پڑھتا تھا ضرب زید عمرا وکان المتعدی عمرا۔ ترجمہ اُسکا یہہ ہی مارا زید نے عمر کہیں اور عمر ظالم تھا۔ کہا میں نے ای لڑکے خوارزم و خطا میں صلح ہوئی لیکن زید و عمر میں ہنوز خصومت باقی ہی۔ ہنسا وہ اور میرا وطن پوچھا کہا میں نے شیراز پھر بولا کہ کلام سعدی سے تجھے کیا یاد ہی تب میں نے یہہ شعر پڑھے

بیت

بُلیت بنحوی یصول مغاضبا * علی کزید فی مقابلتہ العمرو علی جر ذیل لیس یرفع راسہ و ہل یستقیم الرفع من عامل الجر۔ ترجمہ اُسکا یہہ ہی

مبتلا ہوں جسپہ وہ نحوی ہی یوں حملہ کناں * ہو کہ جسطرح زید جوں حملہ کرے ہی عمر پر * کھینچے ہی دامن کو اور سر کو نہیں کرتا بلند * واقعی ہو رفع کب اُس سے عمل ہی جسکا جر

سنکر اُسنے تھوڑی دیر تامل کیا اور کہا اکثر اشعار اُسکے فارسی اِس سرزمین میں مشہور ہاہیں اگر تو بھی دیکھے ہی پڑھے تو بہتر ہی جلد سمجھے تب میں نے یہہ باتیں پڑھیں

طبع ترا تا ہوس نحو شد * صورت عقل از دل ما محو شد

ای دل عشاق بدام تو صید * ما بتو مشغول و تو با عمرو زید

معنی اُسکے اسی نظم میں ہیں ہوس تجھکو جب سے تجھکو

ہوئی * صورت عقل میرے دلسے گئی * ایک ہی گاوہ تیری زلف کا

دام * دل دیوانونکے جسمیں صید مدام * دھیان ہی مجکو تیرا لیل

و نہار * تجکو ہی عمرو زید سے سروکار بعد چندے قصد

سفر کا ہوا غرض جس صبح کو چلنا ٹھہرا شاید کسی کاروانی نے

اُسسے کہہ دیا کہ فلانا شخص سعدی ہی — دوڑا ہوا آیا مہربانی

بہت سی کی اور بچھڑنے پر تاسف — کہ ایام گذشتہ

میں کیوں نکہا تونے کہ میں ہوں تا بزرگونکی شکر گذاری سے

اپنے خدمت کو جان و دل سے حاضر ہوتا تب یہہ مصرع پڑھا میں نے

صدائیں ہوں کی تیرے ہوتے منہہ سے کب نکلتی ہی

بولا وہ کیا ہو اگر چند روز یہیں استراحت کرے تو

کہ تیری خدمت سے استفادہ اُٹھاؤں میں — جواب دیا

میں نے کہ بموجب اس حکایت کے نہیں ہو سکتا

حکایت

بزرگ ایک کوہ پر یہہ ہمنے دیکھا * سراپا نور حق اُسکا سراپا

نہ تھی کچھ فکر اُسکو بام و در کی * قناعت تنگ میں بس ایک غار بر کی
کہا میں شہر کے اندر جو تو آئے * دل بستہ میرا ایکبار کہاں جائے
کہا وہاں کے عجایب ہیں پری رو * اداؤں سے بھرے باشکال نیکو
کہاں مقدور اُن سے تاب کب لائے * جو کیچڑ ہو بہت ہاتھی پھسل جائے
یہ پڑھ کر چند بوسے آپس میں سر و رو کے لیئے دیئے اور رخصت ہوئے

وقت رخصت یار کے منہ کا اگر بوسہ لیا * فایدہ کیا جی بھرا کب کچھ مزا اُسنے دیا * سیب بھی رخصت ہوا ہی اپنے یاروں سے مگر * لال اِدھر سے ہی جو آدھا اور پیلا ہی اُدھر *
ہزار افسوس میرا دم نہ نکلا روز رخصت میں * نکمجو تم گمان مفتی مجبر محبت میں

اٹھارہویں حکایت

ایک خرقہ پوش حجاز کے کاروان میں ہمارے ساتھ تھا عرب کے کسی امیر نے سو دینار اُسکو دیئے تھے تا عیال کے خرچ سے عہدہ برا ہوئے۔ یکایک خفاجہ کے چوروں نے کاروان کو مارا اور تمام مال لے گئے۔ سوداگر رونے لگے اور فریاد بے فایدہ کرنے

شور کر تو خواہ یا فریاد کر * چور دینے کا نہیں پھر تجھکو زر
مگر وہ درویش خرقہ پوش اپنی حالت پر تھا مطلقاً
فرق اُسمیں نآیا - میں نے کہا شاید مایۂ توکل تیرا انہیں لیا بولا
نہ دکھا تجھ سے اتنی اُلفت نہ تھی کہ اُسکے جدا ہونے سے خستہ
حال ہو جاؤں اور آنسو آنکھوں سے بیفائدہ بہاؤں
تو ہر ایک شے میں اپنا مت پھنسا دل * چھوڑ آنا اُس سے ہوگا
سخت مشکل
کہا میں نے کہ جو کچھ کہ تو نے
بیان کیا اپنا بھی حسب حال ہی کہ مجھکو عہد شباب میں ایک
جوان کے ساتھ کمال خلطا تھا اور اِس مرتبہ اعتقاد کہ میری آنکھ
کا قبلہ اُسیکا جمال تھا اور میری عمر کا حاصل اُسیکا وصال
اگرچہ حور و ملک آدمی پری سب ہیں * پر اُس سا خوب
نہوگا کوئی جہان میں کہیں * قسم ہے اُسکی ہے جس بن
حرام ہی صحبت * کسیکے لطف سے ایسا بشر نہوگا حسین
ناگاہ وہ بقضائے الٰہی بساط اجل پر بیٹھا اور دھواں
غم کا اُسکے خاندان سے اُٹھا - مدتوں اُسکی قبر پر مجاور رہا
اور اکثر شعر اُسکے فراق میں کیے چنانچہ اُنمیں میں سے یہہ بھی ہیں

جس دن اٹھی گل تیرے پاؤں میں چبھا خار اجل
بھائے اُس روز سے اُسکا شگفتہ ہونا نہیں بھلا کب
کہ بغیر از تیرے دنیا کی نظر نہیں دید
خاک پر ہوں میں تیری مرے پہ پڑتے میرے خاک
وہ کہ جسکو فرش پرنے خواب تھا نے چین تھا
پھول نسرین کے نہ بچھے جب تک اُسپر بایشار
خاک میں گل سا بدن اُسکا ملایا چرخ نے
قبر پر اُسکی اُگا ہی ہی درخت خاردار

اُسکے مرنے کے بعد قصد سفر کا کیا میں نے اور نیت بالجزم کی کہ بقیہ عمر کسی چیز کی ہوس نکروں اور گرد ہایش مجلسوں کے نہ پھروں

نفع دریا خوب ہوتا گر نہوتا خوف موج * پاس گل کا لطف رکھتا گر نہوتی فکر خار * سو رکی مانند گل نازاں تھا باغ وصال میں * ہجر کی ہوں پیچ کھاتا آج میں ہاں مثل مار

اُنیسویں حکایت

شاہان ملک عرب سے ایک بادشاہ کے حضور مذکور لیلی و

مجنوں کا ہوا اور شورشیں احوال کی اُسکے سمع مبارک میں پہنچیں کہ باوجود اِس فضل و بلاغت کے بے اختیار دیوانہ وار صحرا اور کوہسار میں پھرتا ہی۔ حضرت نے فرمایا کہ اُسکو حضور میں حاضر کریں۔ جب کہ باریاب ہوا مذمت و ملامت بہت سی کی کہ انسان کی شرافت کے بابت کیا نقصان دیکھا تو نے جو خو بو حیوانوں کی سیکھی اور معاشرت و صحبت انسانوں سے چھوڑ دی قیس نے ایک نالہ کیا اور کہا

ملامت کرنے ہیں مجھکو دوست اگر حب لیلی میں
مجھے معذور رکھیے دیکھے جو ایکدن اُسکو

جتنے ہیں عیب جو میرے ای کاش * دیکھے شکل تیری ای دلبر
تا تیری دید میں بجائے ترنج * اپنے ہاتھوں کو کاٹتے یکسر

تو یہہ حالت میرے دعوی محبت پر گواہی دیگی۔ بادشاہ کے جی میں آیا کہ لیلی کو بھی دیکھیے کہ کیا حسن و ادا رکھتی ہی کہ سبب اتنے فتنہ و فساد کا ہوئی۔ اِرشاد کیا کہ اُسکو بھی لاویں فی الفور کئی شخص گئے اور قبایل عرب میں بہت سا پھرے غرض بکمال جستجو لیلی کو بھی لاکر سرا پچے کے صحن میں کھڑا

کر دیا جب بادشاہ نے اُسکے قد و قامت پر جو نگاہ کی دیکھا کہ ایک عورت سانولی اور دُبلی سی ہی - حضرت کی نظر مبارک میں بمرتبہ حقیر لگی اس سبب سے کہ محل کی خواصوں میں ادنا اُس سے حسن میں برتر اور زینت میں خوشتر تھی - مجنوں نے اس بات کو پاکر عرض کیا اے حضرت مزا دار یہہ ہی کہ جمال لیلی کو مجنوں کی آنکھوں سے دیکھئے تو بھید اُسکے دیدار کا آپ پر ظاہر ہو مثل مشہور ہی کہ لیلی را بچشم مجنوں باید دید

ذکر مقام دوست جو میرے سینے میں آیا ہی یاران
سینے جو اُسکو کبو تر گلشن ساتھ میرے ہو نالہ کناں
دوستو کہہ و بیدردو نے اُسکو نہیں پایکے کبھو
صاحب دردونکے جو ہی جی مین تمپہ نہو ویگا وہ عیاں
درد گھایل کا نہو گا تمہ دستوں کیتیں
دید جز ہمدرد کے ہرگز مجھے کہنا نہیں
اہیت زنبور کی کہئی اُس سے خوب ہی
لگ گیا ہو ڈنک جسکے ایک ذرہ بھی کہیں
ایک کہانی ہی تیرے آگے بہہ اپنی سرگذشت

حال تب جانے میرا جب ہو وے تو کچھ اغمیں
میرے سوز و درد کو نسبت مدے تو اور سے
نعمہ میں ہی کوئی اسکے تئیں ہوں مجروح و حزیں

بیسویں حکایت

نقل ہی کہ قاضی ہمدان ایک نعل بند کے لڑکے سے عشق گرم تھا نعل دل اُسکا آتش شوق میں جلتا اور جگر اُسکا سوز غم سے پگھلتا۔ دن رات اُسیکو ڈھونڈھتا حسب حال اپنے یہہ رباعی پڑھتا

وہ سرو سہی آنکھوں میں اچھا تو لگا * پر دل کو مرے پاؤں تلے اُسنے ملا
یہہ دیدۂ شوخ پھنسا دیتے ہیں * دینا نہیں دل تو آنکھیں رکھ بند سدا

کہ ایک دن کسی رہگذر میں قاضی بیقرار سے وہ دوچار ہوا بسبب اسکے کہ تھوڑی سی کیفیت اس حالت کی اُس محبوب خوش اسلوب نے سُنی تھی نہایت رنجیدہ تھا گالیاں بے تحاشا دینے لگا اور ناز و انداز سے دست نگار میں پتھر اُٹھا لیا غرض کوئی دقیقہ تحقیر میں اور بے عزتی کا باقی نرکھا۔ تب قاضی نے عالموں میں سے ایک عالم معتبر دانا

نرسے کہ پھر آ کے اُسنے یوں کہا وُہ غصے

ایکا جبیں دیکھا اوٗر یہہ جبیں * وُہ تلخ زبان اوٗر یہہ گھر اشیریں

جیسا کہ عرب کہتے ہیں ضرب الحبیب زبیب

یعنے چوٹ دوست کے ہاتھ کی مثل منقہ ہی

راحت ہی تیرے ہاتھ کی یہہ چوٹ کری * نرمی یہہ نہیں رکھتی

ہی پھولوں کی چھری یوں نہیں ہی

کدورت گفتگو سے اُسیں غنچہ لب کی بوے مایت آتی

ہی بادشاہ ظاہر میں باتیں جنگ آمیز کرتے ہیں اوٗر باطن

میں صلح چاہتے ہیں ہوتا ہی مزے

میں ترش کچا انگور * تک صبر کرو تو پھر وہی ہو شیریں

یہہ کہا اوٗر مسند قضا پر آیا ۔ کئی اشخاص بزرگان عادل

و عاقل سے کہ ملازم اُسکے تھے آداب بجا لائے اوٗر عرض کی کہ اگر

اجازت ہو تو ایک التماس حضور میں کریں اگرچہ ترک

ادب ہی اوٗر بزرگوں نے فرمایا ہی

بڑوں سے نہیں بحث کرنی روا * خطا اُنکی کہنی خطا ہی خطا

لیکن بندے حضور سے از بسکہ نعمتیں پالے

دعائیں نہ آئیں بنا بر اسکے جو صلاح و دولت کی یکجا ہیں اور نجات دیں
تو ایک قسم کی خیانت ہو - بہتر و لایق تر یہ ہی کہ گرد
پاس اس طرح کے بے ادب کے آپ جا نہ پہونچیں اور
محبت کو اُسکی ترک کریں کہ مرتبہ قضا کا نہایت اعلیٰ ہی اور
رتبہ اُسکا بہت بڑا ہی - سنبھالیئے جیکو اور تھامیئے
دلکو ایسا نہو آپ ایک بدترین گناہ میں آلودہ ہوویں
اور عمر بھر اُسکی ندامت میں روویں - یہ ہی حریف
کر دیکھا تمنے اور یہی بات ہی کہ سنی تمنے

حیا کا دیا جسنے پردا اُٹھا * کہ یکی اُسنے آبرو سبھی کیا
کئے جسنے برسوں ملک نیک کام * کرے ایک بدی اُسکو رسوائے عام

قاضی کو نصیحت یاران ایکدل کی اور
دوستان عاقل کی نہایت پسند آئی اور خوبی عقل پر اُس قوم
کی تحسین و آفرین کی اور کہا کہ فکر عزیزوں کی اور نظر
ہمنشینوں کی میرے حال کی مصلحت حال پر عین صواب ہی
اور یہ مصرعہ بجواب

محبت دل سے اُٹھ جاوے جو دشنام و مذمت سے

ملامت کرتے ہم جیسے رہیں ست اُسکو رغبت سے
محبت کرتے ہو ناحق تم اتنی * نہیں جانیکی زندگی سے سیاہی
میری یلرو دل اِسطرح سے بہالائے * کہ کچلا ہوا سانپ کب پاپیچ کھائے
ناحق پھر کتنے رازداروں کو اُسکی تلاش و جستجو
کا حکم کیا اور مال و زر اِس کام بد انجام پر خرچ کرنے لگا۔
مثل ہی کہ زر ہی جہاں ترازو میں روز ہی اُسکے بازو میں
بہت سا جو زر دیکھے تو جھک ہی جائے * ترازو کی ڈنڈی ہو گر آہنی
اتفاقا ایک رات خلوت اُس شمع رو سے
میسر ہوئی تھی کہ اُسی رات کو زوال بد خصال کو خبر ہوئی
کہ اِس رات قاضی شراب میں مست و بیخبر ہی۔ اور بغل
میں اُسکی ایک محبوب سمایں بر ہی خوشی سے اِس نعمت کی
نہیں سوتا اور بے تکلف و بے باکانہ اِن بیتوں کو ہی گاتا
ای مرغ آج وقت سحر بولنا نہ تھا * بوس و کنار سے ابھی
جی نہیں چھکا * زلف سیاہ لپٹی ہی رخسار یار سے *
یا گرد مہ کی گیند کے چھائی ہی ابر گھٹا * افسوس میں بجائے
کہیں عمر اور بھی * تم جاگ لے کر خواب سے فتنہ نہیں اٹھا

* مسجد سے جب نانک نہ سنے صبح کی اذان * یا گھر سے
بادشاہ کے نقارے کی صدا * محبوب کی لبوں سے جدا ہم تانے
لب نکر * بیہودہ بولنے پہ تو اس مرغ کے بجا

القصہ قاضی اس حالت میں تھا کہ ایک خدمتگار دراز دار نے آکر یہہ کہا کہ آپ کس نیند سوتے ہیں اور کس غفلت میں ہیں ۔ اٹھیے شتابی اور بھاگیے باضطرابی جسقدر پاؤں میں طاقت پایئے متصل چلے ہی جایئے کہ دشمنوں نے آپ پر بندش باندھی ہے بلکہ راست یوں یہہ ہے کہ سچ کہا ہے ۔ ابتک آگ فساد کی دبی ہی آپ تدبیر سے بجھ سکتی ہے ۔ ایسا نہو کہ کل ایسی پھڑکے کہ ایک عالم کو جلا دے قاضی نے مسکرا کر طرف اسکی دیکھا اور یہہ کہا

صید جس شیر کے ہو پنجے میں * اسکو اندیشہ کیا ہی کتے سے
منہ سے منہ دوست کے ملا بس چھوڑ * تا عدو دست
دوست کو کاٹے

الغرض سخن اتنے لطیف تر اور بات عجیب تر یہہ ہی کہ اسی رات بادشاہ کے حضور میں بھی عرض ہوئی کہ حضرت کے ملک میں ایسا بد اطوار و بد

گرداب پیدا ہوا ہی۔ آگے اُسکے حق میں جو کچھ ارشاد۔ جہان پناہ نے فرمایا کہ جناب بندگان ہمارے اُسکو منجملۂ فضلاے دہر اور یکتاے عصر جانتے ہیں۔ شاید دشمنوں نے عداوت سے اُسکے حق میں افترا کیا ہو اور مکر سے ایک بند باندھا ہو۔ یہہ سخن ہمارے سمع مبارک میں پذیرا نہوگا ہاں مگر مشاہدہ ہوجاے کہ حکیموں نے کہا ہی شنا بی رگا بیتھے جو

کوئی تیغ * وہ کاتے ہی پھر بست و دریغ

آخر الامر وقت صبح شاہ عالیجاہ کئی خواصوں سے سرہانے قاضی کے آئے۔ شمع کو دیکھا کھڑے اور معشوق کو دیکھا نشے میں پڑے۔ شیشہ شراب کا لڑھا ہی پیالہ بھی توٹا پڑا ہی اور قاضی خواب مستی میں مالک ہستی سے بیخبر ہی بالکہ نہیں جانتا کہ دین و دنیا کدھر ہی۔ بادشاہ نے تفضلات و عنایات سے باہستگی جگایا کہ اُٹھو آفتاب نکلا قاضی نے معلوم کیا کہ طور بے طور ہی۔ کہا کس طرف سے۔ حضرت نے متعجب ہو کر فرمایا کہ جانب مشرق سے بطور یکہ عادت اللہ جاری ہی۔ قاضی نے کہا للہ الحمد و المنہ کہ ہنوز دروازہ

توبہ کا کھلا ہی مطابق اس حدیث شریف کے چنانچہ
ترجمہ اُسکا یہہ ہی کہ بند نہیں ہوتے دروازے توبہ
کے بندوں پر یہاں تک کہ نکلے آفتاب مغرب سے ۔
استغفر اللہ واتوب الیہ یعنے امرزش طلب کرتا ہوں
مَیں خداے غفار سے اور توبہ کرتا ہوں

باعث عصیان یہہ دونو ہوئے * بخت نافرجام و عقل ناتمام
اپنی تعزیر ہوں تو قید کر * پر نہیں بخشش سے بہتر انتقام

بادشاہ نے فرمایا کہ اسوقت تو اپنی عقوبت پر مطلع ہوا
اب توبہ سے کیا فایدہ اور استغفار سے کیا حاصل ۔ دلالت
کرتی ہی اس بات پر یہہ آیہ پرہدایہ کہ جسکے حاصل معنی یہہ ہیں
کہ وقت مرگ کے توبہ قبول نہیں

جو توبے چوری سے کی توبہ سود کیا اسکا * کسی کے قصر پہ ڈالی گئی نہ تجھسے کمند * ثمر نہ توڑا جو کوتاہ قد نے کیا ہی عجب * کہ اُسکے ہاتھ تھے چھوٹے شجر کی شاخ بلند

ایعزیز ہرگاہ
کہ تجھسے ایسا فعل زبون وامر مکروہ نمایان ہوا پھر راہ نجات
کی کہان ہے کہ اس آشنا ہیں سو کان عقوبت آتے مزاحم ہوئے

قاضی نے کہا کہ اِس عاصی کو حضور معلی میں ایک بات عرض کرنی باقی ہی ۔ حضرت نے سنکر فرمایا کہ وُہ کونسی ہی قاضی نے عرض کی

تو مجھپہ جھاڑتے ہی ہر چند آستین غضب * ولے نچھوڑونگا میں تک بھی تیرے دامن کو * نجات گو کہ ہی مشکل گناہ سے لیکن * کرم وُہ تجھمیں ہی کیوں کرامید عفو ہو

بادشاہ نے فرمایا کہ یہہ نامہ عبرت اور رقعہ عجیب کہا تو نے و لیکن محال عقل اور خلاف شرع ہی کہ فضل و بلاغت تیرے آج کے دن میرے ہاتھہ سے تجکو نجات دلادیں ۔ صلاح یہہ ہی کہ تیرے تئیں ایک بلندی قلعہ سے گرداودں تا اوروں کو عبرت ہو اور اکثروں کو دہشت ۔ قاضی نے پھر عرض کی ای خداوند روے زمین یہہ عاصی پرورش پایاہوا اس درگاہ عزت کا ہی ۔ یہہ گناہ نہ فقط میں نے ہی کیا ہی بلکہ بہتوں سے ہوتا ہی اور ہوا ۔ یہہ حکم کسی اور کے حق میں ہو تا اِس گنہگار کو عبرت ہوے ۔ بادشاہ اِس بات کو سنکر بے اختیار ہنس پڑے اور جن اشخاص کو کہ اُنکے قتل کے واسطے

اشارت کی تھی اُنکی طرف یہہ خطاب کیا

سبھی اپنے عیبوں میں آلودہ ہو * کسی میں جو ہو عیب ظاہر نہ ہو

اکیسویں حکایت

جواں ایک پاک باز اور خوش چلن تھا * لگا ایک خوب رو سے اُسکا من تھا * سنا ہی یہہ کہ ایک دریا کے اندر * بھونرتیں گر پڑے دونو وہ ملکر * جوں ہیں ملاح اُسکے پاس پہنچا * کہ تا دیوے نہ پکڑے ہاتھ اُسکا * کہتے تھا وہ یہی موجوں میں رو رو * پکڑ تو یار کو اور چھوڑ مجکو * تھی ان باتوں پہ یہہ اُسکی خلق در ہم * وہ جی دیتا تھا اور کہتا تھا اُس دم * نہ حال عشق اُس جھوٹے کا سنا * جو بھولے سختیوں میں دوست اپنا * بسر یاروں نے کی یوں زندگانی * ہو گذری جسپہ سُن اُسسے کہانی * ہی فن عشق میں سعدی یہہ اُستاد * عرب کے جوں لغت میں اہل بغداد * لگا دلبر سے ہی دل اِی خردمند * کسیکو دیکھہ مت بس آنکھہ کر بند * اگر مجنوں و لیلی ہوتے فی الحال * اِسی دفتر سے لکھتے عشق کی چال

چھٹا باب ضعف و پیری میں

پہلی حکایت

فقیہوں کی گروہ میں دمشق کی جامع مسجد کے بیچ بحث کرتا تھا میں۔ ناگاہ ایک جوان آیا اور کہا اُسنے کہ تم میں کوئی فارسی جانتا ہی۔ لوگوں نے اشارت میری طرف کی بولا میں کہ وجہ پرسش کی کیا ہی۔ کہا اُسنے ایک بڈھا ڈیڑھ سو برس کا جانکندن میں ہی اور کچھ زبان فارسی میں کہتا ہی پر ہم نہیں سمجھتے۔ اگر مہربانی سے آپ قدم رنجہ فرمائیں تو مع ثواب مزدوری پائیں شاید کچھ وصیت کرتا ہو۔ فوراً میں اُسکے ساتھ گیا جب کہ سرہانے اُس پیر کے پہنچا سنا میں نے کہ یہہ شعر پڑھتا تھا

کہا میں نے جی میں کہ دم لوں کئی * ہوئی بند صد حیف راہ نفس * دریغا کہ اس زیست کے خوان سے * اُٹھائے ہی لقمہ صدا آئی بس

معنے ان بیتوں کے عربی میں مردم شام سے جو میں نے کہے وے متعجب ہوئے کہ باوجود اس عمر

دراز کے متناقض حیات پر ہی ۔ تب میں نے اُس پیر جان
باب رسیدہ سے پوچھا کہ احوال تیرا کیونکر ہی بولا وُہ

اذیت اُسکو پہنچتی ہی کتنی دھیان تو کر
بزور توڑتے ہاہیں جسکا ایک بھی دندان
تک ایک سوچ کہ احوال اُسکا کیا ہوگا
نکالی ہووے گی جس شخص کے بدن سے جان

تب کہا میں نے دھیان موت کا دل سے جانے دے اور اِس
خیال کو گرد پاس طبیعت کے نہ آنے دے کیونکہ بڑے
بڑے حکیموں نے کہا ہی ۔ اگرچہ مزاج بکمال صحت ہو پر بقا
کا اعتماد سزاوار نہیں اور مرض اگرچہ مہلک ہو لیکن سبب
موت کا یقینی وُہ آزار نہیں ۔ اگر تیری مرضی ہو تو کسی
طبیب کو بلاؤں اور تیرا علاج کرواؤں شاید تدبیر اُسکی بن
آئے اور تو اچھا ہو جاے کہا اُسنے صد حیف

خواجہ کو فکر نقش ایوان ہی * گھر کی ٹوٹی ہی سب بُن دیوار
ہاتھ ملنے لگے طبیب زکی * جبکہ بُڈھے کو دیکھے وُہ بیمار * نزع میں تھا
ایک پیر خستہ حال * مسند اُسکے ملتی تھی ایک پیر زال

جبکہ خبطی ہو گیا بالکل مزاج * نے عزیمت ہو موثر نے علاج

دوسری حکایت

ایک بڈھے کی زبانی نقال کرتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ بیاہ کیا تھا اوٗر گھر کو آراستہ کر ایک دالان کو تھری میں فرش۔ اکثر خلوت میں ملکر بیٹھتا اوٗر دل و دیدہ میں اسکو رکھتا۔ راتوں کو نہ سوتا جاگت اوٗر لطیفے بولتا اس واسطے کہ وحشت و نفرت اسے نہو بلکہ موانست و الفت ہو۔ چنانچہ ایک رات کہتا تھا میں کہ بخت بلند تیرے مددگار تھے اوٗر طالع تیرے نیک اطوار کہ ایک بڈھے جہاندیدہ و فہمیدہ و کار آزمودہ سے ہم صحبت ہوئی کہ حقوق صحبت کے جانیگا اوٗر احسان ہمنشینی اسکے مانیگا۔ خوش طبع و شیریں زبان ہی اوٗر جان و دل سے مہربان

تجکو ندوں اذیت اوٗر نہ سوٗ جفا اٹھاؤں * دل تیرا ہاتھ میں لوں جسطرح سے کہ پاؤں * طوطی کی طرح تیری خوراک گر بناؤں شکر * قربان جان شیریں ہی تیری پرورش پر

خبر گذری کہ ہاتھ میں کسی جوان مغرور تیرہ رائے سرگراں
و بے باک بے پائے تلوّن مزاج کے گرفتار ہوئی کہ ہر ایک
رات جس تس کے گھر میں ہوتا پھرے اور ہر روز
نئی یاری کرے   ہر چند چاہیں جوان خوش
اسلوب اور شائستہ یاں * لیکن کسی کے ہاتھ وہ کرتے نہیں
وفا * امید تک وفای نرکھ بلبلوں سے وے * ہر وقت ایک
پھول نئے پر ہوں مبتلا   یہ حالات خلاف
بدوں کی چاہیں کہ وے بطور معقول زندگانی کرنے چاہیں
نہ بقضا خداے جہاں جوانی
ڈھونڈھ بہتر آپ سے تنہا ہی چندے کر بسر * مثل ہے
اپنے عمل اوقات تو ضایع نکر   پھر کہا اُسنے
اِسی وضع سے اِسقدر میں نے سمجھایا - گمان ہوا مجھے کہ دل
اُسکا میرے دام میں پھنسا اور شکار ہوا - کہ یکایک ٹھنڈی
سانس بھر کر کہنے لگی جتنی باتیں کہ کہیں ہیں تو نے میری
عقل کی ترازو میں ہم وزن اُس ایک بات کے نہیں جو
میں نے اپنی دائی جنائی سے سنی ہی - یعنے جوان مردی کے

پہلو میں بیٹھا پیر کا بہتر ہی بہر سے شوہر کے
آگے دیکھتی ہی زن جب ایک چیز * سست و فسردہ
جیسے کہ لبہاے روزہ دار * کہتی ہی ہاتھہ ماکے یہہ مردہ ہی
اُسکے ساتھہ * سونا نہیں ہی آئے جو افسون کچھہ بکار *
آغوش سے مرد کے جو زن اُٹھے خفا * تو گھر میں کرے سیکڑوں
فتنے برپا * وہ پیر جو اُٹھہ سکے نجا سے اپنی * الا بعصا تو کب اُٹھے
اُسکا عصا حاصل کلام یہہ ہی کہ امکان موافقت کا نہ
تھا آخر مفارقت ہوئی ۔ جب کہ مدت عدت کی گذری عقد اُسکا
ایک جوان ترش رو بدخو تندمزاج مفلس کے ساتھہ کردیا ۔ جوڑ
و جفا سہتی تھی اور شکر نعمت الہی میں یہہ کہتی تھی کہ الحمد اللہ
ایک عذاب الیم سے نجات پائی اور نعمت عظیم ہاتھہ آئی
جوڑ یہہ کچھہ اور ایسی تندخو * پر مجھے سہنے کہ تو ہی خوب رو
پاس تیرا ہو تو اچھا ہی جہنم بھی ولیک *
دوسرے کے ساتھہ جنت میں نہیں رہنا بھلا * پیاز کی بو خوب
کے منہہ سے جو آوے خوب ہی * پھول گر بدشکل دیوے ہاتھہ
سے تو بھی برا * چاند سا مکھڑا چمک رنگت کی اور اچھا لباس *

خوبیاں جتنی ہیں یہہ لازم ہیں عورت کیتئیں فایدہ گہنے سے اور
رنگین جامے سے اسے * کیر وفائے کے سوا کچھ مرد کی زینت نہیں

تیسری حکایت

دیار بکر میں ایک بدّھے کے یہاں میں مہمان تھا کہ بہت سا
مال اور فرزند خوب رکھتا تھا۔ ایک رات نقل کرنے لگا
کہ تمام عمر میں سوا اِسکے میرے کوئی لڑکا نہیں ہوا۔ ایک
درخت اِس جنگل میں زیارت گاہ ہی اکثر زن و مرد وان
مرادیں مانگنے جاتے ہیں۔ راتوں کو اُس درخت تلے گریہ و زاری
جناب اِلٰہی میں کرتا رہا ہوں میں تب مجھے یہہ فرزند بخشا ہی۔ طرفہ
یہہ ہی میاں کلام اُسکے سنا میں نے کہ وہی فرزند اپنے رفیقوں
سے آہستہ آہستہ کہتا تھا۔ کیا ہوتا کہ اُس درخت کا پتا میں پاتا
تو جا کر اُسکے تلے دعا کرتا کہ میرا باپ مرجاوے۔ او مرزا ہی کہ بدّھا
خوشحال ہی کہ میرا بیٹا شعوردار ہی اور بیٹا طعنے دیتا ہی کہ
باپ میرا کبرا ہی   تربت پہ باپکی نگر اِتنے تو گذر کبھو
* اور گذرین آہ سال و مرد مدت مدید * نیکی پڑھتے کی ہی
مگر تو نے ای عزیز * اپنے پدر سے رکھتا ہی اُسکی جو تو امید

چوتھی حکایت

ایک دن جوانی کے گھمنڈ سے میں بہت چلا تھا اور رات کے وقت ایک پہاڑ کے نیچے کے تلے سست ہو کر رہ گیا۔ ایک بڈھا ضعیف کاروانکے پیچھے آیا اور کہا اُسے کیا سوتا ہے اُٹھ کر یہہ جگہہ سونے کی نہیں۔ بولا میں کیونکر چلوں کہ پاؤں میں طاقت نہیں۔ کہا اُسنے نہیں سنا ہے تو نے کہ کہہ گئے ہیں اُٹھنے بیٹھنے چلنا بہتر ہی کہ دوڑنا اور ٹھکنا ٭ جنہیں منزل کی ہے آرزو ٭ چلو دھیمے دھیمے اور صبر سیکھا ٭ شوق منزل کو ہی پر جلدی نکر ٭ اسپ تازی دو ہی تک چلتا ہی جلد ٭ رات دن چلتا ہی آہستہ شتر

پانچویں حکایت

ایک جوان چالاک نازک وخندان شیریں زبان ہماری عشرت کی مجلس میں تھا کہ چہرہ اُسکا ہمیشہ بشاش اور لب متبسم تھے۔ ایک مدت بعد اتفاق ملاقات کا اُسے ہوا پھر جو اُسکو دیکھا صاحب زن وفرزند ہے تو درخت نشاط اُسکا پژمردہ اور گل صورت اُسکا افسردہ پایا۔ پوچھا اُسے کہ یہہ کیا احوال ہی بولا وہ کہ جب سے صاحب اطفال ہوا چال ڈھال طفلی وجو ابھی ترک کی

کہاں طفلی نرگہا رنگ بالوں کا بڑھاپے نے * زمانے کا تغیر دیا بس ہے کافی ڈرانے کو * ہوا جو پیر تو اب طفلگی سے ہاتھ اٹھا * جگت لطیفہ ہنسی کام ہی جو اونکا * خوشی جوانوں کی بڑھے کے باپیچ ہو کیونکر * ندی سے جا کے نہیں آیا پانی بار دگر * جب زراعت تمام ہیں پک جاے * نئے سبزے کی طرح کب پھر لہرائیے پیری اب آئی دور جوانی ہوا تمام * ایام آہ جتنے تھے اچھے گئے گذر * قوت تمام پنجۂ شیری کی جا چکی * راضی ہوں میں یوں فقط اب پا بیر پر کیا تھا سے ایک بڑھیا نے سر * کہا ہیں اسے مادر مہربان * ہوئے بال تو کالے تدبیر سے * پہ سیدھی ہو پھر پا بستہ کبری کہاں

چھتیسویں حکایت

ایکدن جوانی کی جہالت سے اپنی ماں پر جھنجھلایا ہیں اور دل آزردہ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھی اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگی مگر جھٹ پنا اپنا بھولا تو کر مجھسے سختیاں کرنے لگا ایک پیر زن نے بیٹے سے کیا خوب ہی کہا * دیکھا جو اسکو شیر دگن خیال تن قوی * بیچارہ میری گود میں رہتا تھا جن

دنوں * دے روز یاد آتے اگر تیرے تئیں کبھی * مگر تا نہ آہ
جوڑ و جفا مجھ پہ اب کہ تو * نام خدا جوان ہوا میں پیر زن ہوئی

سانویں حکایت

ایک دولتمند بخیلی کا بیمار ہوا تھا۔ خیر خواہوں نے اُسکے کہا صلاح یہہ ہی کہ اُسکی شفا کے واسطے قرآن ختم کرے تو یا صدقہ دے کہ شافی مطلق صحت بخشے۔ ایکدم اندیشہ کرکے بولا کہ ختم مصحف حضور بہر ہی غلہ دور ہے۔ ایک صاحبدل نے سنکر اُسکو کہا کہ ختم کو اُسنے اس لیئے اختیار کیا کہ زبان پر ہی اور زر میان جان

مدام رکھیں عبادت میں اپنی گردن ختم * ولے نکمو لیئں کبھو آہ دست جود و کرم * جو لاکھہ رکھیں تو دیویں نہ ایک بھی دینار * گر ایکبار کہو حمد تو پڑھیں سو بار

اٹھویں حکایت

ایک بڈھے سے کہا تو جورو کیوں نہیں کرتا۔ کہنے لگا کہ بڈھی عورت کو جی نہیں چاہتا۔ لوگوں نے پھر کہا دولتمند ہی نوجوان رنڈی کے ساتھہ نکاح کر جواب دیا اُسنے ہرگاہ کہ مجھہ بڈھے

کو زن پیر نہیں بھاتی تو زن جوان کو سمجھا مرد پیر کب خوش آئیگا

زور زن کو چاہئے ہی زر نہیں درکار اُسے

ایک گز بہتر ہی اُسکے آگے دس من گوشت سے

نویں حکایت

سنا ہی اندنوں میں ایک پرانے بڈھے نے * کرون بڑھاپے میں شادی خیال یہہ باندھا * تھی ایک دختر نیکو جمال گوہر نام قد اُسکا مرد سا غنچے سے ہونٹھ منھ گال تھا * اُسکے ماتھے رکھی وھب سے کت خدائی کی * ہر نگ درج گہر پنہاں اُسے چھپا رکھا * جو کچھ عروسی کو لازم ہی تھا سبھی موجود * پہ اُٹھے اُٹھے عصا شیخ جی کا گرہی پڑا * جو ہووے سوزن فولاد تو چہانہ سیئے * کمان تو کبھی بھی ہدف پر نہ تیر مار سکا * دلیاں بناہی گلہ کرکے اُسکا یاروں سے * کہ سارا گھر میرا اِس بڈھن نے صاف کیا * نہ ان جھگڑے ہوے ایسی شوہر و زن میں نہ رہے * کرتا بہ محکمہ احوال اُنکا جا پہنچا * جب اِسقدر ہوئی رسوائی تب تو سعدی نے * کیا نہ پاس ذرا اُسکا بلکہ صاف کہا * نہ بس اب زبون نکھ کیا خطا ہی دختر کی * جو تجھ سے کانپیں ہاتھ تیرے کہر پر دنیا کا کیا

ساتواں باب تربیت کی تاثیر میں

پہلی حکایت

ایک وزیر کا بیٹا نادان وکند ذہن تھا۔ ایک فقیہ کے پاس بھیجا اُسکو کہ اس لڑکے کو تربیت کر شاید کہ عقلمند ہو جاے۔ چنانچہ معلم نے تعلیم اُسکو کیا پر کچھ فایدہ نہوا۔ تب اُسکے باپ کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ بیٹا تیرا عاقل نہوا اور مجکو دیوانہ کر دیا

ہووے جس جوہر کے قابل اصل ہی * تربیت کا اُس میں بھی ہووے اثر
کوئی صیقل صاف کرنیکا نہیں * ایسے لوہے کو جو ہووے بد گہر
گو ملیں ساتوں سمندر ہی تجھے * اُن میں کتے کو تئیں دھوئے نہ پر
پاک ہو ویگا نہیں بلکہ پلید * بیشتر ہو ویگا جو ہو ویگا تر
جائے گو کعبے کو عیسیٰ کا گدھا * پھر جو آوے دیکھیو ویسا ہی خر

دوسری حکایت

ایک حکیم اپنے ایک بیٹے کو نصیحت کرتا تھا کہ بابا جان علم و ہنر سیکھو کہ ملک و دولت دنیا کی لایق اعتبار کے نہیں جاہ و مرتبہ جاتا رہتا ہی اور روپا سونا بیچ سفر کے مقام خطر میں ہی اور بیچ حضر کے بھی ہو سکتا ہی کہ چور ایک مرتبہ لیجاے یا مالک ہی اسکو کئی مرتبہ میں کھاے اور تصرف میں لاے ـ لیکن ہنر کا چشمہ فیض سے مالا مال ہی اور دولت بے زوال ـ اگر ہنرمند مفلس ہو جاے کچھ غم نہیں کہ ہنر بذات خود دولت ہی

کمال والے کو کیا غم ہی مفلسی میں اگر
ہو گلے میں لباس مکلف و رنگیں
برہنہ گو ہو پہ نزدیک سب کے ہی بہتر
حریر پوش کمینے سفیہ سے وہ کہیں

ہنرمند جس جگہہ جاے عزت و تمکین سے رہے اور صدر نشین ـ بے ہنر جہاں جاے دانے چنے اور تصدیع کھینچے

حشمت کے بعد اٹھانا دشوار ہی تحکم * اور نازنین کو سہنا جور دھقناے مردم * ایک وقت یہہ فساد اٹھا ملک شام میں *

بھاگا گھر اپنا چھوڑ کے ہر ایک جوان وپیر دہقان کے بیٹے دیکھ فراست میں طاق تھے * پہنچے حضور شاہ کے مالک ہوئے وزیر * نادان وزیرزادے گئے بھیکھ مانگتے * دہقان کے در پہ جیسے کوئی مبتذل فقیر * جو ورثہ باپ کا چاہے ہی علم سیکھ اُسکا * یہہ مال و زر جو ہی دس دن میں خرچ ہووےگا

تیسری حکایت

ایک فاضل شہزادے کو پڑھاتا تھا اور بے تامل مارتا نہایت ملامت کرتا لڑکے نے مجبور ہو کر گلہ اُسکا باپ کے روبرو کیا اور بدن ننگا کر کے دکھایا۔ باپ کا دل بھر آیا اُستاد کو بلا بھیجا اور کہا۔ غریب جو رعیت کے ہیں اُنکے لڑکوں پر اتنی ملامت تو نہیں کرتا جتنی کہ میرے بیٹے پر اسکا باعث کیا ہی۔ عرض کی اُسنے کہ بات سوچ کر کہنا چاہیئے اور حرکت پسندیدہ کرنا چاہیئے سب خلق کو عموما اور بادشاہوں کو خصوصا اسواسطے کہ جو کچھ دست و زبان ملوک سے جاری ہو تو البتہ مشہور ہوتا ہی اور قول فعل عوام کا چنداں اعتبار نہیں

ز کھتا ہے جو سو گناہ میں آلودہ ہووے مرد

فقیر* بجانے ایک بھی سو اُسکے ہوں رفیق اگر* ولیک شہ

سے جو ہو جائے ایک بات بری* تو ایک ملک سے پہنچا ہی

دیں بملک دگر پس شہزادونکی آراستگی

اخلاق میں کوشش زیادہ چاہیئے کہ عوام کے حق میں

محبت پانے میں جو کوئی ادب نکرے* جو بڑا ہو فلاح اُسکو نہو

جسطرح چاہے چوب ترکو موڑ* سیدھی ہو نہ آگ چوب خشک نہو

ڈالیاں جسوقت تو سیدھی کرے سیدھی ہوں

لیک چوب خشک ہرگز راست ہونے کی نہیں

بادشاہ کو حسن تدبیر معلم کا اور خوبی تقریر اُسکے سخن

کی پسند آئی خلعت و نعمت عنایت کیا اور درماہ بڑھا دیا

چوتھی حکایت

شہر مغرب میں ایک آخون کو دیکھا میں نے ترش رو بد خو

تلخ گفتار مردم آزار گدا طبیعت نجس طینت عیش

مسلمانونکا اُسکے دیدسے تباہ ہوتا اور اُسکے قرآن پڑھنے سے

آدمیونکا دل سیاہ ہوتا بہتسے لڑکے پاک طینت اور

لڑکیاں پاکیزہ و خوب صورت اُسکے دست ظلم میں گرفتار نہ طاقت ہے سے کی اُنکو نہ مجال گفتار کسیکے رخسار سیمیں پر کبھو طمانچے مارتا اور کسیکی ساق بلوری کو چٹکی میں کھینچتا القصہ ماں باپ نے تھوڑی سی خیانت اور خباثت اُسکی معلوم ہوئی مار کر اُسکو نکال دیا اور مکتب خانہ ایک مرد صالح متقی سلیم الطبع صاحب حلم کے حوالے کیا کہ سوائے ضرورت کے بات نکرتا اور ایسا سخن کہ سبب کسیکی ایذا کا ہو اُسکی زبان پر نہ آتا۔ لڑکوں کے دل سے پہلے اُستاد کی ہیبت گئی اور دوسرے کی خوے ملکی جو دیکھی آپس میں شیطان ایک دوسرے کا ہوا اور حلم اُستاد کے اعتبار پر علم کو ترک کیا۔ اکثر اوقات بازی گاہ میں جمع ہو کر بیٹھتے اور بن لکھی ہوئیں تختیاں آپس میں سروں سے توڑتے

ہووے گر اُستاد کے دلمیں مہر و محبت لطف و عطا

کھیلیں جہلیں چھٹا مانگر لڑکے سب بازار میں جا

بعد دو ہفتے کے جو اُس مسجد سے گذرا میں کیا دیکھتا ہوں کہ پہلے ہی معلم کو منت و معذرت کر کے بدستور سابق اُسکے

مکان پر بیٹھا یا ہی اُس حرکت سے رنجیدہ ہوائیں اور لاحول پڑھکر کہا ئیں نے کہ ابلیس کو پھر معلم فرشتوں کا کسواسطے کیا ۔ ایک پیر جہاندیدہ نے اِس بات کو سنا اور ہنسکر کہا نہیں سنا ہی تو نے کہ کہہ گئے ہیں

مکتب میں اپنے بیٹے کو ایک پادشاہ نے * بھیجا کہ علم و فضل جہاں تک ہیں سیکھلے * چاندی کی ایک تختی کو پاس اُسکے رکھہ دیا * اور اُسپہ آب زر سے پھر ایک شعر بھی لکھہ * اُستاد کا ستم ہیں تیرے کام آئیگا * لطف پدر سے کچھ نہ مطابق پائیگا

پانچویں حکایت

ایک متقی کے بیٹے کو چچوں کے ترکے کا مال و دولت بہت ملا فسق علانیہ کرنے لگا غرض کوئی گناہ نرہا کہ اُسنے کیا اور کوئی نشانہ بچا کہ کھایا اور نہ پیا ۔ پھر اطوار دیکھکر ئیں نے بطریق نصیحت کے کہا ای فرزند فضول خرچی کو آمدنی معین لازم ہی آمد نہیں ہی

تجکو تو مت خرچ کر بہت * دریا کے بیچ گاتے ہیں ملاح یہ سرود * گر مینہہ کوہسار میں برسے نہ رت کے بیچ * دریاد

ایک سال میں ہو جائے خشک رود

عقل و ادب اختیار کر اور لہو و لعب سے درگزر کہ جو وقت و دولت

بر جاینگی نکایت کھینچیگا تو اور پشیمان ہوگا۔ لڑکے نے راگ

رنگ کی لذت میں اور نشے کی کیفیت میں اس بات کو قبول

نکیا بلکہ اس گفتگو پر معترض ہوا کہ راحت بالفعل کو تشویش

آیندہ سے برہم کرنا عقل مندوں کی راے کے خلاف ہی

صاحبان نعمت و دولت ہیں جو* خوف سختی سے نکھینچیں رنج دو

شادیاں کر شوق سے لذت اُٹھا* کل کے غم کو آج تو ہرگز نکھا

خصوصاً مجھکو کہ صدر نشین مسند مروت

کا ہوں اور عقد ہمت کا باندھا ہی میں نے اور ذکر میرے

انعام کا زبان خلق پر ہر آن ہی

جو کہ ہو مشہور کرم و سخی * جو دسے وہ ہاتھ نکھینچے کبھی

نیکی کی جب دھوم گئی کو بکو * در کو نہ پھر کر سکیگا بند تو

جب دیکھا میں نے کہ پند اثر نہیں کرتا اور دم گرم اپنا

اُسکے آہن سرد میں کارگر نہیں ہوتا۔ نصیحت چھوڑ دی

اور مصاحبت ترک کی۔ گوشہ عافیت پکڑا اور حکیموں کے

قول پر عمل کیا کر کہہ گئے ہاین۔ پہنچا اُس چیز کو کہ تجپر واجب ہی پس اگر لوگ نہ قبول کریں تو تجپر کچھ گناہ نہیں

اگرچہ عام ہو سننے کا کچھ نہیں پر کہہ
جہاں تک کہ تجھے یاد ہاین نصیحت و پند
شتاب دیکھے گا اُس بیحیا دسرف کو
ذلیل بیتر یاں پاؤں ہاین قید خانے میں بند
مایگا ہاتھ پھر افسوس سے ہوہ یوں کہکر
کہ میں نے کیوں نہ سنا دسے پند دانشمند

بعد ایک مدت کے احوال اُسکا موافق اپنے اندیشے کے میں نے دیکھا یعنے گدری سیتا تھا اور ٹکرے جمع کرتا تھا۔ دل میرا اُسکے حال تباہ پر بھر آیا اور میں نے اِس حالت میں فقیر کے زخم کو ملامت سے چھیلنا اور نمک چھڑکنا مروت سے بعید جانا تب اپنے دل سے کہا

نشے میں یار سفلہ بے پروا * تنگدستی کا دن نہ تک ہوتا
پیڑ بت جھڑ جو ہو بہار انہیں * رہتے ہے برگ پھر زمستاں میں

چھٹھی حکایت

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک معلم کے حوالے کیا اور فرمایا
تربیت اسکو ایسی کر کہ جیسے اپنے فرزند کو کرتے ہیں۔ بیچارے
نے ایک برس کامل اس امر میں سعی کی پر کچھ اُسسے نہ آیا اور
محنت کا مبتدی رہا۔ اُسکے بیٹے فضل و بلاغت میں منتہی ہوئے۔
ملک نے فقیہ سے مواخذہ کیا اور غصے سے فرمایا کہ خلاف
وعدہ کیا تو نے اور شرط وفا کی بجا نہ لایا۔ عرض کی اُسنے ای
شہریار تربیت یکساں ہی لیکن استعداد ایک سی نہیں

پتھر سے ہی نکالیں ہیں گو نقرہ وطلا
لیکن ہر ایک سنگ سے نکلے نہ سیم و زر
بو دار کر سکے نہ ہر ایک چرم سخت کو
گرچہ سہیل چمکے ہی سارے جہان پر

ساتویں حکایت

میں نے سنا ہی کہ ایک پیر اپنے مرید سے کہتا تھا کہ جسقدر
خاطر آدمیزاد کی متعلق روزی سے ہی اگر روزی
دینے والے سے ہوتی تو فرشتوں کے مکان سے بھی پرے جاتا
مجھے بھولا نہ اُسدم ایزد پاک *

کہ تھا تو نطفۂ بے حس و مدہوش * تجھے طبع روان و فہم بخشے * پھر اُسکے بعد حسن و نطق اور ہوش * ہتھیلی پر بنائیں اُنگلیاں پانچ * کیئے بازو مرکب تیرے بادوش * ذرا تو سوچ ای کم عقل اب وہ * کریگا تیری روزی کو فراموش

اٹھویں حکایت

ایک اعرابی کو دیکھا میں نے کہ اپنے بیٹے سے کہتا تھا ای بیٹا قیامت کے دن مقرر پوچھینگے تجھسے کہ عمل تیرا کیا ہی نہ پھر کہینگے کہ باپ تیرا کون ہی غرض اُسکے جواب کی فکر ابھی سے ضرور ہی اوقات اہل اُس امر بیہودہ انائی سے دور کعبے کے جائے کو جو چومے ہی ہر کہہ وتہہ * ریشم کی کرم سے وہ کب بہہ ہوا ہی نامی * صحبت میں ایک بڑے کی کتنے دنوں ہی بیٹھا * مانند اُسکی وہ بھی جگ میں ہوا گرامی

نویں حکایت

حکیموں کی کتابوں میں لکھا ہی کہ بچھوؤں کی تئیں محل پیدا ہونیکا اور حیوانوں کی طرح مقرر نہیں ہاں کہ وہ جننے رودے اور چھاتیاں کہ اُنکی ماؤنکے پیٹ میں ہیں اُنکو کھاتے ہیں اور اُنکا پیٹ

کو پھاڑ کر باہر آتے ہیں اور جنگل کو چلے جاتے ہیں چنانچہ
پوست کے ٹکڑے کر کے بچھو ونکے گھر میں دکھائی دیتے ہیں
اسکا یہی سبب ہی ۔ اس نکتے کو ایک بزرگ کے حضور میں بیان
کیا میں نے ۔ فرمایا آپ نے کہ میرا دل اُسکے صدق پر گواہی
دیتا ہی سوا اسکے کچھ اور نہو گا ۔ جب کہ بچھو ونکے بچے
میں ماں باپ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہی تبھی برتے ہو کر
ایسے مقبول اور محبوب ہوئے ہیں
باپ نے بیٹے کو وصیت کی * کہ اے جوانمرد یاد رکھ یہ پند
اصل سے اپنی کی نہ جس کو وفا * وہ نہو گا عزیز و دولت مند
بچھو سے پوچھا کہ تو جاڑے میں کیوں نہیں نکلتا بولا
گرمیوں میں میری کیا حرمت ہوتی ہی جو جاڑے میں نکلوں
دسویں حکایت
ایک فقیر کی جورو پیٹ سے تھی جب نو مہینے گذرے
فقیر نے کہا کہ تمام عمر میرے اولاد نہیں ہوئی اگر خدا مجھے
بیٹا عطا کرے تو سوا اس خرقے کے جو پہنے ہوں جتنی میری
ملک ہی درویشو نکو بخش دونگا ۔ اتفاقاً اُسکے جورو

بیٹا جنی نہایت اُسنے شادی کی اوٗر دستر خوان آگے
یاروں کے بموجب عہد کے بچھا دیا اوٗر جو کچھ کہ اپنے پاس
مال و متاع رکھتا تھا اُسکا کھانا پکا کر کھلا دیا۔ بعد کئی برس
کے مَیں جو سفر شام سے پھر آیا جس محلے میں کہ وُہ فقیر رہتا
تھا گیا اوٗر احوال اُسکا پوچھا لوگوں نے کہا کہ بمدت تمانے میں
وُہ کوتوال کے یہاں قید ہی۔ پھر مَیں نے پوچھا کہ
باعث اُسکا کیا ہی اُنہوں نے کہا کہ اُسکے بیٹے نے
شراب پی ترا اوٗر کسی کا خون کر کر شہر سے بھاگ گیا
اسواسطے وُہ قید میں گرفتار ہوا۔ تب مَیں نے کہا کہ اس
بلا کو اُسنے آپ خدائے عز و جل سے چاہا تھا

ہیں جتی جو رنیں اَی مرد صاحب دانش
جنیں اگرچہ ولادت کے وقت گردم و مار
کہیں پھر خوب ہی اہل شعور کے نزدیک
اس امر سے کہ جنیں کو دکان ناہموار

گیارہویں حکایت

الڑکائی میں بالغ ہونے کی علامت کو ایک بزرگ سے پوچھا

میں نے کہا اُسنے تین نشان کتابوں میں لکھے ہیں ـ ایک پندرہ برس کی عمر دوسرے محتلم ہونا تیسرے موئے نہانی کا دکھانا لیکن حقیقت میں ایک نشان ہی یعنے اپنے حظّ نفس کی بند سے چھُٹے بندر ضاے الٰہی میں ہونا بس جس میں یہ صفت موجود نہیں صاحب تحقیق اُسکو بالغوں میں نہیں گنتے

چالیس دن اور رات رحم بیچ جو ٹھہرا * ایک آب کا قطرہ ہوا انسان کی صورت * چالیس برس کے گو ہو علم و ادب گر * ہرگز نہ اُسے جانیو انسان بحقیقت * اخلاق و جوانمردی ہی بس ہی بشریّت * اِس جسم مرکب کو نہ انسان فقط جان * ہی جس میں ہنر شخص وہ دیوانہ وگرنہ * ہر رنگ کی تصویر ونسے بھر سکتے ہیں ایوان * فضل و ہنر احسان و کرم سے جو ہو خالی * تو آدمی اور صورت دیوار ہی یکساں * دنیا کے تئیں قابو میں لانا نہ ہنر ہی * جانے دے تو اُس فاتشہ کی طرف نکر دھیان * لے لے کسی بیگانے کا دل ہاتھ میں اپنے * بس فضل و ہنر ہی یہی جی پر تو اُسے ٹھان

بارہویں حکایت

وہ حاجی جو پیادے تھے ایک برس اُنہیں لڑائی ہوئی تھی اور یہہ حاجی بھی اُس سفر میں پیادہ تھا۔ غرض ہر ایک اپنے تئیں منصف سمجھ کر آپس میں دست وگریباں ہوئے اور نہایت دل کھول کر لڑے۔ ایک کجاوہ نشین اپنے مثل سے کہتا تھا ای عزیز جائے تعجب ہی کہ ہاتھی دانت کے پیادے شطرنج کے عرصے سے جو گذرے وزیر ہوئے۔ یعنے ایک مرتبہ پہنچنے کو پہنچے اور حاجیوں کے پیادے وسعت صحرائے مکہ کو طی کر گئے اور جیسے تھے اُس سے بھی بدتر ہوئے

کہہ میری طرف سے یہہ حاجی موذی کتّا
پوستین خلق کی جو نکڑے کرے ہی یکتا
حاجی ہرگز نہیں تو اونٹ ہی جو بیچارہ
کانٹے چابے ہی سدا بوجھہ کو ہی لیجاتا

تیرہویں حکایت

ایک ہندو نفط اندازی سیکھتا تھا کسی حکیم نے کہا کہ گھر تیرا چھپر کا ہی تک اپنے دلمیں سوچ کہنا مان اور اسکو ہنسی کھیل بجان

بات بیہودہ کو ہرگز نہ زبان پر تو لا
دے جواب اُسکا نہ ہرگز تو جسے جانے بُرا

چودہویں حکایت

ایک شخص کی آنکھیں دُکھنے آئیں ایک سالوتری کے پاس گیا کہ میری دوا کر۔ اُسنے جو دوا کہ چار پاؤں کی آنکھوں کے واسطے مخصوص ہی اُسکی آنکھوں میں لگا دی فی الفور اندھا ہوگیا۔ قضیہ حاکم کے پاس لے گئے اُسنے فرمایا کہ سالوتری پر کچھ تاوان نہیں اگر یہ گدھا ہوتا اُسکے پاس نجاتا۔ مقصود اس بات سے یہ ہی کہ جو شخص کسی ناآزمودہ کار سے ایک کار عمدہ چاہے نادم ہوتا ہی اور عقلمندوں کے آگے احمق مشہور ہوتا ہی جسکی عقل میں ہی ردوشن *

کسی سفیہ کو ہرگز نسونپے کام بڑا * جہان جو پر کو بانسے ہیں
وہاں نہ لیجاوے * اُسے جو بوریا بنتا ہی گرچہ ہو یکتا

پندرہویں حکایت

کسی بزرگ کے ایک فرزند سعادتمند تھا قضاے الہی سے وہ مرگیا۔ پوچھا اُسکے کہ اُسکی لوح مزار پر کیا نقش کریں ہم

کہا اُس سے کہ آیات قرآن مجید کی عظمت و عزت بمرتبہ ہی
ایسی جا گہر کہو دنا اُنکا لایق نہیں کہ بعد ایک مدت کے جو حرف
گہس جائیں تو خلق وہیں پاؤں رکھے اور کتے پیشاب کریں ۔
اگر یہہ امر ضرور ہی تو یہہ دو بیتیں کندہ کرو کہ کافی ہیں

داہ و اشا د کیا ئیں ہو تا تھا ٭ دیکھ سبزے کتنیں چمن میں اُگا
اُیو وقت بہار لادھرای دوست ٭ دیکھے جو خاک پر مری سبزا

سولویں حکایت

ایک پرہیزگار کسی دولت مند کی طرف سے گذرا اور
دیکھا اُسنے کہ ایک غلام کے ہاتھ پاؤں کھینچ کر باندھیں
ہیں اور ستم کر رہا ہی ۔ متقی نے کہا ای عزیز خدائے عزو
جل نے ایک مخلوق مانند تیرا محکوم تیرے حکم کا کیا ہی
اور تجکو اُسپر فضیلت دی ہی ۔ نعمت حق کا شکر بجا لا
اور اتنی جفا اُسپر مت کر ایسا نہو کہ فردا ے قیامت یہہ
بندہ تجسے بہتر ہو اور تو شرمندگی کھینچے

غصے نہو غلام پہ اپنے تو بیشتر ٭ آزار اُسکے دل کو نہ دے بس
جفا نکر ٭ تونے تو دس درم کو تئیں مول ہی لیا ٭ پیدا تو اُسکو

آپ بقدرت نہیں کیا * کب تک بہ حکم و خشم زرا دلیں دیا نکر *
مطاعت تیرا ہی تجسے نہایت بزرگ تر * اے صاحب غلام و
کنیزان و بندہا * آقا کو اپنے تو بھی نہ یوں دھیان سے بھلا

حدیث میں ہی کہ بہت بڑی حسرت قیامت کے دن یہہ ہی
کہ غلام صالح کو بہشت میں لیجائیں اور خداوند فاسق کو دوزخ میں

جو کہ تیرا مطیع ہو اُسکو * اے ایزد اندے بجان حقیر
کہ بہت ہی قبیح حشر کے دن * بندہ آزاد اور خواجہ اسیر

سترہوں حکایت

ایک برس شامیوں کے ساتھہ بلخ سے میں نے سفر کیا تھا اور راہ راہزنوں کے باعث خطرناک تھی ۔ ایک جوان تیرانداز نگہبانی کے واسطے ہمارے ساتھہ ہوا ۔ بہ نہایت کمان کش سپاہی زورآور کہ دس مرد قوی اُسکی کمان کا چلا نچڑا سکتے اور پہلوان روے زمین کے کشتی میں پاتھہ اُسکی زمین سے نہ لگا سکتے لیکن ناز و نعمت سے پالا تھا جہاں دیدہ و کار آزمودہ و سیاح نہ تھا ۔ بہادروں کے نقارے کی آواز نہ کبھو سنی تھی نہ سواروں کی تلوار کی چمک دیکھی تھی

ہوا تھا نہ وہ دشمنوں کا اسیر * نہ بڑھا تھا گرد اُسکے باوان میر

ہیں اور وہ جوان آگے پیچھے دوڑتے تھے جس وقت

دیوار قدیم آگے آئی وہ زور بازو سے گرا دیتا اور جسگھڑی درخت

عظیم کو دیکھتا سر پنجے سے اُکھاڑ لیتا اور گھمنڈ سے یہ بیت پڑھتا

زور بازو دیکھے تک مردوں کا ہاتھی ہی کہاں

ہی کدھر کو شیر دیکھے پنجۂ زور آوراں

ہم اس حالت میں تھے کہ دو شخص وانکے پتھر کے پیچھے سے

نکلے اور قصد لڑنے کا اُنھوں نے ہم سے کیا۔ ایک کے

ہاتھ میں لکڑی تھی اور دوسرے کی بغل میں ڈھیلے

کو تنے کی موگری۔ جوان کو کہا میں نے کہ کیا کھڑا ہی

جو کچھ کہ تجھیں ہی سو کر گذر نامردی و بزدلی

کہ اپنے پاؤں سے آپ آیا ہی عدو سوے گور

اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ جوان کانپنے لگا اور تیر و کمان

ہاتھ سے گر پڑے ‌ ‌ ‌ یہ نہیں لازم کرے جو ہوشگا فی

تیر سے * لڑنے والوں کے بھی روز حملہ وہ قایم رہتے

آخر کو اسباب ہتھیار کپڑے حوالے کر دیئے اور اپنی جانیں بچا کر گئے

جو ہووے کام بڑا کار آزمودہ کو بھیج * کہ ہووے شیر قوی پنجہ کو وہ زیر کمند * جوان کیسا ہی تنہ زور قیاں بیکر ہو * پہ بوڑے خوف سے جنگ عدو میں خود پیوند * لڑا ہو جو وہ لڑائی کو جانے ہی ایسا * کہ جیسے مسئلہ شرع کوئی دانش مند

اٹھارہویں حکایت

ایک بڑے آدمی کے بیٹے کو دیکھا میں نے کہ اپنے باپ کی قبر پر بیٹھا ہے اور ایک فقیر زادے سے بحث کر رہا ہے کہ میرے باپ کی گور کا صندوق سنگ اور لوح کندہ رنگین اور فرش اُسکا سنگ مرمر کا۔ اینٹیں اُس میں فیروزے کی ہیں اور قبر تیرے باپ کی کیا ہی بہی تر کہ دو اینٹیں رکھ کر تھا کہ مٹی بھر کے اوپر ڈال دی ہے۔ درویش کے بیٹے نے سنکر کہا جب تک کہ ہنوز باپ تیرا نیچے سنگ گراں کے ہلا بھی نہوگا کہ باپ میرا بہشت میں پہنچا

جس گدھے پر بوجھہ کم لادیں انام * ہووے آسودہ بہت وقت خرام * بوجھہ فاقہ کا جو اٹھاویگا فقیر * مرگ کے وقت سبکبار جائیگا ہو گا وہ * نعمت و راحت و

آرام میں جو کہ کھائی جیا * شک نہیں اسکو ہی دشوار بہت
مرنا ہو * وہ جو ہے جس حال میں چھوٹا ہو لاغری کی * پھر
اس حد سے ہیگا کہیں وہ قیدی جو

آٹھاسویں حکایت

ایک بزرگ سے معنی اس حدیث کے پوچھے میں نے کہ ترجمہ لفظی اسکا یہ ہی دشمن تر دشمنوں کا تیرا نفس ہے کہ پہلو میں تیرے ہے فرمایا اُسنے باعث اسکا یہ ہی کہ جس دشمن پر احسان تو کریگا تیرا دوست ہو جاویگا مگر نفس ہے کہ جس قدر اُسے مدارا اور محبت سے پیش آئیگا مخالفت زیادہ کریگا

فرشتہ خو کرے ہی آدمی کو کم کھانا *
جو کھاوے مثل بہایم گرے بسان جماد * مراد جسکی تو بر لاوے
ہو تیرا وہ مطیع * سوائے نفس کہ حاکم ہے پاوے گر وہ مراد

بائیسویں حکایت حال سعدی

ایک شخص کو درویشوں کی صورت کے موافق اور انکی سیرت کے مخالف کسی مجلس میں دیکھا میں نے کہ بدیان کر رہا ہی اور دفتر شکایت سے کھول کر ہجو توانگروں کی شروع کی ہی

اور سخن کو یہاں تک پہنچایا ہی کہ فقیر و نکا دست
بقدرت بندھا ہی اور تونگر و نکا پاے ارادت توٹا
اہل کرم کے ہاتھ میں دام و درم نہیں * دولت ہی جنکے
پاس اُنھوں میں کرم نہیں یش کرہا ہوا
جو رکو نکی نعمت کا ہون یہ بات مجھے پسند نہ آئی کہا میں نے
ای یار بڑے آدمی حاصل ہیں مسکینوں کے اور ذخیرے ہیں
گوشہ نشینوں کے مقصد ہیں زاہدوں کے اور نگہبان ہیں
مسافروں کے بڑے آفات مردمان اٹھانے ہیں بار گراں
کھانے میں ہاتھ اُس وقت ڈالیں کہ متعلق اور زیردست
کھاویں اور اُنکے جود و کرم کا فضلہ خطیر و پیر و اقربا و ہمسائے کو
پہنچتا ہی تونگر ملکوں ہی وقف و نذر
و مہمانی * زکوٰۃ و فطر کے اعمال و ہدی و قربانی * اور اُنکا کام
ہی آزاد کرنا بندوں کا * جو آپ ... کرے اسکی ہیگی نادانی *
تو اُنکے ... دولت کسمیں کہاں پہنچا * اُنہوں نے ہوتی ...
جگہیں سوا زرافشانی * تیری ہی ... وہ ... کعبہ ... تیری
خاطر کو * اُنھونکی ... دق ہی سوشہ بشانی

قدرت جودھی اور قوت سجود کی دولت بندوں کو بھر میسر ہوتی ہی کہ مال پاکیزہ و جامۂ پاک و دل فارغ پاس اپنے رکھتے ہیں۔ اور قوت طاعت کی لقمۂ طیب میں ہی اور صحت عبادت کی لباس طاہر میں۔ ظاہر ہی کہ معدہ خالی میں کیا قوت ہو اور دست تہی میں کیا سخاوت۔ پاے شکستہ سے سیر کیا ہو سکے اور بھوکھے کے ہاتھ سے کیا خیر

رات کو سووے وہی دایم پراگندہ حواس
جس نے شب کی وجہ قوت صبح ہوں ظاہر نہو
گرمیونٹیں آذوقہ کرتی ہی اکٹھا اس لیے
تاکہ جاڑوں میں فراغت قوت سے ہو مور کو

فراغت فاقے سے نہیں ملتی اور جمعیت پریشانی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ کسی نے تکبیر احرام نماز عشا کی کہی ہی۔ کوئی منتظر طعام شب کا ہی غرض ہرگز یہ اُسکے مشابہ نہیں

چھنے ہیں ساجدان رزق
سدا * دل سے مشغول ہیں بذکر خدا * روزی جنکی ہی جگہیں
ڈانوا ڈول * بھٹکے ہی دل ہو دھر اُدھر اُنکا

عبادت اُنکی مقام قبول سے نزدیکتر ہی کہ خاطر جمع اور حضور
قلب رکھتے ہیں نہ پریشان خاطر کہ اسباب معیشت کے
دربدلت کرکے اوراد و عبادت میں مشغول ہوں - پناہ
مانگتا ہوں خدا ایسے فقیر سے کہ جو بدحال کرتا ہی - اور اسکے
کی ہمسایگی سے کہ جسکے دوست نہیں رکھتا حدیث میں بھی
آیا ہی کہ فقر روسیاہی دونوں جہانکی ہی - درویش سے
معرفت کو آرام نہو جب تلک کہ اسکے فقر کا انجام نہو
پھر سنکر کہا ایسے نہیں سنا ہی تو نے کہ جناب حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ فقر فخری میرا -
تب بولا ہین چپ رہ کہ مراد سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کی فقر سے مرد میدان رضا کے ہیں اور تسلیم قضا کے -
نہ ایسے کہ خرقہ صلحا کا پہنکے ادرار فقیر کے لقمہ روزینہ کو بیچیں
ای طبل تہی تیری گو کہ اونچی ہی صدا *
خالی ہی ہمہ یکسر لجت باطن تیرا * لازم ہی کبھی تو کبھو کوچ کے
وقت ای غافل * بن توشے کے تدبیر کریگا تو کیا * تسبیح
لپیٹ مت تو ہاتھ میں لیکر * خرقہ پوشی نہیں بہ از نزرے کچھ بہتر *

ہی ہمت و مردی جو تجھے ایک ذرا ٭ پھر بھی اطالیق سے
جمع کچھ مت کر ٭ اور نہیں ہو سکتا
بغیر نعمت کے ننگے کا پہنانا — یا بدن وسعت فیدیونکی
رہائی میں ساعی ہونا — ہم منصب ہمارے اہل دولت کو کب
پہنچیں اور ہاتھ لینے والے کا دینے والے کے ہاتھ سے مشابہ
کب ہووے خدای تعالی بحکم قرآن میں یعنی وہ آیہ کہ جسکے
معنے صریح ہیں اور احتمال دوسرا نہیں رکھتے — نعمت اہل
بہشت سے خبر دیتا ہی معانی اسکے یہ ہیں — یہ دو بے ہیں کہ
انکے واسطے ہی روزی معین نا جانے تو کہ جو کوئی مشغول
خرچ روز مرہ ہی دولت بار خدائی سے محروم ہی اور
ملک قناعت کا تاج ور نہ جانو مرہی

خواب میں پیاسوں کو نہیں آوے نظر مگر آب کا چشمہ عالم مردہ
(جہاں کہیں کسی شخص کھینچے ہوئے کو اور
تباہی کے نار کو دیکھے گا تو کہ وہ آپ کو جب [illegible] جس
کے خوف ناک کاموں میں مشغول کرتا ہی اور اسکے جتنے
متعلقات اور لوازم ہیں انسان پر تعجب کرنا لائق عذاب

آخرت ملے نہیں وُر نا حلال و حرام کو نہیں پہچانتا

کیہں وہ بھلا کہیں سے کتنے کے مر پہ جو آ پڑے

آ جہاں تو وہ اس خوشی سے کہ یہ دا ستھان ہے

دو آدمی جو کاندھے پہ رکھ لیویں نعش کو

تا کس کو سمیں گمان یہ ہووے کہ خوان ہے

لیکن صاحب دولت چشم عنایت الہی سے سبب حلال کے حرام سے محفوظ ہیں یہ سمجھ کر میں تقریر اس سخن کی تمام نہیں کرتا اور دلیل نہیں لاتا۔ مجھی سے انصاف کی توقع رکھتا ہوں کہ ہرگز نہ دیکھا ہوگا تو نے کہ پھر کسی دغا باز کا شانوں سے بندھا اور کسی بھوکا کو قید خانے میں پھنسا۔ یا پردہ عصمت کسی مفلس کا پھٹا۔ یا کسی کا ہاتھ پہنچے سے کٹا۔ مگر بسبب درویشی اور مفلسی کے کہ شیر مرد ضرورات اور محتاجی کے باعث سے اپنے گھر دین کو نبھاں اور سپر ہیں ویسے ہیں اور تہمت تصدیہ اکثر پاؤں بندھوائے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ درویش کو نفس امارہ ورغلائے اگر عورت سے بچنے کی طاقت اپنے میں نہ پاوے تو گناہ میں مبتلا ہووے کہ بطن اور

قرج توام ہیں یعنے ایک پیٹ سے دو فرزند جب نانک کا ایک بڑا ہی وہ سراپا ہی ۔ سنا ہی میں سے کہ ایک فقیر کو اغلام کی علت کے سبب پکڑا ۔ باوجود اسکے کہ شرمساری کھینچی اسنے پر سنگساری کی سزا پائی ۔ تب بولا ای مسلمانو نہیں رکھتا کہ جو رد کروں اور طاقت نہیں رکھتا کہ صبر کروں ۔ ناچار ہوں کیا کروں ۔ اورا عضاے تناسل کا ہنکانا اسلام میں درست نہیں ۔ غرض ہمارے اصحاب تسکین اور جمعیت باطنی کے جو اہل دولت رکھتے ہیں انہیں سے ایک یہ ہی کہ ہر ایک رات ایک محبوبہ خوب کو ہم آغوش رہتے ہیں اور ہر روز جوانی کو تازہ کرتے ہیں ۔ یعنی محبوبہ کہ صبح روشن کے سینے پر اسکے گورے رنگ سے داغ پڑ گیا ہی اور اسکی قامت سے شرمندہ ہوکر سرو خیابان خاک میں گڑ گیا ہی پانچے کئیں عزیزو نکے خون میں ڈبو دیا * عنابی اپنی انگلیوں کی پوروں کو کٹا ممکن نہیں ہوتے ہوے ایسی جبین کے گرد برے کا مونگے پتھریں یا ادھر ادھر کا دھیان اپنے تئیں دیکھ رہیں ۔

باراج ومحو ہوا کا جو دل کر ہی ہوا * کرتا ہی کب. تو ں پہ وہ یغما
کے التفات جس شخص کے ہوں روبرو جرمانے ترخواہش
کے وقت پاتھر امارے بھول کر وہ خوشہ انگور پر اغاب ہی کہ مفاس
اپنے دامن عصمت وطہارت کو نجاست گناہ سے بھر دیوے اور مانند
بھوکھے کتے کی روٹی جسکی پائے لیجاوے کب پوچھتا ہی
گوشت جو کیے کو ماگیا * دجال کا یہ خر ہی کہ صالح کا ہی شتر
کبھی کیسی پردہ نشینی بسبب دروینکے فسادمیں پڑی ہیں
اور ابروے گرامی اپنی اُنھوں نے بدنامی کی باد سے برباد دی ہی
جب ہووے بھوکھ قوت پرہیز کب رہے
افلاس باگ کھینچ لے تقوے کے ہاتھہ سے
جس وقت کہ میں نے یہہ سخن کہا درویش کے ہاتھہ سے
باگ طاقت کی جست گئی وہ تیغ زبانکی اُسنے کھینچ لی اور
گھوڑا فصاحت کا بیجیائی کے میدان میں کدا کر مجپر دوڑایا
اور کہا۔ اتنا مبالغہ اُنکی تعریف میں کیا تونے اور پریشان
باتیں کہیں کہ وہم تصور کرتا ہی کہ یہہ گروہ فاقے کے زہر کو
تریاق ہی اور روزی کے خزانے کی کنجی۔ لیکن فی

الحقیقت یہہ مجمع تکبر اور غرور کا مشغول مال و نعمت و مبتلاے جاہ و دولت ہی - بات نہیں کہتے یہہ مگر بجہالت اور دیکھتے نہیں الا بگوشہ چشم - عالموں کو گدا جانتے ہیں اور فقیروں کو بے سروپا - غرور مال کے سبب اور عزت و جاہ کے باعث برتر سب سے بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بہتر سب سے جانتے ہیں - یہہ خیال نہیں رکھتے کہ کسی سے سازش کر بیٹھے ہیں حکیموں کے قول سے ہہ کہ کہہ گئے ہیں - جو کوئی عبادت میں اور وں سے کمتر ہی اور دولت میں زیادہ

بصورت امیر ہی اور بمعنی فقیر   زر سے جو بے ہنر

کو حکیموں پہ فخر ہو* گو گاو عنبری ہی * تو جان کون خر

کہا ایسے کی مذمت اُنکی مت کر کہ اہل کرم ہیں -

بولا وہ غلط کہتا ہی بندۂ درم - کیا فائدہ اگر ابر بہار ہیں کہ کسی پر نہیں برستے - مانا کہ آفتاب ہیں پر کسیکو منور نہیں کرتے گو وسعت و قدرت کے مرکب پر سوار ہیں لیکن اُسے نہیں دوڑاتے اور ایک قدم بھی واسطے خدا کے راہ حق میں نہیں رکھتے - بے منت و اذیت

ایک درم نہیں دیتے۔ مال کو محنت و مشقت سے جمع کرتے ہیں اوٗر خسّت کے باعث دھر رکھتے ہیں آخر کار چھوڑ جاتے ہیں حکیموں نے کہا ہی مال بخیلاں کا خاک سے اُسوقت نکلتا ہی کہ وُہ خاک میں جاتا ہی

کوئی حصول کرے جد و جہد سے دولت * ایک اوٗر اُسکے لیجاے اُسکو بے زحمت

میں نے کہا دولت مندوں کے بخل سے آگاہ نہیں ہوا تو مگر بسبب گدائی کے ۔۔ ورنہ جو کوئی کہ طمع نہیں رکھتا سخی اوٗر بخیل کو یکساں ہی جانتا ۔ کسوٹی جانتی ہی کہ سونا کیسا ہی اوٗر محتاج جانتا ہی کہ بخیل کون ہی ۔ بولا وُہ کہ اِس بات کو تجربے سے کہتا ہوں کہ چوبدار دروازے پر رکھتے ہیں اوٗر مردوم درشت خو اوٗر جنگ جو متعین کرتے ہیں کہ عزیزوں کو آنے نہ دیں اوٗر صاحب تمیز و نکو روکیں اوٗر کہیں کہ گھر میں کوئی نہیں

گر نہووے صاحب تدبیر و عاقل ہوشیار *
کوئی گھر میں ہی نہیں کہتا ہی سچ یہہ پردہ دار

کہا میں نے کہ باعث اِس حرکت کا یہہ ہی کہ اہل توقع کے ہاتھ سے

اوٗر محتاجونکی غرضیونسے بہ تنگ آئے ہیں اگر جنگل کی ریت ذرّ ہو
تو بھی عقلا کے نزدیک محال ہی کر آنکھ گداکی پر ہو

نعمتوں سے طالب دنیا کی آنکھ * پر نہووے جیسے شبنم سے کوا

حاتم طائی صحرا نشیں تھا اگر شہر میں ہوتا تو گدااوٗنکے ہاتھونسے
عاجز و بیچارہ ہو جاتا اوٗر اُسکے بدن کا جامہ پارہ پارہ ۔ پھر بولا
وٗہ کہ رحم کرتا ہوں میں اُنکے حال پر کہا میں نے غلط ۔ حسرت
و حسد ہی تجھکو اُنکے مال پر ۔ غرض ہم اِس جواب و سوال کے
اُلجھیڑے میں پھنسے ہوئے تھے جب وٗہ شخص کا پیادہ چلاتا میں اُسے
بند کر دیتا ۔ جسگھری وٗہ دلیلونکی شہیں میرے بادشاہ کام کو دیتا
میں فرزین حجت سے بچا لیتا یہاں تک کر کیسہ ہمت کا اُسنے ہارا
اوٗر حجت کے تیر و نکا ترکس ڈال دیا   دہال کو
مت پھینک تو از جانہ مرد فصیح * کچھ نہیں ہی پاس اُسکے جز
دروغ و ادّعا * سیکھ دین و معرفت اہی یا شاعر سجع گو *
ورپہ ہی رکھتا ہی حرب قلعہ خالی ہی پڑا
آخر کار دلیل اُسکے پاس نہ رہی تب ذلیل اُسکو کیا پھر اُنے ہاتھ
ظلم کا پھیلا دیا اوٗر بیہودہ بکنا شروع کیا ۔ جاہلوں کا طریقہ

بھی ہی کہ جب ولیاں سے عاجز ہونے میں لڑنے لگتے ہیں۔ چنانچہ آذر بت تراش جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حجت میں بر نہ آیا لڑنے کو اُٹھ کھڑا ہوا اور چند کلمے ناشایستہ کہے کہ قرآن اُسے ناطق ہی اور حاصل اُنکا یہہ ہی اگر تو باز نہ آویگا دشمنی سے میرے خداؤنکی یا مذمت سے اُنکی میں تجھے گالیاں دونگا یا سنگسار کرونگا الغرض جب گالیاں اُسنے دیں میں نے بھی دیں آخر اُسنے میرا گریبان پکڑ ے ارا یا اور میں نے اُسکی ٹھوڑی کو پاش پاش کیا

پکڑے ہوئے میں گردن اُسکی ہاتھ میں اُسکے جب میرا
خلق کا ہوا اِکٹھے ہمارے لوگ ہزاروں خندہ زناں
گفت و شنید سے ہم دونونکی ہو متعجب آخر کو
واسطے لاکا اُنکی اپنے دانتوں کاٹ ہر پیر و جوان

غرض اُسکے فیصلے کے واسطے قاضی کے پاس گئے اور اُسکے حکم کی اطاعت قبول کی کہ وہ حاکم مسلمانونکا ہی جو مصلحت کرے ہوے اور درمیان درویشوں اور تونگرونکے فرق کرنیکو جسطرح ہنے کہ فرماوے وہی حق ہی۔ جوں اُسنے ہماری

صورت دیکھی اور کلام ہمارا سنا فکر کے گریبان میں سر کو
ڈالا اور بہت تامل کے بعد اُٹھا کر یہہ فرمایا - ای شخص
کہ تونگرونکی تو نے ثنا کی اور مذمت درویشونکی روا رکھی -
جان تو جہان گل ہی وہان خار ہی نہ گنج بن سانپ ہی نہ
شراب بے خمار - جس جگہہ گوہر اعلی ہی وہین گھڑیال
آدمیونکا کھانے والا ہی - گر زندگی اجل کی دنیا کے عیش
کی لذت کے پیچھے ہی اور رویوں صعوبت بہشت کی نعمت کے آگے

کیا کرے جور عدو گر نہ سہے طالب دوست * گنج و مار
و گل و خار و غم و شادی ہیں بہم — نہیں دیکھتا ہی
تو کہ باغمیں اُدھر بید مشک ہی اِدھر چوب خشک - ایسے
ہی تونگرون میں شاکر ہیں اور کافر درویشونکے بھی حلقے میں اسی
طرح سے حریص ہیں اور صابر — ہووے جو دریا میں
ہر ایک قطرہ اولیکا گہر * گو تیونکی طرح سب بازار جاوے
اُٹّے بھر — مقربان الٰہی امیر فقیر سیرت اور فقیر امیر
ست ہیں - بڑا دولت مند وہی ہی کہ غم فقیر و دکا کھاوے
اور فقیر ونمیں بہتر وہ ہی کہ طالع مندونکے دروازے پر کبھو نجاوے

— جو شخص کہ توکل کرے خدا پر تو اُسکو وہی بس ہی — بعد اسکے فقیر کو غصے سے کہنے لگا ای کہ کہا تو نے کہ تونگر بڑے کام میں مشغول ہیں اور لہو و لعب میں مصروف — البتہ کتنے شخص اُنمیں کم ہمت اور منکر نعمت ہیں لیجاتے ہیں اور رکھتے ہیں کھاتے ہیں اور کسیکو نہیں دیتے بالفرض اگر مینہ نبرسے یا جہان میں طوفان اُٹھے پر اپنی حشمت کے اعتماد سے فقیر کی محنت کی طرف دھیان نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں

پروا نہیں جو نیستی سے کوئی جاے مر *
زردار ہو ئیں بط کو ہی طوفانسے کیا خطر *
ناقوں پہ جو کہ عورتیں ہو دونمیں ہیں سوار *
کب ملتفت ہوں اُسپہ جو ہی ریت میں پھنسا *
کمینے اپنی کملی کھینچ کر جو لیگئے باہر *
تو کہتے ہیں کہ غم کسکو ہی گو سب خلق جاوے مر

اُنکے اوصاف یہی ہیں کہ تمنے بیان کئے اور بعضے اُنمیں ایسے ہیں کہ دسترخوان نعمت کا اُنھوںنے آگے محتاجونکے بچھایا ہی اور اپنے کرم کا اشتہار ملک بملک بھیجوایا ہی — کشادہ پیشانی فقیروں سے متواضع ہوتے ہیں اور محتاجونکی خدمت کے لیئے کمر بستہ

رہتے ہیں — طالب نام و مغفرت ہیں اور صاحب دنیا و آخرت
چنانچہ بندگان حضرت بادشاہ دایم بحفظ اللہ دشمنوں پر منصور و مظفر
مالک کشور و مہر ماہ اطراف صاحب اوصاف وارث ملک سلیمان
عادل شاہان زمان مظفر الدین ابو بکر سعد ہمیشہ رکھے اللہ تعالی ایام
دولت اُسکے اور بلند کرے نشان نصرت اُسکے

کوئی پدر نہ کرے پھر کبھی پسر پہ کرم * کیا جو تو نے ہی دنیا میں
بر بنی آدم * جو چاہا حق یہ کہ بخشش کرے خلایق پر * تو اپنے لطف
سے مجھکو کیا شہ عالم — قاضی نے جب سخن کو یہاں
تک پہنچا دیا اور ہماری حد قیاس سے مبالغے کے اسپ کو پرے
دیکھا تب موافق حکم قضا کے راضی ہو بیٹھے — حالات ماضی سے در
گذرے اور معذرت کی باتیں باہم کرکے راہ مدارا کو اختیار
کیا — ہر ایک نے سر کو دوسرے کے پاؤں پر رکھ دیا اور مرد
دو ایک کا ایک نے جو ماعرض خاتمہ سخن کا اس قطعے پر ہوا
فقیر اب باز ار اس گردش دنیا کے شکوے سے * ہر اک بخت
ہوتا تو اس حالت میں مرجاتا * جو میرے دست و دل ہیں کام اُن
ای صاحب دولت * کہا اور رکھا کہ تیرے ہاتھ آوے دین اور دنیا

آٹھواں باب صحبت اور پند و حکمت کے آداب میں

حکمت

مال عمر کی آسایش کے واسطے ہی نہ عمر واسطے جمع کرنے مال کے ۔ ایک عقلمند سے پوچھا کہ نیک بخت کون ہی اور بد بخت کون ہے کہا اُسنے نیک بخت وُہ ہی کہ جسنے کھایا اور کھلایا اور بد بخت وُہ ہی کہ جو مر گیا اور چھوڑ گیا نہ پڑھ نماز تو اُس پر کہ جسنے کچھ نہ کیا * نہ کھایا اور طلب زر میں عمر کو کھو دیا نصیحت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو نصیحت کی کہ احسان کر تو بھی محتاجوں پر جیسا کہ تجھپر احسان کیا ہی اللہ نے ۔ کچھ دھیان نہ کیا اُسنے اور کان اِسپر نہ رکھا ۔ آخر سنا تو نے کہ کیا دیکھا دام و درم کو دور کیا جسنے خیر سے * کچھ فایدہ نپایگا وُہ داغ غم سوا * گر چاہتا ہی نعمت دنیا سے انتفاع * دے خلق کو تو جیسے خدا نے تجھے دیا غرض یہہ ہی کہ بخشش کر اور

منت کسی پر مت دھر کہ اُسکا فایدہ تجھے پہنچے

درخت کرم نے جہاں پکڑی جڑ * گئی اُسکی ہر شاخ افلاک پر
جو یہہ چاہتا ہی کہ پھل آپسے کھائیے * تو منت کا ارّہ نہ تو اُسپہ
دھر * کر شکر حق کہ دی تجھے توفیق خیر کی * انعام و
فضال سے نہ معطل کبھی رکھا * خدمت کا بادشاہ پہ احسان تو
نرکھہ * احسان اُسکا مان جو خادم تجھے کیا

حکمت

دو شخص نے ناحق محنت کھینچی اور کوشش بیفایدہ کی —
ایک وُہ کہ جسنے مال جمع کیا اور نہ کھایا دوسرا وُہ کہ جسنے
علم سیکھا اور عمل نہ کیا

گوکہ پڑھ جاے تو علوم
جہان * نہ کرے گر عمل تو ہی نادان * نہ محقق ہوئے فقیہہ
اگر * تو کتابوں سے ہی لدا جوں خر * اُسبے مغز کو کہاں یہہ
خبر * ہاں لدی لکڑیاں کہ ہایں دفتر

حکمت

علم براے ترقی نعمت عقبی ہی نہ بجہت حصول دنیا
جہانکے بیچ جس عالم نے اپنے علم کو بیچا * کیا
خرمن اُلتھا پر اُسے ایک لحت ہی پھونکا

حکمت

عالم بے تقوی مشعل رکھتا ہی پر ہی اندھا

بے فایدہ عمر کو گنوایا * کچھ مول لیا نہ زر گرایا

حکمت ملک عقلمندوں سے خوبی پکڑتا ہی اؤر
دین و اسلام پرہیزگاروں سے کمال - عقلمند بادشاہونکے
قرب کے محتاج جتنے ہیں وے اُسّے زیادہ تر محتاج ہیں اُنکی
نصیحت کے دھیان سے سن اِسکو توای
بادشاہ * ہند کوئی دہر ہیں اِس سا نہیں * کام دنیا بجز اہل خرد *
گو کہ جو عاقل ہی وُہ لیتا نہیں حکمت تین
چیزیں بغیر تین چیز ونکے پایدار نہیں ہوتیں - مال بے تجارت
علم بے بحث و ملک بے سیاست حکمت
رحم بدونکے اُوپر کرنا ستم ہی نیکوں پر اؤر ظالموں کا
عفو کرنا جور ہی مظلوموں پر
نوازیگا اگر بد ذات کو ای صاحب دولت * نظر نعمت پہ
تیری وُہ کریگا جا ہیگا شرکت حکمت بادشاہونکی
دوستی پر اعتماد نکیجے اؤر لڑکونکی خوش آوازیکا اعتبار - کہ
وُہ ایک خیال کے باعث سے تبدل پاجاتی ہی اؤر یہہ سبب
جوانیکے تغیر ہزار دوست ہوں جسکے مت اُسپہ

شیدا ہو* نہیں تو دلبہ گوارا کر اُسکی فرقت کو

حکمت

اپنے بھید کو ہر آن دوست سے مت کہہ۔ تجھے کیا معلوم ہی احیانا کسیوقت دشمن ہو جاے۔ اور دشمن سے جو برائی کہ تو کرسکتا ہی مت کر اتفاقا کہ کسیوقت وہی دوست ہو جاے۔ وہ بھید جسکو چاہتا ہی کہ چھپا رہے کسی معتمد سے بھی مت کہہ کر رازدار اپنے راز کا کوئی تجھ سے بہتر نہو گا

چپ ہی بھلی کر راز کو اپنے کسی سے کہہ* کہنا یہہ تو کسی سے نکہیو اُسے کبھو* ای مرد سوچ دلمیں سر چشمہ بند کر* پانی بھرا تو بند ہو نہ سکیگی پھر آ بجو* خلوت میں بات کر یہہ تیرے حق میں ہی بھلا* پچتائیگا کہیگا جو ہر انجمن میں جا* وہ سخن مت کہہ تو خلوت میں نہاں* کہہ سکے جسکو نہ مجلس کے میان

حکمت

دشمن ضعیف کہ اطاعت کرے اور دوستی جتاوے مقصود اُسکا کچھ اور نہیں مگر یہہ کہ دشمن قوی ہو وے۔ اےعزیز ہرگاہ دوستوں کی دوستی کا بھروسا نہیں تو چاپلوسی پر دشمن کی کیا

اعتبار ہی   پند   جو کوئی دشمن کو بیک
کو حقیر اور ناچیز سمجھے مانند اس شخص کی ہی کہ تھوڑی آگ کو
نہ بجھاوے اور یوں ہیں چھوڑ دے   گر قابل کر سکے
ہی تو کر چک تو آج ہی * آتش ہوئی بلند تو پھونکے گی ایک
جہان * جو تیر کی ہو چوٹ پہ دشمن اسے نہ چھوڑ * فرصت
نہ اتنی دے کہ چڑھا لوے وہ کمان   پند
لازم ہی دشمنوں کے بیچ اسطرح بات کہے تو کہ اگر وے آپسمیں
دوست ہو جاویں تو شرمندہ نہو   دو دلو نہیں ہی
لڑائی شعلہ ساں * مثال ہیزم کش ہی اتر اور میاں *
ایکدن آپسمیں وہ پھر جاوینگے مل * آپہی وہ ہوگا پشیمان و
خجل * غضب کی آگ کتئیں دو دلوں میں بھڑکا کر * جلانا اپنے تئیں
ہی شعور سے باہر * دوستونکے ساتھہ بات آہستہ کہہ * کان
دشمن کا مبادا ہو ادھر * کہہ نہ پکا نہ کچھہ دیوار سے * شاید
اسکے پیچھے ہو کوئی بشر   پند   جو کوئی
اپنے دوستونکے دشمنوں سے دوستی کرے دوستونکی ایذا کا
دھیان رکھتا ہی   ای عقلمند دوستی سے اسکی

باتھ دھو * جو دوست تیرا دشمنوں سے ہم پیالہ ہو

پند جو کسی کام کے انجام میں تجھے تردد ہو تو وہ
طرف اختیار کر کہ جدھر سے بے رنج وہ کام نکلے

مت کر سلیم طبع سے تو تلخ گفتگو * لڑنا نہ اُسکے ساتھ جو
کوئی ہو صلح جو

حکمت جب تلک زر سے
کام نکلے جان پر جوکھوں اُٹھانی لایق نہیں

تھک چکیں جب تیرے سب حیلوں سے ہات * پھر نکر نا و ار
بن کچھ اؤر بات

حکمت دشمن کے
عجز کرنے پر رحم نہ کر کہ اگر قادر ہوگا تو مہر نہ کریگا تجھپر

شیخی نہ کر نا زور کی دشمن جو دیکھے ناتواں *
ہر بیر ہن میں مرد ہی ہر مغز ہی ہر استخواں

حکمت جو کوئی کسی بدگو کینئیں قتل کرے تو خلق کو
اُسکی بلا سے نجات دے اؤر اُسکو عذاب خدا سے

نہایت خوب ہی کرنا رحم خلق پر لیکن * لگا مت زخم پر
موذی کے تو زنہار مرہم کو * کیا ہی رحم جسنے سانپ پر ہر گز
نہیں سمجھا * کہ ہی یہہ رنج پہنچانا ہرا یک فرزند آدم کو

حکایت   نصیحت دشمن کی ماننی خطا
ہی لیکن سننا روا ہی کہ برعکس اُسکے عمل میں لائے تو کہ
عین صواب ہی   حذر کر اُسّے جو کہتا ہی دشمن * کہ وہ
خالی نہووےگا ضرر سے * جو سیدھی تیر سی دکھلاے وُہ راہ *
تو دست چپ کو چل اور پھر اُدھر سے   حکایت
غضب حد سے زیادہ موجب وحشت کا ہوتا ہی اور لطف
بے وقت ہیبت کھوتا ہی نہ اتنی دُرشتی کر کہ لوگ تجھ سے
بہ تنگ ہووین بس نہ اِسقدر نرمی کر تجھپر دلیر
درشتی و نرمی ہیں دونو ضرور * بخوبی ہوتا انتظام اُمور کا
وُہ جرّاح کس کام کا ہی اگر * نرکھے بہم مرہم و نیشتر
درشتی بہت عاقلوں سے نہو * نہ سستی جو دیوے گھٹا قدر کو
فقط اپنی ہی تو فزونی نہ چاہ * زبونی سے بھی حال مت کر تباہ
کہا ایک چرواہے نے باپ سے * کہ ایک پند پیرانہ سکھاؤ
مجھے * وُہ بولا کہ نیکی سے مت باز آ * پہ مغلوب رکھہ بھیڑ یئکو
سرا   حکایت   دو شخص دشمن ملک اور
دین کے ہیں - بادشاہ بےحلم اور زاہد بےعلم

وُہ کسی ملک کا ہووے نہ کبھو فرماں دہ * جو خدا کا نہیں ہی
بندۂ فرماں بردار حکمت بادشاہ کو چاہیئے
یہاں تک غصہ نکرے کہ دوستوں کو اعتماد نرہے ۔ آتش
غضب کی پہلے صاحب غضب کو لگتی ہی ۔ بعد اُسکے شعلہ دشمن
تک پہنچے یا نہ پہنچے مزاوار کب ہی کہ آدم کا
پور * رکھے اِسقدر کبر و طیش و غرور * جو ہی یہہ تجھے تندی
و سرکشی * تو خاکی نہیں بلکہ ہی آتشی
ایک متقی کے پاس گیا بیلقان میں میں * اور یوں کہا برائے
خدا جہل سے نکال * فرمایا اُسنے ہو متحمل برنگ خاک *
یا تو نے جسقدر ہی پڑھا اُسے یہ خاک ڈال پند
بد خواہ تھہ میں ایسے دشمن کے گرفتار رہی کہ جہاں جاے اُسکے
عذاب کے چنگل سے نجات نہیں پاتا بالا کے ہاتھہ
سے گو جاے چرخ پر بد خو * پھنسا بلا میں رہیگا وُہ اپنی خو
کے سبب حکمت جو دیکھے تو کہ دشمن
کی سپاہ میں پھوٹ پڑی ہی تو خاطر جمع رکھہ اور جو اِکٹھا
دیکھے تو اپنی پریشانی کا اندیشہ کر جو دیکھے دشمنوں میں

لڑائی ہی شوق سے * چاہیے میں ہاتھہ دوستوں کے اور انند کر *
جب وقت پائے سب کیئیں ایک زبان تو * جلدی چڑاھا
کمان کو رکھہ سنگ قلعہ پر

حکمت

دشمن کا جب کوئی حیلہ بن نہیں پڑتا تب دوستی شروع کرتا ہی اور ایسے وہ کام کرتا ہی کہ دشمنی میں نہیں کر سکتا ۔ سانپ کا سر دشمن کے ہاتھہ سے خواہ مخواہ کچل کہ دو فایدوں میں سے ایک مقرر ہوگا ۔ اگر یہہ غالب آیا تو سانپ مارا تونے اور جو اسنے کاٹا تو دشمن کے ہاتھہ سے چھوٹا

عدوے ناتواں سے بے خطر مت ہو لڑائی میں * نکالے
شیر کا بھیجا جو چیتے سے اٹھا وے دل

حکمت

وہ خبر کہ رنج پہنچاوے ۔ دوسرے کو کہنے دے ۔ تو چپکا ہو رہ

بلبل بہار کی تو شتابی سے دے خبر * ذکر خزاں کو چھوڑ دے
ایک لخت بوم پر

حکمت

بادشاہ کو کسیکی خیانت پر واقف مت کر جب تلک کہ اسکے قول کا اعتماد نہو ۔ نہیں تو اپنی ہلاکت کی سعی کرتا ہی تو

وہ جب آئے تیرے نہیں نظر * بات کہنے کا تو اسدم قصد کر

حکایت — جو کوئی کسی خود پسند کو نصیحت کرتا
ہی وہ آپ نصیحت کرنے والے کا محتاج ہی

حکایت — فریب دشمن کا مت کھا اور غرور مدّاح
سے مول مت لے۔ کہ وہ مکر کا جال ہی اور یہہ لالچی۔ احمق
کو تعریف خوش کر کے پھلا دیتی ہی جیسے حیوانکے لاشیکو
تخنے کے پوست میں پھونکنا پھلا دیتا ہی — نہ سنیو
مدح سخن گو کی زینہار کبھو * کہ تیری ذات سے پاتا ہی نفع
وہ اوچھا * مراد اسکی نہ دیگا جو ایکدن تیرے * وہ عیب
اس سے دو صد چند پھر بکھانیگا

حکایت
متکلم کا عیب جب تلک کوئی نہ پکڑے کلام اسکا معیوب
رہے — پچتائیگا نہ حسن سخن پر غرور کر * اپنے گمان
و وہم پہ ناداں کی مدح پر

حکمت
ہر شخص اپنی عقل کو کامل جانتا ہی اور اپنے فرزند کو خوب
صورت — لڑ رہے تھے اس مزے سے ایک مسلمان
و جہود * انکی حالت پر ہنسی نے دفعتا مجکو لیا * کہہ رہا تھا
طنز سے وہ مارتا مجکو یہود * گر نہووے یہہ قبالا راست میرا

ای خدا * اور یہودی یوں کہتا ہی قسم توریت کی *
ہوں مسلماں تجسا گر میں جھوٹھ کہتا ہوں ذرا * گرچہ سب
روے زمیں سے عقل ہو معدوم لیک * اپنے تئیں ناداں
جانے کوئی یہہ امکان کیا

حکمت

دس آدمی ایک دستر خوان پر کھائیں اور دو کتے ایک بد بو
مردے کو کھاتے ہوئے لڑ لڑ مریں - حریص ایک جہانکی نعمت
دیکھتا ہو تو بھی بھوکھا ہی - اور قانع ایک روٹی سے بھی
سیر رہتا ہی ۔ روکھی ایک روٹی سے بھر
جائے ابھی روده تنگ * دیده تنگ نہ بھر ہو نعم دنیا سے *
جو دور عمر میرے باپ کا تمام ہوا * مجھے یہہ کر کے وصیت جہاں
سے گذرا * بالا ہی آتش شہوت حذر کرا تنے پسر * نہ اپنے
واسطے دوزخ کو مشتعل تو کر * کہ اسکی آنچ کی ذرہ نہ تاب
لاویگا * بس آب صبر چھڑک آج ہی اور اسکو بجھا *

حکمت

جو کوئی توانائی میں دستگیری
نکرے ناتوانی میں بہت سی سختی کھینچے
نہایت ہی بد اختر مردم آزار * کہ روز بد کوئی اسکا نہیں یار *

حکمت

جان ایکدم کی

حمایت میں ہی اور دنیا ایک وجود و عدم میں ۔ بس
دین کو عوض دنیا کے مت بیچ ۔ فی الواقع یوسف کو جو
بیچینگے تو کیا لینگے ۔ تنبیہ کرتا ہی اِس بات پر قول اللہ تعالی
کا کہ معانی اُسکے یہہ ہیں آیا پیمان نہ لیا تھا تجسے میں نے ای
بنی آدم کہ مت پرستش کرو تم شیطان کو

عدو کے کہنے پہ پیمان دوست کا توڑا * تک اِسکو سوچ
تو کس سے پھرا تو کس سے ملا

حکمت

شیطان مخلصوں سے بر نہیں آتا اور سلطان مفلسوں سے

مت اُسکو قرض دے جو کوئی بے نماز ہو * گرچہ منہہ اُسکا
فاقے کی شدت سے باز ہو * وہ تو خدا کے فرض کو کرتا نہیں
ادا * پھر قرض کا تیرے اُسے کیا فکر ہوئیگا

حکمت

جو کچھ کہ جلد موجود ہووے دیر تک نرہے اور حکیموں
نے کہا ہی جو دولت جلد آتی ہی شتاب جاتی ہی
بہت سے بیں آیا ہی کہ مشرق کی زمین میں * چالیس برس
میں بنے ہی کاسہ چینی * ایکروز بنا لیتے ہیں بغداد میں سو

ایک * نقیبت کا بھی احوال ذرا دیکھو اُنکی

حکایت

مرغ کا بچا نکال انڈے سے ڈھونڈے ہی

خورش * بچہ آدم کو کچھ ہوتی نہیں عقل و خبر * وہ کسی شی

کو نہ پہنچے دفعتاً کوئی لیوے مار * دانش و فضل و ہنر میں

جائے بہ سب سے گذر * شیشہ ہی بیقدر اِس باعث کر

ہیگا ہر کہیں * لعل ہی کم یاب اِسّے قدر میں ہی بیشتر

حکایت

صبر سے مقصود بر آتے ہیں - جلدی

کرنے والے آپہی ٹھوکر کھاتے ہیں

اپنی آنکھوں سے ہی دیکھا مَیں نے صحراؤں کے بیچ * تیز رو سے

پہلے پہنچا جو کہ آہستہ چلا * دوڑنے سے رہ گیا تھک کر سمند تیز

گام * سار باں اُونٹ اپنا آہستہ چلائے ہی گیا

حکایت

نادانکو خاموشی سے کچھ بہتر نہیں اگر یہی

بھلا جانتا تو نادان نہوتا گر نہیں کچھ بھی تجکو فضل و

کمال * بند رکھہ پھر زبان کو اپنی * آدمی کو زباں کرے ہی

خراب * جوز بے مغز کے تئیں سبکی * گدھے کو کرتا تھا تعلیم

ایک احمق سنت * اُسی خیال میں ہوتی تھی اُسکی عمر بسر *

کہا حکیم نے اُسکو عبث ہی یہہ کوشش * کہ دیو کبھی گا تجھے

اس سوۓ دیکھیں ملامت گر * خموشی اُسے ذرہ ہو تو سیکھ اے

نادان * اگرچہ طرز سخن تجھسے کچھ نہ سیکھا خر

جو تامل سے نہ یودیگا جواب یہہ * بول اُٹھیگا وہ کلام ناصواب

عقل مندونکی طرح سے بات کہہ * یا بہایم کی طرح خاموش رہ

حکمت جو کوئی آپسے داناتر کے ساتھہ بحث

اسواسطے کہ لوگ اُسے دانا جانیں محض بے وقوف ہی -

اُسکو سب نادان ہیں جانینگے جو ہووے گرم سخن کوئی

بحث فاضل تر * گرچہ اُسے جانے ہی بہتر یہ اعتراض نکر

حکمت جو شخص کہ بدونکے ساتھہ بیٹھیگا نیکی نہ دیکھیگا

اگر فرشتے کو بھی ہووے دیو کی صحبت * تو اُسے سیکھے وہ

مکر و خیانت و وحشت * بدوں سے غیر بدی اور کچھہ نہ سیکھیگا

* کہ گرگ کو نہیں آتا ہی پوستین سینا حکمت

آدمیونکے چھپے ہوے عیب ظاہر نکر کہ اُنکو رسوا کریگا تو

اور اپنے تئیں بے اعتبار حکمت جسنے پڑھا

اور عمل نہ کیا اُس شخص کی مانند ہی کہ ہل چلایا اور بیج نہ بویا

حکمت

انسان بید سے بندگی نہیں ہو سکتی اۏر پوست سپے مغز پونجی کے لایق نہیں — یہہ کیا لازم ہی کہ جو کوئی مجادلے میں چست ہو وہ معاملے میں بھی درست ہو

چادر و برقع میں خوش قامت بنا ہووے جیسی
کھول کر منہہ کو جو دیکھے تو ہی بڑھیا پھوس سی

اگر اکثر شبیں ہوتیں شب قدر * تو ہوتی وہ جو ہاتیں عزت بے قدر * ہر ایک پتھر جو ہو لعل بدخشاں * تو سنگ و لعل ہوں قیمت میں یکساں

حکمت

جو کوئی کہ صورت میں خوب ہی لازم نہیں کہ سیرت میں بھی نیک ہو — اۏر کام باطن سے ہی نہ ظاہر سے

چاہن سے مرد کے معلوم ہووے ایکدم میں * کہ اُسکے علم کا رتبہ کہاں تلک پہنچا * مت رہو جو زہاد اُسکے باطن سے * کہ خبث نفس کا برسوں میں بھی نہیں کھلتا

حکمت

جو کوئی کہ بزرگوں سے لڑتا ہی اپنا ہی خون کرتا ہی

تو برا چاہتا ہی اپنے تئیں * ایک کو دیکھا ہی دو ڈھیرا * سر ملا کھیلتا ہی مینڈھے سے *

ہاتھی کو دیکھیو ابھی تو تا **حکمت** پنجہ نہ لانا تو شیر
سے اور گھونسا مارنا شمشیر پر کام دانا ؤں کا نہیں
زور آوری و جنگ نکر بیخ قوی کے ساتھ * زور آوروں کے
سامھنے رکھ لے بغل میں ہاتھ **حکمت**
وہ ضعیف کہ قوی سے دلاوری کرے اپنی ہلاکت میں
دشمن کا مددگار ہی جو کہ سائے میں ہو پالا کب
وہ * دے سکے ساتھ لڑنے والوں کا * ناتوان مرد سخت جنگال
سے * جہاں و نادانی سے کرے پنجا **حکمت** جو کوئی
کہ نصیحت نہ سنے ارادہ ملامت کے سننے کا رکھتا ہی
جو نصیحت سنے نہ تو ای یار * گر ملامت کریں تو دم مت مار
حکمت بے ہنر ہنرمندونکو دیکھ نہیں سکتے
جیسے بازاری کتے شکاری کتے کو دیکھ کر دور ہی سے بھونکتے
ہیں اور پاس نہیں آسکتے **حکمت** سفلہ جب
ہنر میں کسی سے بر نہیں آتا تب ہزاروں عیب اسکو ہی
لگاتا عیب اب تجکو لگاتا ہی حسود نارسا * گفتگو
میں تیرے آگے اسکی گونگی تھی زباں **حکمت**

اگر پیٹ کا دکھ نہ ہوتا تو کوئی جانور صیاد کے پھندے میں نہ پھنستا
بلکہ صیاد جال بھی نہ بچھاتا — بے بس کرے ہی سب کو
شکم ہی بڑی بلا * بندہ شکم کا عبث معبود کر چکا

حکمت

حکیم دیر میں کھاتے ہیں اور عابد آدھی بھوکھ اور زاہد سد رمق اور حیوان حلق تلک بھرتے ہیں اور بڈھے اسقدر کہ پسینا آجاے لیکن قلندر اتنے کھاتے ہیں کہ معدے میں دم کے بھی سمانے کی جاگہہ نہ ہیے اور دسترخوان پر رزق کسیکو نہ بچے

جو کہ ہو قیدی شکم کا دو شبیں سووے نہ وو
کھاے جس شبکو بہت اور گرسنہ جس شبکو ہو

حکمت

بد ہی عورتوں سے مشورت اور گناہ ہی مفسدونکے ساتھہ

سخاوت

رحم جسے کے حال پر مت کر * ظالم ہیگا بہہ سخت دنبوں پر

پند

دشمن سامھنے ہی جس شخص کا اگر وہ نہ مارے تو دشمن ہی اپنا
ہاتھہ میں سنگ سانپ پاتھر پر * ہی حماقت کرے تو دیر اگر
ایک گروہ نے بر عکس اُسکے بہتر سمجھا ہی اور کہا ہی

قیدیونکے قتل میں تامل بہتر ہی اسواسطے کہ مارے نہیں اور چھوڑنے میں اختیار باقی ہی — اگر بے تامل مارے جاویں شاید کوئی مصلحت فوت ہوجاے اور تدارک اُسطرح کا بن نہ آے

مارنا جان سے زندیکا بہت ہی آسان * مار کر پھیر جانا دے کوئی یہہ کیا امکان * چھوڑنا تیر کا بے صبر و تامل ہی خطا * کہ وہ پھر آنیگا نہیں جب کہ کمان سے چھوٹا

حکمت

جو داناکہ جاہلوں سے لڑے جھگڑے — توقع عزت کی نرکھے اور ایک جاہل باتونیں کسی دانا پر غالب آئے عجب نہیں کیونکہ ایک سنگ ہی کہ جواہر کو توڑتا ہی

کیا عجب جو تنگ ہو اُسکا نفس * ہووے بلبل زاغ کی جب ہم قفس * دلمیں رنجیدہ و آزردہ نہو اہل ہنر * کھینچے او باش کے وہ ہاتھ سے گو جور و جفا * سنگ نے توڑا اگر سونیکا پیالا حاصل * نہ وہ قیمت میں بڑھیگا نہ گھٹیگا سونا

حکمت

کسی عقلمند و نکی بات نے اگر کمینونکی گروہ میں صورت نہ پکڑی تعجب مت کرکہ آواز بربط کی صداے دُہل سے غلبے میں بر نہیں

آتی اور عنبر کی باس لہسن کی گندی بو سے دب ہی جاتی
اپنی زبان درازی سے نادان کالے کار * دانا کے تئیں گرا سکے اکثر نا
ہی بار بار * یہہ جانتا نہیں کہ صد اطبال کی صدا * لیتی ہی اپنے
شور سے آہنگ کو دبا

حکمت

جواہر اگر کیچڑ میں گرے نفیس کا نفیس ہی اور غبار اگر فلک پر بھی پہنچے
خسیس کا خسیس ـ صاحب استعداد اگر تربیت سے محروم
ہو محال و دریغ ہی اور تربیت نا مستعد کی ضایع ـ راکھہ
اگرچہ اصل میں برتر ہی اسواسطے کہ آگ جوہر عالی ہی لاکن جو
اپنی ذات میں ہنر نہیں رکھتی خاک کے برابر ہی ـ قیمت
شکر کی نہ باعث نی بانکہ اس سبب سے کہ خود میٹھی ہی

غبی اور بے ہنر از بس جو کنعان کی طبیعت تھی
پیمبر زادگی نے کب بڑھایا قدر کو اسکی
ہنر دکھلا جو رکھتا ہی کہ وہ بہتر ہی گوہر سے
گل رنگیں ہی کانٹے سے اور ابراہیم آذر سے

حکمت

مشک وہ ہی کہ آپ اپنی باس
سنگھائے نہ بواسطہ عطار ـ دانا مانند عطار کی ڈبیا کی خموشی

میں ہنر دیکھاتا ہی اور نادان بازیگر کے طبل کی مانند باند
آواز اور باطن میں خالی و بے اندازہ

جو کہ عالم ہی جا ہلونکے بیچ * مثال اُسکی کہیں ہیں صدیقان
شاہد خوب ہیگا اندھونیں * گھر میں زندیق کے ہی یا قرآن

حکمت
جو دوست ایک عمر میں آوے ہاتھ —
لایق نہیں کہ ایکدم میں بگاڑے اُسکے ساتھ
سنگ ہوتا ہی لعل برسونمیں * اُسکو ایکدم میں سنگ سے مت توڑ

حکمت
عقل پنجے میں نفس کے ایسی ہی
گرفتار جیسے مرد عاجز ہاتھ میں عورت مکار کے ہو ناچار
اُس گھر میں تو مرور کا دروازہ بند کر
زن جس میں بولے اپنی صدا کو بلند کر

حکمت
عقل بدون قوت کے مکر ہی اور افسوں —
قوت بغیر عقل کے جہل اور جنون
شعور و عقل
و دانش پہلے ہو اور بادشاہت ہو پیچھے * کہ نادان ملک و دولت
سے کرے ہی ظلم اپنے پر

حکمت
جو صاحب
ہمت کہ کھاوے اور دیوے بہتر ہی اُس عابد سے کہ روزہ رکھے

اور جمع کرے **حکمت** جس شخص نے خواہش کو
اپنی ترک کیا اسواسطے کہ مقبول ہو خلق کا۔ شہوت حلال کا تارک
ہوا اور شہوت حرام میں پڑا لہ گوشہ گیر اگر متقی نہو *
آینہ سیاہ میں کیا دیکھے پھر وہ **حکمت** تھوڑا تھوڑا
رفتہ رفتہ بہت ہوا اور قطرہ قطرہ ہوجاے آبجو۔ جو شخص
کہ دست قدرت نہیں رکھتے پتھر اُٹھاے ہوے رکھے چھوڑ
نے ہیں تاکہ فرصت کے وقت بیجا ظالموں کے دماغ سے نکالیں
نہر ہو قطرہ قطرہ جمع ہو جو * نہر سے نہر مل کے دریا ہو
تھوڑا تھوڑا ہو بہت صادیر میں * دانہ دانہ غلہ ہووے ڈھیر میں
حکمت عالم کو لایق نہیں کہ جاہل کی لغو حرکتوں
سے در گذرے اور سبب حلم کے برداشت کرے کہ طرفین
کا نقصان ہی۔ ہیبت اُسکی گھٹ جائیگی اور نادانی
اُسکی بڑھ جائیگی جو سفلے سے بولے بہر دخوشی *
زیادہ بڑھے اُسکی گردن کشی **حکمت**
گناہ جس کسی سے کہ ہووے بد ہی اور عالموں سے بدتر۔ کہ
علم جنگ شیطان کی سلاح ہی اور صاحب سلاح کو اگر قید

گھر سے لیجاویں تو انفعال زیادہ کھینچیے جاہل مفلس اگر
ناداں بھی ہو * عالم فاسق سے پر بہتر ہی وو * اُسنے اندھے پن
سے رستا گم کیا * آنکھیں ہوتے بھی کوئے میں گرپڑا حکمت
جس شخص کی زندگی میں غریب و فقیر روٹی نہیں کھاتے ۔
جب وُہ مرجاتا ہی نام بھی اُسکا نہیں لیتے حکمت
یوسف علیہ السلام مصر میں جب کال پڑا ہی پیٹ
بھر نہ کھاتا تھا کہ مبادا بھوکھوں کو بھول جاے ۔ انگور کی
لذت جانی ہی زن بیوہ نہ صاحب میوہ
جو کہ نعمت اور راحت میں پلا * حال بھوکھے کا اُسے معلوم کیا
حال درماندہ کا وُہ ہی جانتا * جو کہ اپنے حال میں عاجز رہا

سوار مرکب چالاک کیجو دھیان اکبار
کہ خار کش خر کا کس طرح کیچڑ میں پھنسا ہوگا
نہ لیجو آگ تو ہمسایۂ درویش کے گھر سے
کہ روزن سے نکلتا ہی جو اُسکے ہی دھواں دلکا

حکمت درویش ضعیف حال کا تنگی میں احوال
مت پوچھ کہ کیونکر ہی تو ۔ مگر اس شرط سے کہ مرہم اُسکے زخم پر

رُکا ہے اور کچھ اُسکو گذرا ہے   گدھا جو دیکھے تو کیچڑ
میں اور گرا ہوا بوجھ * تو اُسکے پاس بجا دل ہی میں ترحم کھا *
وگر تو پاس گیا وجہ گر بیان پوچھی * تو مثل مردوں کی دامن کو
باندھ اُسکو اُٹھا   حکمت   دو چیزیں
عقل کے نزدیک محال نہیں کھانا پہلے رزق مقسوم سے
اور مرنا پہلے وقت معلوم سے   قضا دی رہیگی
گو ہزار نالہ و آہ * برائے شکر کرے یا بشکوہ تیری زبان *
وکیل ہی جو مالک باد کے خزانے پر * غم اُسکو کیا ہی بجھے گو
چراغ بیوہ زنان   حکمت   ای طالب روزی کے
بیٹھ رہ کہ البتہ کھائیگا اور ای مطلوب اجل کے مت بھاگ
کہ جان بچا کر نہ لیجائیگا   رزق کی کوشش تو کریا
چھوڑ دے * حق سے پہنچیگا وہ تجکو بر محال * گر پلنگ و
شیر کے تو منہ میں جاے * تجکو کھا سکے نہیں وے بے اجل
حکمت   جو کہ اپنی قسمت کا نہیں ہے ہاتھ
نہیں آیا اور مقسوم اپنا جہاں کہیں ہو پہنچ رہتا ہی
سنا ہی تونے سکندر کو جو ظلمات * گیا ہزار تعب سے پیا نہ

آبحیات حکمت صیاد بے روزی دریاؤ

میں مچھلی نہیں پکڑ سکتا اور ماہی بے اجل خشکی میں نہیں مرتی

مسکین حریص پھرتا ہی دن رات ادھر میں

روزی کے پیچھے اور عقب اُسکے ہے اجل

حکمت توانگر فاسق ایسا ہی جیسے ڈھیلا

سونیکا ملمع کیا ہوا اور درویش صالح ایسا ہی جیسے محبوب

خوب خاک میں بھرا ہوا ۔ یہہ مثل ہی موسی علیہ السلام

کے جُبہ صد پارہ کا اور وُہ نظیر ہی فرعونکی ریش مرصع کا ۔

نیکونکی تنگی کا انجام کشادہ ہی اور بدونکی دولت کا پستی

دولت وجاہ جسکی نئیں ہی جان * خاطر خستہ وُہ

رکھے گا کیا * اُسکو کہہ دے کہ جاہ وحشمت سے * عاقبت

میں تو کچھ پا ویگا حکمت حاسد بخیل

ہی نعمت اللہ کا اور دشمن ہی بیگناہ کا

ایک بیہودہ یاوہ گو مردک * کہہ رہا تھا عیوب صاحب جاہ

میں کہا تو اگرچہ ہی بدبخت * نیک بختونکا کیا ہی اسمیں گناہ

حاسد کے واسطے نہ کبھو چاہنا بلا * وہ بد نصیب آپ بلا میں ہی مبتلا

حاجت ہی کیا جو اُسپہ تو دشمن کرے تعایں
دشمن وُہ سخت اُسکے ہی پیچھے لگا ہوا

حکمت

شاگرد بے ارادت عاشق بے زر ہی اور جاننے والا بے معرفت طایر بے بال و پر ۔ عالم بے عمل درخت بے ثمر ہی اور زاہد بے علم یعنی دروازیکا گھر ۔ مراد قرآن کے نازل ہونے سے حاصل کرنا سیرت خوب کا ہی نہ فقط پڑھنا صورت مکتوب کا ۔ جاہل عابد پیادہ ہیز رفتار ہی اور عالم عبادت میں سست سوتا ہوا سوار ۔ وُہ گنہگار جو گناہ سے ہو دست بردار بہتر ہی اُس عابد سے جسکو ہو غرور و پندار

کوتوال خوبصورت نیک خو * بہتر اُس عالم سے ہی موذی ہو جو

حکمت

ایک شخص سے پوچھا کیسا ہی عالم بے عمل ۔ کہا اُسنے جیسے زنبور بے عسل

زنبور بے مروت و بے رحم سے یہہ کہہ * دیتا نہیں ہی شہد تو پھر ڈنک بھی نہ مار

حکمت

مرد بے مروت زن ہی اور زاہد لالچی راہزن

گمراہ شخص مکر و نزد ور سے

جامہ بنا سفید * پھر نمود نامی کو اپنے سیہ کیا * دنیا سے ہاتھ کھینچئے
کوتاہ تو ہی لطف * آستین گر بڑی ہوئی یا چھوٹی فایدا

حکمت

دو شخص ہیں کہ حسرت انکے دل
سے نہیں جاتی اور انکا پاے نقصان گل بر سوائی سے نہیں
نکلتا - ایک وہ سوداگر جسکی ناؤ تباہ ہوئی - دوسرا وارث
اس شخص کا کہ جسے نشست قلندروں کی
خون تیرا ہو فقیروں میں مباح * گر نکردے بال تو اپنا سبیل * انہیں مت
جا جسکے جامے ہیں کبود * جا وہاں پر کھینچ یا انگشت نیل
آشنائی فیلبانوں سے نکر * یا بنا وہ گھر کہ جس میں آوے
پیل

حکمت

خلعت بادشاہ کا اگرچہ عزیز ہی
پر اپنا پرانا جامہ عزیز تر ہی - بڑے آدمیونکے دستر خوان پر ہرچند
کہ کھانا لذیذ اور نفیس ہی لیکن اپنی جھولی کا ٹکڑا نہایت
لذیذ ہی
ساگ اور سرکہ اپنی سعی سے ملے اگر *
خوان دہقان صاحب دہ سے ہی خوبتر

حکمت

خلاف عقل صلاحیت کا ہی اور تو انا عہد اہل دانش کا -
چراغ دانائی گمان پر کہانی اور نرادہ بن دیکھے بےکار روان کے

چاہی۔ امام غزالی سے پوچھا کہ علم میں تو اس مرتبے پر کیونکر پہنچا۔ بولا جس چیز کو میں نجانتا تھا اُسکے پوچھنے سے عار نکی

امید حفظ اگر چاہیے تو موافق عقل * تو نبض اپنی طبیب مزاج دان کو دکھا * خفیف ہونے سے مت ڈر تجھے نہ آئے ہو پوچھ * کہ عقل سے وہی ہوویگا رہنما تیرا

حکمت

جس چیز کو جانے توکہ مقرر معلوم ہو جائیگی اُسکے پوچھنے میں جلدی نکر کہ دانائی کا زیان ہی اُسمیں اور عقل کا نقصان

جو دیکھا ہاتھ میں داؤد کے لقمان دانا نے * کہ لوہا معجزے سے نرم مثل موم ہووے گا * نہ پوچھا اُسّے کیا کرتا ہی تو اور کیا بناتا ہی * وہ سمجھا تھا کہ بن پوچھے ہی یہہ معلوم ہوویگا

حکمت

ضروریات صحبت سے ایک یہہ ہی کہ صاحب خانہ کی غیر مرضی کچھ نکرے اور نہ کہنے تو تاکہ تیری اُسّے بانی رہے

سخن کہہ مرضی سامع کو پاکر * خلاف اُسکے زبان پر حرف مت لا * جو دانا ہمنشین مجنوں کا ہووے * تو لازم ہی کرے مذکور لیلی

حکمت

جو کوئی کہ بدوں کے ساتھہ بیٹھے اگرچہ خو اُنکی نہ پکڑے پر خواہ

محوا ، اُنکے طریق میں وہ بھی متہم ہووے جیسے ایک شخص
خرابات میں نماز کو جاے اور لوگوں میں شراب خوار کہلاے

گوارا آپکی تو نے حماقت * کہ اپنی گرم کی ناداں سے صحبت
جو میں نے پند ایک دانا سے پوچھا * کہا ناداں سے کچھو نہ خلطا
جو عاقل وقت کا ہی خر ہوگا * اگر احمق ہی احمق تر ہوگا

حکمت

حلم اونٹ کا ظاہر ہی اگر ایک لڑکا اُسکی مہار پکڑے اور سو فرسنگ لیجاے گردن اپنی اُسکی متابعت سے نہ کھینچے — اور اگر کوئی پہاڑ کا درا ایسا دڑارا کہ موجب ہلاکت کا ہو سامھنے آوے اور لڑکا نادانی سے چاہے کہ وہاں جاے — زمام اپنی اُسکے ہاتھہ سے تڑا لے پھر اطاعت نکرے کہ سختی کے وقت نرمی کرنا برا ہی اور کہہ گئے ہیں کہ دشمن مہر و لطف سے نہیں پھرتا بلکہ طمع زیادہ ہی کرتا

مہر جو تجہپر کرے ہو جا تو اُسکا خاک پا
دیکھے جتنے دشمنی آنکھوں میں اُسکی ڈال خاک
پیار کی باتیں ملایم سخت گو سے فایدہ
زنگ کا کھایا ہوا کب ہام سوہن سے ہو پاک

حکمت بزرگوں اور دانوں کی بات میں بن پوچھے
بولے اسواسطے کہ لوگ فضل و کمال اُنکا جانیں - یہہ گمان اُنکا
غلط ہی بلکہ نادان اُسکو سمجھینگے مردِ ذی عقل
کچھہ نہ بولے جواب * جب تک اُسسے کرے نہ کوئی سوال *
ہووے پرگو اگرچہ سچا لیک * اُسکے دعوے پہ ہو گمان محال *
حکایت ایک زخم جامے میں چھپائے رکھتا تھا
میں - حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز مجھسے پوچھتے کہ کہا وہ تمھارا
کیسا ہی پر یہہ نہ پوچھتے کہ کہاں ہی - سمجھا میں کہ ذکر ہر عضو کا
مناسب نہیں اسّسے مقام اُسکا نہیں پوچھتے اور عقلمندوں
نے کہا ہی جو کوئی بات بن سمجھے کہیگا جواب سے اُسکے
رنج کھینچیگا جب تک تو نجانے کہ سخن خوب
ہی کہنا * لازم ہی کہ منہہ میں نہ زبان اپنی ہلاوے *
گر سچ کہے اور قید رہے تو تو ہی بہتر * اسّسے کہ تیرا جھوٹھہ
تجھے اُسّسے چھڑا دے حکایت
جھوٹھہ بولنا ضرب ثابت کی مانند ہی اگر زخم اچھا ہوجاے تو
بھی نشان رہ جاتا ہی - چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائی ایک مرتبہ جھوٹھے جو ہوئے اُنکے سچ کہنے پر بھی
اعتماد نرہا ہوئے جس شخص کی یہہ جانیں کہ عادت
ہی راستی * کردیویں عفو اُسکی کرے گر کبھو خطا *
مشہور ہو دروغ و کجی سے جہاں میں جو * سچ بھی اگر کہے
تو نباور ہو ایک ذرا * گر وقت ایک جھوٹھ کی دانا
کریں کب * خصوص اُسکی جو اکثر سچ ہو کہتا * دروغ
وکذب سے جو ہووے مشہور * سخن سچا بھی جانیں
اُسکا جھوٹھا

حکمت

عزیز تر خلق اللہ میں
آدمی سب کے نزدیک ہی اور ذلیل تر کتا ہے داناؤنکے نزدیک
سگ وفادار بہتر ہی انسان ناشکر گذار سے

نہ بھولے ایک لقمے کو بھی کتا * تو پتھر مارے گو سو بار اُسکو
نوازے تو توں سفلے کو گر تو * ایک ادنی بات پر تجھسے لڑے وُہ

حکمت

نفس پرور ہنرمند نہیں ہوتا اور بے
ہنر لیاقت سرداری کی نہیں رکھتا

بیل ہرچند کو
بوجہاں ہو پہ تو رحم نکر * کہ وہ سوتا ہی بہت اور بہت ہی
کھاتا * فربہی اُسکی سی گر چاہیئے ہی تجکو بھی * خر کی مانند تو

پھر ظلم اُٹھا لوگونکا حکمت ا سجایاں میں

آیا ہی کہ ای فرزند آدم اگر دولت دوں تجھے تو تو مجھسے دھیان اُٹھا کر مشغول اُس میں ہوتا ہی اور جو مفلس کردوں تو تنگدلی سے اپنے حال پر روتا ہی ــ بس حلاوت میرے ذکر کی کب پائی تونے اور عبادت کس وقت کی کبھی دولت سے ہی مغرور و غافل * کبھی ہی مفلسی کا تجکو شکوا خوشی اور غم میں تیرا حال ہی یہ * عبادت حق کی پھر تو کب کریگا

حکمت خواہش الہی کسیکو تخت سے نیچے گراتی ہی اور کسیکو مچھلی کے پیٹ میں بچاتی ہی ــ یعنی فرعون علیہ اللعنہ کو گرایا اور یونس علیہ السلام کو بچایا

تو ہووے پیٹ میں مچھلی کے گو تھا جس طرح یونس
ولے اچھا وہی ہی وقت جسمیں ذکر ہو مونس

حکمت اگر قہر کی تلوار کھینچے تو ہر ایک نبی اور ولی سر چھپاے ــ جو غمزہ لطف کو جنبش دے تو بد و نکو نیکو ہیں پہنچاے ۔ محشر میں وہ خطاب کرے قہر سے اگر * پیغمبر و نکے تیں نرہے جاے معذرت * لطف و کرم سے

پر دیکھو دیوے اگر اُتھا *شقیونکے تئیں بھی پھر تو ہو امید مغفرت

حکمت جو شخص کہ طور پسندیدہ

دنیا سے راہ راست اختیار نکرے عذاب آخرت میں

گرفتار ہوگا جیسا کہ کہا ہی اللہ تعالی نے قرآن میں حاصل

اُسکا یہہ ہی مقرر رکھا وینگا اُنکو عذاب ابدی سوا ے

قیامت کے بزرگ دیتے ہیں پہلے تو آدمی کو پند *

سنے نہ اُسکو تو کرتے ہیں قید خانہ میں بند حکمت

نیک بخت جیسے ہیں اگلونکی حکایتوں اور مثلونسے پند لیتے

ہیں پہلے اُسسے کہ پچھلے اُنکی حالات کو ضرب المثل کریں

دانیکے پاس آنہ پھرے مرغ مطلقا *طایر پھنسے ہوئے نظر آویں

اُسے اگر *اگلونکی تو مصیبتونکو سنکے پند لے *تا تیرے حال

زار سے لیویں نہ کہ دیگر حکمت جس شخص

کاگوش ارادت بہرا بنایا ہی وہ کیونکر سنے اور جس کسیکو

سعادت کی کمند سے کھینچا ہی وہ کیونکر نجاے خدا کے

دوستونکی رات اندھیری *بستان روز روشن ہی وہ

تابان *سعادت زور بازو سے نہیں یہہ *فقط با عشٓ

ہی اسکا لطف یزداں * ہمسا کہیں مغنّث ہی جو ہاں

ہوں نالاں * سب حکموں سے ہی بلند تیرا فرماں * بھولے

نہ وہ جسکو ہو ہدایت تیری * تو جسکو بھلاوے اُسکو پھر

راہ کہاں حکمت فقیر نیک انجام بہتر ہی

پادشاہ بد فرجام سے

تجھے شادی ہو جسکے بعد جان لیا اُس غم کہیں اچھا

کہیں اُن شادیوں سے جنکے پیچھے ہووے غم پیدا

حکمت • زمین کو آسمان سے فیض ہی اکثر اور

آسمان کو اُسے کدورت سراسر جس باسن میں جو کچھ ہوگا سو ہی

ٹپکیگا جو تمکو ناپسند آئی میری خو * تو اپنی نیک خو

ہرگز نہ چھوڑ و پند حق تعالی غیب دیکھتا ہی

اور چھپاتا ہی ہمسایہ نہیں دیکھتا لیکن بکھانتا ہی

نعوذ باللہ اگر ہوتا غیب داں عالم * کسیکو چین نہ دیتا کبھی

کوئی ایکدم حکمت کھودے سے زر کہاں سے

نکلتا ہی اور جہاں کنجوس میں بخیاں کے ہاتھ سے رہتا ہی

منتظر نہیں کھاتا بخیل اور * کہتاہی کھانے والے سے اچھا

کتر دبنگی ۔ ہر گز دو دشمن راضی ہو کر قاضی کے پاس نہیں
جاتے بلکہ اُس وقت دھیان بھی اسکا نہیں آتے

جو حق معاملہ ہو جائے تجکو دینے کا
تو دے گذر تو آسے غیر جنگ و دل تنگی
جو کوئی دیوے نہ محصول کو خوشی بخوشی
تو آسے لیو بزور آوری و سرہنگی

حکمت سب کے دانت کند ہوتے ہیں کھٹائی سے
مگر قاضی کے مٹھائی سے تو پانچ کھیرے بھی اگر
قاضی کتئیں رشوت میں دے * خربوزونکی فالیز دس ثابت
کرے تیرے لئے حکمت * قحبہ پیر زال بدکاری
سے توبہ نکرے تو کیا کرے ۔ کوتوال معزول مردم آزاری کو
ترک نکرے تو کیا کرے ہی مرد راہ خدا بس جوان
گوشہ نشین * کہ مرد پیر میں اُٹھنے کی تاب آپ نہیں * جوان
پر زور ہو اور وہ کرے پرہیز شہوت سے * کہ آلت پیر کی اُٹھتی
نہیں ضعف و نقاہت سے حکمت ایک حکیم
سے لوگوں نے پوچھا کہ کتنے درخت نامی خالق نے بامید و بر مر

پیدا کئے ہیں پر کسیکو آزاد نہیں کہتے الا سرو کو کہ
پھل نہیں رکھتا اسمیں کیا حکمت ہی ۔ کہا اُسنے ہر ایک
کو بہار و خزاں لازم ہی اِسی سبب کبھی ترو تازہ ہی
کبھو مرجھایا اور سرو کو یہہ دونوں نہیں ۔ ہر ایک وقت
میں اُسکو تازگی ہی اور صفت آزادوں کی یہی ہی

جو تجپہ گذرے نہ کچھہ دلمیں لا کہ مدت تک * رہیگا بعد خلیفہ
کے دجلہ بغداد * اگر تو گا تیرے کا بو را ہی نخل سا ہو کریم *
نہیں تو سرو کی مانند سب سے ہو آزاد   حکایت
دو شخص موئے اور حسرت لے گئے ۔ ایک وہ کہ رکھتا تھا
اور نہ کھایا دوسرا وہ کہ جسنے جانا اور نکیا

عالم و فاضل اگرچہ ہو بخیل * عیب کو اُسکے کہیں سب برملا
گو ہو آلودہ گناہوں میں کریم * پر کرم اُسکا انہیں رکھے چھپا

مدد سے بادشاہ محسن کی اور
اللہ معاون کی کتاب گلستاں تمام ہوئی اور اِسمیں کلام
متقدمین کا بطریق استعارہ بطور مولفونکے نہیں ملایا بلکہ
یہہ دھیان بھی دلمیں نہیں آیا   جامہ پرانا اپنا جو پہنے

بنا سو اُس * بہتر کر دیا اُس نسخے سے جو ہاتھ آئے مستعار
اکثر گفتگو سعدی کی طرب انگیز و ظرافت آمیز ہے ناشناس
کم فکر طبع بد سے سنا نہیں کہ بیہودہ بکواس سے مغز پھرانا اور
بیٹھا یہ درنج اُٹھانا عقلمندوں کا کام نہیں — لیکن خطاب فی
الحقیقت صاحبدلان روشن رائے سے ہے اِسواسطے ظاہر کیا
چاہتا ہے کہ اُسنے نصیحت کے موتیوں کی لڑی بنائی ہے اور
پندوں کی دارو میں تلخ شہد ظرافت میں ملائی ہے — تو طبع سننے والے
کی ملول نہو اور دولت قبول سے محروم نرہے

نصیحت میں نے کی ہے اپنے ڈھب پر * مزا پایا ہے اِسمیں
عمر کھو کر * کسیکے سُننے ان سُننے سے کیا کام * رسولوں کو فقط
دینا ہے پیغام * بس اب مصنف و کاتب کے حق میں اے ناظر
* طلب خدا سے کیا کیجیو رحمت و غفران * اور اُسکے بعد جو
مالک ہوا اُسکا اُسکے لیئے * پھر اپنے واسطے توفیق چاہیو ہر آن

خاتمہ باغ اردو کا

فضل رب العالمین و کرم ارحم الراحمین سے اٹھارویں ماہ ذیحجہ کی
روز پنجشنبہ کلکتے کے بیچ عہد سلطنت میں شاہ عالم بادشاہ کے —

حکومت میں زبدۂ نوئینان عالیشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی کہ سن ہجری بارہ سی سولہ میں اور عیسوی اٹھارہ سو دو یہہ ترجمہ کہ مسمی بباغ اردو ہی تمام ہوا

عون توفیق رب سبحان سے * ترجمہ یہہ کیا تمام میں جب

ختم کی اسکے پیر عقل سے کی * میں نے تاریخ عیسوی جو طلب

ابتدائے بہار سے یہہ کہا * باغ اردو ہوئی گلستان اب

امید مجیب الدعوات سے اور التجا قاضی الحاجات سے یہہ ہی کہ اسکی بھی رونق و بہار گلستان کی مانند گلشن دوراں میں پایدار رہے اور مقبول خاص و عام کی یگانہ محبوب جمیع انام کی ہووے

چند سطور یعنی عذر و کیں اور فایدوں میں

اس ہیچمدان نے جو اختلاف حرکت و سکون میں یا حروف الفاظ میں اس کتاب کے بیچ کیا ہی سبب اُسکا یہہ ہی کہ کہیں کہیں اہل لغت کی متابعت کی ہی اور کتنے مقاموں میں رعایت محاورۂ مردم خاص و شعرائے ریختہ کی بنا بر اسکے جا بجا لفظ واحد کے اعراب و سکون مختلف

ہو گئے ہیں جیسے شرمندہ مفتوح و شرمندہ کمسور اور حماقت بالفتح و حماقت بالکسر درجہ بفتحتین و سکون را اور رخوج و دیباجہ کہ بجائے تازی ہیں جسم فارسی اکثر جاگہہ لکھا اور بعضے لفظ میں کہیں اہل لغت کی پیروی نہیں کی جیسے لفظ عذار بالکسر عین و سفرہ بضم سین کہ محاورہ داں اردو کے اُنکو اکثر مقام میں مرسوم جانتے ہیں اور لفظ عذار کو مرفوع و لفظ سفرہ کو مفتوح تلفظ کرتے ہیں — اور اسیطرح بعضے الفاظ ہندی میں تصرف کیا ہی چنانچہ کہیں مجہ تجہ اِن اُن کو بدون ہاے دو چشمی کے باعتبار تلفظ رقم کیا ہی — کہیں ساتہہ ے کے مجھہ تجھہ اِنھہ اُنھہ اِسواسطے کہ جب اُنہیں یاے تحتانی ملحق ہوتی ہی پیدا ہوتی ہی جیسے مجھے تجھے اِنھیں اُنھیں علی ہذا القیاس اور دیکھنا کہ مصدر ہی اُسکے امر میں اور اُس فعل میں کہ دو مفعول سے متعدی ہوتا ہی ہے کو برعایت اصل بہتے جا داخل رکھا ہرچند کہ تلفظ میں نہیں آتی اور مرا ترا کہ مخفف میرا تیرا کا ہی اُس ہرایک میں بھی ہے کو بنابر اسی جہت کے ثابت رکھا لیکن استعمال اِنکا اِس صورت سے اکثر نظم میں جائز

ہی — اور جو لفظ کہ زبان زد اکثر لوگونکے ہیں اور آنکی حرکت چھاپے میں کہیں کہیں نہیں آ کھری یا یعنے الفاظ کہ حرکت اُنپر بیفایدہ ہی اور جو ہو تو موجب خلل کا نہیں جیسے لفظ اگر مگر کا فتحہ اکثر چھوٹ گیا ہی اور تربیت و طبیت پہر لگ گیا ہی اُنکا تعرض غلط نامے میں نہیں کیا بلکہ اِس قبیل سے جہاں دیکھا ہی دانستہ چھوڑ دیا ہی کہ طول بے فایدہ لاحاصل ہی — اب اہل فہم پر روشن ہو کہ ایسے مقاموں میں اِس حقیر کے نزدیک رعایت محاورے کی ترجیح رکھتی ہی لاکن محاورہ دو قسم ہی ایک محاورۂ عام یعنے جو منسوب شعرا و فصحا سے ہی — دوسرا وہ کہ نسبت عوام سے رکھتا ہی پس لازم ہی کہ جو کوئی تتبع کرے یا مخذ کسی کلام پر پکڑے تو شعرا ے آگاہ کے اشعار قصاید و غزلیات سے متمسک ہو نہ مثنوی گو ٹیو ں کے کلام سے بلکہ مرثیے اور ہجوئیں کہ کبھی ہوئیں شاعران نامی کی ہوں آن سے بھی بہہ امر مستحسن نہیں بنا بر اِسکے کہ مرثیوں میں اُنھوں نے دانستہ بول چال عام کی اور زبان عورات جایز کی ہی اِسواسطے

کہ رُلانا اُسکا مقصود ہی اور یہہ بدون اُسکے محال ہی اور
ہجو میں منظور ہنسانا اور گالیان دینا ہی یہہ امر اکثر موقوف
کلام ارزال پر ہی اور مثنویوں میں جو بعضی جاگہہ شاعر بولیان
اہل حرفہ کی بولے ہیں اُسّے مطلوب فقط اُنکی نقل ہی اور
لوگوں کو اُنکے محاورے سے آگاہ کرنا۔ نہ یہہ کہ اشخاص اُسّے
متلفظ ہوں جیسے ضاحک کی ہجو میں مرزا رفیع کا یہہ مصرع ہی

کر ہجو موا لوگوں کی ناحق مجھے پُن واے

خاص یہہ زبان رنڈیوں کی ہی مرد کو لازم نہیں کہ کسی کو مواکہے
یا مُنواے کا لفظ اپنے حق میں بولے۔ اور لفظ خنجر کہ بفتح خا
بسکون نون ہی اُسکو بضم نون غنہ فقط مرثیے میں اُسی
مرحوم نے بطور مرثیہ گویوں کے استعمال کیا ہی

اور آب خنجر دے ہی جو کچھ پیاس میں لذت

یا میر حسن مرحوم نے مثنوی جو فیض آباد کی تعریف میں کہی ہی
اکثر اُسمین بولی سودے والوں کی اور بازاریوں کی باندھی ہی

موتیہ پھول ہیں جی موتیا کے

لفظ معطر کو ساتھ عین اور طاے مہملہ کے ہی اُسکو وا اور نے

سے ساتھہ استعمال کیا ہی ۔ اب جو کوئی چاہے کہ اسّے تلفظ کرے اور غیر محل میں لاوے یا خنجر کا لفظ بدون سکون نون سوائے مرثیے کے کسی کلام میں بولے فصحا کے نزدیک درست نہیں ہی ۔ اہل غور اسی سے قیاس کرینگے اسّے زیادہ کچھہ اور شرح کی حاجت نہیں

چند سطریں شیخ مرحوم کے احوال میں ہیں

نام اُس بزرگ کا ابو مصلح اور باپ عبد اللہ شیرازی ۔ ظہور اُسکا اتابک سعد زنگی کے جو دور میں تھا اُسی سبب سے تخلص اپنا سعدی کیا ۔ فضل و کمال میں عدیم المثال تھا ایک سو دس برس دنیا میں رہا اکثر ربع مسکون میں پھرا اور بہت سے ملکوں کا دید اُسنے کیا ۔ پدر بزرگوار اُس عالی مقدار کا اتابک کے ملازموں میں تھا علوم ظاہری اُسنے شیخ شمس الدین ابو الفرح ابن جوزی سے مدرسہ نظامیہ کے بیچ بغداد میں تحصیل کیئے اسکا اشارہ بوستاں کے ساتویں باب کی بارہویں حکایت میں کیا ہی

مرا در نظامیہ ادرار بود

اور گاتا رہے. دوسرے باب کی اٹھارہویں حکایت میں بھی یہہ عبارت اِس بات پر دلیل ہی چند انکہ مرا شیخ اجل شمس الدین ابو الفرج الجوزی ترک سماع و صحبت فرمودے و بخلوت و عزلت اشارت کردے۔ اِس نظم و نثر سے یقین ہوتا ہی کہ شیخ مرحوم شاگرد اُسی بزرگ کا ہی اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردیکا پاک ہالسفر سفر دریا میں بھی اُنکا ہوا ہی ارادت اُسکی اِس مصرع سے مفہوم ہوتی ہی

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ،

مدت عمر اپنی میں چودہ مرتبہ مستفید بیت اللہ کا ہوا پھر جنگ و جہاد کے واسطے روم کی طرف گیا اور ہندوستان میں جو وارد ہوا بتخانۂ سومنات میں جاکر ایک بڑے بت کو توڑا چنانچہ بوستان کے آٹھویں باب کے آخر کی حکایت میں یہہ احوال بیان کیا ہی = ندان آخر عمر ایک مکان گوشہ نشینی کے لیئے شہر سے باہر بنایا اور بعضونکے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اتابک نے بنادیا تھا۔ غرض اُسمیں بیٹھ رہا اور باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ بادشاہ وزیر امیر فقیر وہاں اُسکی زیارت کو

جانے تھے ۔ اور لذیذ لذیذ کھانے اُسکے واسطے لاتے تھے ۔ شیخ
قدرے تناول کرنا اور باقی مسکینوں محتاجونکو بانٹ دینا ۔
اِسپر بھی جو کچھ بچ رہتا تو زنبیلیں میں رکھکر ڈھویے کے
مانند ان کے باہر شہر از کے لکرہڑونکے لیئے لٹکا دیتا چنانچہ وہ
اُسکے مکانکے تلے سے جو گذرتے تو اُسی طعام لطیف کو کھاتے
۔ کہتے ہیں ایک شخص نے آزمایش کے لیئے لکرہاروںکا
بھیس بنا کر اِرادہ کیا کہ اُس زنبیل کو چُرا لیجائیے ۔
جوں ہاتھ اُسکی طرف بڑھایا اُسی وضع پر اُدھر ہیں رہا
اور سوکھ گیا ۔ تب نادم ہوکر شیخ سے ملتجی ہوا بارے
اُس بزرگ نے دعا کی ہاتھ اُسکا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا
نقل ہی اکابر میں سے ایک شخص
مخدوم کا منکر تھا اُسنے خواب دیکھا کہ روحانیاں اور
قدسیاں عرش پر یہ شعر اُسکا الحان سے پڑھتے ہیں
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورق دفتریست معرفت
کردگار اور جوش وخروش و ذوق و شوق میں اگر
یہ کہتے ہیں کہ ایک شعر سعدیکا تمام عالم ملکوت کے ایک

برس کی تہلیاں و تسبیح کے برابر ہی ۔ جب سے جو نکالا نکار سے توبہ کی اور شیخ کے پاس اِس ماجریکو اظہار کرنے گیا ۔ جوں دروازے پر صومعے کے پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ وہ بیٹھا ہوا ایسی وضع سے اُسی بیت کو پڑھ رہا ہی ۔ مغفرت کی بشارت دی اور انکار سے تایب ہو کر ہم صحبت شیخ مذکور کا ہوا ۔ لطف یہہ ہی کہ باوجود اِس کشف و کمال کے لطایف و ظرایف میں بھی بے مثال تھا ہمیشہ صاحبان فضل و بلاغت سے اختلاط اور ارتباط رکھتا لطیفے بولتا اور مطایبے کرتا چنانچہ ہمام شیرازی کے ساتھہ یہہ حالات اُسکی مشہور ہیں ۔ وفات اُسکی عہد میں اتابک محمد شاہ ابن سعد سنقر شاہ ابن سعد زنگی کے ہوئی اور قبر اُسکی اُسی صومعے میں ہی اور وہ مقام مصفا و پر فضا ہی ۔ تاریخ وفات کی اُسکی لفظ خاص سے نکلتی ہی

ز خاصان بود زاں تاریخ شد خاص ۔

گلستاں و بوستاں اُسکے فضل و بلاغت پر دال ہیں سوائے اُنکے اور بھی اشعار و قصاید اُسکے فضل و بلاغت سے مالامال ہیں ۔ شعرا اُسکو پیغمبر سخن جانتے ہیں اور

صاحبان فن اُسے چین مانتے ہیں بعد اُسکے بھی بلا د فارس و شیراز میں بڑے بڑے شاعر ہوئے لیکن سخن کے مرتبے میں اُسکو کوئی نہ پہنچا اور وہ رتبہ کسیکو حاصل نہوا پھر ہند میں تو ایسا شخص ہونا معلوم مگر امیر خسرو دہلوی کہ بانیا در یچے کی اُسی سے ہی خسرو ملک سخن و بادشاہ شاعران زمن اس ملک میں معاصر اُسکا گذرا ہی اُسکی زبان دانی کا شیخ بھی قائل و کلام پر اُسکے دلسے مائل تھا چنانچہ سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین نے جب اُس بزرگ کو بلایا تب اُسنے عذر رانی پیری کا کیا اور لکھ بھیجا کہ خسرو دہلوی اِس فن میں کامل ہی اُسکو غنیمت سمجھو اور عزیز رکھو چنانچہ شیخ کے کہنے پر عمل کیا اور اُسکو مغتنم جانا۔ سوائے اُسکے بادشاہ بادشہزادے وزیر امیر اگلے زمانے میں خصوصا ہند و ملتان و ایران کے فقرا علما شعرا سے بعزت پیش آتے تھے اُنکی گستاخیاں اور ناز اٹھاتے تھے ہر حالت میں خبر لیتے تھے انواع واقسام کی نعمتیں دیتے تھے مافکر و ملال کسیطرح کا اُنکے دل میں راہ نپاوے کہ کمال میں نقصان آوے۔ اِسی سبب

میں اہل کمال کثرت سے ہوتے تھے اور چرچا علم و ہنر کا شرفا نجبا میں اکثر تھا چنانچہ محمد شاہ فردوس آرام گاہ کے عہد میں بھی شعراے فارسی شاہ جہان آباد میں کئی تھے خصوصاً میر شمس الدین فقیر و سراج الدین علی خان آرزو کہ اس فن میں ممتاز تھے اور آوازہ انکے سخن کا نہایت بلند تھا اور کلام انکا صاحبان فہم کے دل پسند۔ لیکن راست یہ ہی کہ میر فقیر اپنے معاصرین میں ایک ہی تھا رتبہ آپکے اشعار کا قدما سے کم نہیں اور مثنوی میں کوئی انکا ہم چشم نہیں اور انھیں سے مرزا رفیع السودا اور میر تقی میر نے کہ موجد ریختے کے زبان اردو میں ہیں اصلاح لی ہی اور انکے ہی فیض صحبت سے مشق سخن انکی مرتبہ استادی کو پہنچی۔ مگر میر شمس الدین مرحوم کا شعر ہندی نہیں سنا لیکن خان آرزو کے دو تین شعر ریختے کے مشہور ہیں بلکہ ہندی تذکروں میں بھی لکھے ہیں ایک انمیں سے یہ ہی

رکھے سیپارہ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

ہمارے وقت میں بھی ہرچند کہ راہ ہنرمندی و وہی طریقہ علم

مفقود تھے شیخ آیت اللہ شاہ نور العین واقف و میر قمر الدین منت خدا بخشے اُنکو اور بہشت میں جا گہہ دے شعر میں کامل تھے کلام اُنکا بھی مقبول اہل مذاق اور مشہور آفاق ہی اور اب بھی بقید حیات تھے کئہ مشقوں میں مرزا فاخر مکین فن سخن میں ماہر بدرجہ اتم اور شعرا میں اکرم ہی اکثر اہل سخن فارسی کے اور بعضے ہندی کے لکھنؤ میں اُسی سے استفادہ اُٹھاتے ہیں مگر بسبب نخوت و تکبر کے لوگ اُسکی ملاقات کو کم جاتے ہیں لازم ہی کہ صاحب فضل و بلاغت و اہل دولت غرور و پندار و درشتی سے ہاتھ اُٹھائیں بلکہ لوگوں سے با خلق پیش آئیں تا خلق کو اُنکی طرف رغبت آئے اور وحشت و نفرت جائے جبکہ وہی ملائمت قلوب و وہی ہی خاص و عام کا محبوب اور تازہ گو دنمین مرزا قتیل اسی فن میں فی الحال اپنا ثانی و عدیل نہیں رکھتا نظم و نثر اُسکی نہایت متین و رنگین ہی مرتبہ اُسکی شاعری کا اعلی ہی اور رتبہ سخنوری کا بہت بڑا خوش ذہن لطیف اور طبع ظریف رکھتا ہی حقیر بھی اُسکے کلام و صحبت سے نہایت

محفوظ تھی یہہ ایک بیت اُسکے نتایج طبع سے ہی

یک وجب جاے ہو تو زخون پاک نبود
آنکہ شہ برکشہ طپاں بود دیگر خاک نبود

ہر ایک شخص مذکور کے بسبب طول ہونے کلام کے اور مناسب ہونے مقام کے شعر نہیں لکھے۔ حاصل یہہ ہی کہ اہل ہنر فہمِ رسا و فہم اعلیٰ ایسا رکھتے ہیں کہ جسکی زبان کو چاہیں سیکھیں اور تتبع بخوبی کریں چنانچہ تفضل حسین خان مغفور ممالکِ ہند میں ارسطوے زمانہ اسی عہد میں گذرا ہی۔ کسی عالم متبحر کا یارا نہ تھا کہ میدان علم میں اُسکے ہاتھ سے گوے فضیلت لیجاے یا عرصۂ بحث میں اسپ تقریر کو اُسکے ساتھہ دوڑاے۔ جن جن کا آوازۂ علم دہر میں بلند تھا روبرو اُسکے اُنکا نطق بند تھا۔ اُسنے زبان انگریزی بخوبی سیکھی بانکہ کتنی کتابیں علم ریاضی کی کہ حکماے انگریز کی تصنیف سے ہیں اُنکا زبان عربی میں بکمال خوبی ترجمہ کیا۔ یہہ فیض اُسکی دولت سے ہند میں جاری ہوا۔ قصہ مختصر کہ اس بات میں انکو فضیلت و خاصہ سواے قوم

صاحبان انگریز سے اکثر اقوام پر ہی اور تحصیل کا بھی شوق ساتھ انکی کمی معیشت و زیادتی مصیبت کے جاننا ناگواری کسیکو نہیں لیکن کم ہونا اہل فضل کا اور ناقص رہنا بسبب عدم توجہ صاحبان نعمت کے ہی اور انکا متوجہ نہونا باعث انکی جہالت کا ہی بسکہ مشغول لہو و لعب و الوان عیش و طرب ہوئے — پڑھنے اور لکھنے سے باز رہے اپنے جد و آبا کی راہ رسم بھولے بیہودہ خوشامد سے خوشامدیونکی بھولے اہل ہنر سے کنارہ کیا اور انکا دینا لینا چھوڑ دیا — فی الوقع جب تک کہ رئیس خوان علم کی چاشنی نہ چکھے اہل فضل کی کب پرورش کرے — جاہل کو عالم سے کیا نسبت اور نادان کو دانا سے کب رغبت اور یہ بھی ہی کہ سردار جس چیز پر راغب ہو رعیت و سپاہ اُسیکی طالب ہو چنانچہ نواب وزیر آصف الدولہ مرحوم کو جو تعزیہ داری و تعمیر کا شوق تھا اکثر اشخاص علی قدر حال یہی شغل رکھتے تھے اور نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان مغفور کا جو کئی برس سے صلاح و تقوے پر مزاج آیا تھا تو سواے

اُنکے رفقا کے ہزاروں نے قرار ہیاں رکھیں تھیں اور مقید
صوم صلوٰۃ کے وے اشخاص ہوئے جو اُنکے نام سے بھی
واقف نہ تھے بلکہ یہی چلن کہنے بڑے آدمیوں نے اختیار
کیا تھا یہاں تک کہ نواب وزیر مرحوم کتاب فقہ کی پڑھنے
لگے تھے بلکہ کبھی کبھی نماز جمعے میں بھی آتے - اور علما و صلحا
کی پرورش پر ایسے مصروف ہوئے کہ بخت اشرف کے
باشندونکی آسایش کے واسطے لاکھوں خرچ کرکے ایک
نہر عظیم الشان بنوائی اور لکھنو میں بھی ایک مسافرخانہ
بہت بڑا پاکیزہ بنا کیا چنانچہ سال و ماہ حاجی و زایر بیت اللہ
و عتبات عالیات سے آتے - اُسی میں اُترتے تا وقت
رخصت موافق ہر ایک کی گذران کے روزینہ سرکار سے
ملتا اور رخصت ہوتے ہوئے بھی موافق ہر ایک کی قدر کے
رخصتانہ غرض سیکڑوں ہزاروں تک کی نوبت پہنچی
تھی اور سوائے اُنکے بھی اکثر علما و اتقیا کہ عتبات عالیات میں
تھے اُنکا حصہ نذر کا وہاں پہنچا تھا کہ بصد ربع خرچ کی نکھنیچیں
اور اپنے کام میں مشغول رہیں - حاصل یہ ہے کہ دولت

اؤر زندگی کا پھل نیک نامی ہی — چاہیئے کہ خلق کو آرام
پہنچا ئے اؤر جہان سے نیک نام جاے

جو کہ محتاجوں کو نان بخش دے گئے * آخرت میں توشہ وہی لیگئے
خلق کو جسنے دیا دنیا میں سکھ * وہ نہ دیکھے گا ذرا عقبیٰ میں دکھ
زیست اُسکی نیک جسکے کام ہو * اُسکا جینا خاک جو بد نام ہو
جس نے جگمیں خلق کو راضی رکھا * بس وہی مرضی خالق میں رہا

فی الجملہ ارکان کا بھی صاحب اخلاق اؤر مخیر ہونا
رئیس کو صاحب خیر کر دیتا ہی — پس جس اقلیم میں کہ دونو
صفات جمیلہ اؤراوصاف حمیدہ سے موصوف ہوں وہانکے شرفا
ونجبا وعلما کی قدر کیونکر نہ بڑھے اؤر رعیت وسپاہ
کیونکر نہ آسودہ رہے — جیسے جناب کمپنی دام ظاہر کہ زیور علوم
واخلاق سے آراستہ ہین اؤر ارکان بھی انکے اسیطرح — بلکہ
ہر ایک سردار دانائے زمانہ اؤر علم وفضل میں یگانہ ہی خصوصا
خداوند ہمارا مارکویس لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر دام
اقبالہ فضل ودانش سے مالامال ہی اؤر اُسکی بدولت
ہر ایک صاحب کمال خوش حال — مدرسہ اس ملک میں

اُسی یکتا ذات نے بنایا اور چرچا علم و ہنر کا تمام عالم میں پھیلایا ہر ایک زبان کی تعلیم کے واسطے ایک ایک صاحب مدرس کہ فہم و فراست میں بے نظیر و بے عدیل ہی مقرر کیا اور اُنکی اعانت کے واسطے علما و شعرا و زبان دان ملک ملک سے بلوا دیئے ۔ پھر اُنکے ساتھ دست و زبان سے بخوبی سلوک کیئے تا کسیطرح کا خلل تحصیل میں نہ پڑے اور کام مدرسے کا بخوبی چلے ۔ بنابر اِسکے صاحبان طلبا کے سوا بھی اکثر صاحبوں کو یہی شغل رہتا ہی بلکہ بہت سے نجیب و نجیب زادے بند جہالت سے نکلے اور ملک علم کے راہی ہوئے ۔ اگر لوگوں میں یہی چلن چند مدت رہا تو نام جہالت کا صفحہ عالم سے اُٹھ جائیگا اور جہاں تلاش سے بھی ہاتھ نہ آئیگا اِسواسطے کہ جو ہنر ہو روزی کا سبب ۔ اُسکو سیکھتے ہیں سب کے سب ۔ خدا اِس امیر کو مسند حکومت پر قایم رکھے اور اِسکے اقبال کو دایم ۔ کہ پھر کر علم و فضل نے جہاں میں رونق پکڑی اور خلق میں اِسکی قدر ہوئی خصوصا زبان اُردو وغیرہ کا اِسکے عہد مبارک میں بہت شہرہ ہوا اور مرتبہ بڑھا کہ ہر ایک

صاحب نے اسکو بھی بقواعد و قوانین سیکھنے لگا اور باعث
اسکا مدرس ہندی مسٹر جان گلکرسٹ صاحب دام
الطافہ ہی کہ قواعد کو اسکے اُسی نے جمع کیا اور سبب
کتابوں کی تصنیف کا بھی ہوا ۔ اگرچہ دیوان اور مثنویاں
اُسمیں آن گنت ہیں اسواسطے کہ نظم اُسکا مدت سے رواج
رکھتا ہی کچھ آج نہیں ہوا لیکن نثر کا چرچا نہ تھا سو اب ایسا
ہوا کہ بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جاتی ہیں ۔ چاہیے
کہ صاحبان عالیقدر اُنکو متوجہ ہو کر پڑھیں اور اس زبان
کے سیکھنے کا دل سے قصد کریں اسواسطے کہ خاص و عام میں
یہی مشہور ہی ۔ پس حاکموں کو اسکی تحصیل ضرور ہی پر یہہ
امر موقوف کتابوں پر تھا سو وہ بالفعل موجود ہیں اور ہر
ایک فائدے سے خالی نہیں لیکن باغ اُردو مفید تر ہی اسواسطے
کہ ایک کتاب مقبول کا ترجمہ ہی نہ اس سبب سے کہ اس
ترجمہ ان نے کیا ہی ۔ مطالب و معانی میں اسکے تفاوت نہیں
پر اگر زبان کا فرق البتہ ہوا جیسے ایک عورت نازنین
ایک پوشاک رنگین پہنے تھی اُسکو گلے سے اُسکے اتار لیا

اور دوسرے رنگ کا جوڑا پہنا دیا۔ اُسکی خوبصورتی جیسی
تھی ویسی ہی رہی بلکہ ایک کیفیت اُسنے اور پیدا کی

خوب کی ہوتی ہی بہدنگ میں ایک پُرآن سی
ہر گھڑی اُسکی نظر آتی ہی ایک شان نئی

یہہ چند فقرے واسطے مصنف مزاجوں کے اور صاحب
فہموں کے تحریر کئے نہ کچھ بحثوں اور بہت دھرموں کے لیئے

سن اسکو گوش دل سے ای خردمند
کہ اس میں جو سخن ہیگا سو ہی پند

فایدہ

جو کوئی چاہے کہ زبان اُردو میں تصنیف و تالیف کرے کسی کتاب کا ترجمہ خواہ نظم ہو یا نثر اور وہ باشندہ شاہ جہان آباد کا بھی نہو تو لازم ہی اُسے کہ علم نحو و صرف تھوڑا سا حاصل کرے اور جو اُسکے ساتھہ علم بلاغت بھی اندکے ہو تو فہو المراد اور فارسی کی نثر نویسی کی کثرت خوب سی کرے پھر کلام شعراے اردو کا بہت سا دیکھے یاد کرے بلکہ مدتوں اس میں اوقات گذارے والا کلام اُسکے

غلطیاں اقسام کی واقع ہونگیں کسواسطے کہ اسمیں چار پانچ زبانیں اجنبی مخلوط ہاں اکثر تو بھاکھا اور فارسی و عربی قدرے سنسکرت اور ترکی۔ انکا ملانا باہم بلا وجہ تناسب کے ایسے شخص سے کہ زبان داں ساتھ ان شروط کے نہو نہایت محال ہی اور علاقہ عبارت میں رکھنا نہایت دشوار اور جو نحو و صرف وغیرہ تحصیل نکرے تو فارسی کی ہی نظم و نثر مع قوانین پڑھے اور یاد رکھے بلکہ بعضے رسالے کہ زبان فارسی کے باب مطلع بلاغت میں ہیں اُنھیں بھی دیکھ لے اور تتبع کلام صاحبان سخن کا جسطرح سے کہ مذکور ہوا ہی منظور رکھے تو بھی اُسے یہہ بات ہو سکیگی اور جو کم پڑیگی اور جو محاورہ داں یا شاعر ہو اُسکو بھی یہہ چند

اُمور ضرور ہیں نہیں تو وہ عبارت کی مناسبت میں

اور علاقو نمیں غلطی کریگا

صاحبان فہم کی خدمت میں یہہ اظہار ہی

کوئی مانے یا نمانے اُنھیں وہ مختار ہی

* * * * محمد فیض اللہ * * * *

فہرست حکایات گلستان ہندی کی

۵ پہلا دیباچہ مترجم کا

۱۴ دوسرا دیباچہ اصل کتاب کا

پہلے باب کی

۳۷ پہلی حکایت بادشاہ و وزیر بیگناہ کے احوال میں

۳۹ دوسری حکایت خواب دیکھنے میں ایک سلطان خراسانکے

۴۰ تیسری حکایت احوال میں شہزادہ کوتاہ قدکے

۴۴ چوتھی حکایت چوروںکے قصے میں

۵۰ پانچویں حکایت کوتوال کے بیٹے کے ماجرے میں

۵۱ چھٹی حکایت ایک بادشاہ عجم کے بیان ظلم میں

۵۴ ساتویں حکایت احوال میں ایک بادشاہ وحکیم وغلام عجمی کے

۵۶ آٹھویں حکایت شاہزادہ ہرمز و وزرا کی سرگذشت میں

ایضا نویں حکایت ملک عرب کے بادشاہ کی بیماری میں

۵۸ دسویں حکایت دمشق کی مسجد میں سعدی کے معتکف ہونیکی

۵۹ گیارہویں حکایت درویش مستجاب الدعوات کی

۶۰ بارہویں حکایت بادشاہ بے انصاف کی

ایضاً تیرہویں حکایت بادشاہ عیاش و سخی اور فقیر مسرف و وزیر نیک طینت کی
٦٣ چودہویں حکایت ایک بادشاہ نادہندہ کی
٦٤ پندرہویں حکایت ایک وزیر معزول کی کہ فقراءمیں داخل ہوا تھا
٦٥ سولہویں حکایت سیاہ گوش اور شیر کی
٦٧ سترہویں حکایت رفیق مفلس اور شیخ کی
٧٤ اٹھارویں حکایت یاران ہم صحبت شیخ کی
٧٦ انیسویں حکایت ایک شہزادہ کی کہ جسنے مال موروثی پایا تھا
٧٧ بیسویں حکایت نوشیروان عادل کی شکار کے احوال میں
٧٨ اکیسویں حکایت وزیر غافل و جاہل کی
٨٠ بائیسویں حکایت مردم آزار کی
٨١ تئیسویں حکایت ایک بادشاہ مریض کی
٨٣ چوبیسویں حکایت عمرلیث کے غلام کی
٨٤ پچیسویں حکایت ملک زوزن کے ایک سردار کی
٨٧ چھبیسویں حکایت ایک بادشاہ عرب کی اور اسکے نوکروں کی
٨٨ ستائیسویں حکایت ایک ظالم کی

۹۰ اٹھائیسویں حکایت ایک پہلوان اور اُسکے شاگرد کی
۹۲ اُنتیسویں حکایت ایک فقیر صحرانشیں اور ایک بادشاہ کی
۹۴ تیسویں حکایت ایک وزیر اور ذوالنون مصری کی
۹۵ اکتیسویں حکایت ایک بادشاہ اور بیگناہ کی
ایضا بتیسویں حکایت نوشیروان اور اُسکے وزیروںکی
۹۶ تینتیسویں حکایت ایک مکارہ اور بادشاہ کی
۹۷ چونتیسویں حکایت ایک وزیر رحم دل کی
۹۸ پینتیسویں حکایت ہارون رشید اور اُسکے بیٹے کی
۹۹ چھتیسویں حکایت شیخ کے ہم ہونے کی کشتی میں
کتنے بزرگوں کے ساتھ
۱۰۰ سینتیسویں حکایت دو بھائیوں کی
۱۰۱ اڑتیسویں حکایت ایک مخبر کی اور نوشیروانکی
ایضا اُنتالیسویں حکایت کسریٰ اور کتنے حکما کی
۱۰۲ چالیسویں حکایت ہارون رشید اور خصیب غلام سیہ فام کی
۱۰۳ اکتالیسویں حکایت ایک بادشاہ عرب اور کنیزک ختنی کی
۱۰۵ بیالیسویں حکایت اسکندر رومی کی

دوسرے باب کی

۱۰۷ پہلی حکایت ایک بزرگ و پرہیزگار کی
ایضا دوسری حکایت ایک فقیر ساجد وعاجز کی
۱۰۸ تیسری حکایت عبد القادر گیلانی کی
ایضا چوتھی حکایت ایک چور و متقی کی
۱۰۹ پانچویں حکایت کتنے مسافروں کی
۱۱۲ چھٹی حکایت ایک زاہد کی کہ بادشاہ کا مہمان ہوا تھا
۱۱۳ ساتویں حکایت شیخ اور اُسکے باپ کی ہنگام طفلی میں
۱۱۴ آٹھویں حکایت ایک بزرگ اور کتنے شخصوں کی کہ اُسکو سراہتے تھے
۱۱۵ نویں حکایت ایک صالح ساکن لبنان کی
۱۱۷ دسویں حکایت پیر کنعان کی
ایضا گیارہویں حکایت جماعت افسردہ دل کی
۱۱۹ بارہویں حکایت سعدی کے صحراے کعبہ میں تھکنے کی
ایضا تیرہویں حکایت زاہد زخمی کی
۱۲۰ چودہویں حکایت کسی فقیر کی چوری کی

۱۲۱ پندرہویں حکایت ایک بادشاہ و مفتی کی
ایضا سولہویں حکایت ایک صالح کے خواب دیکھنے میں
۱۲۲ سترہویں حکایت ایک مرد پا برہنہ پیادے کی
۱۲۳ اٹھارہویں حکایت ایک بادشاہ اور عابد بے شعور کی
۱۲۴ اُنیسویں حکایت رہزنوں کی
۱۲۵ بیسویں حکایت شیخ شمس الدین خوزی کی پند سعدی میں
۱۲۸ اکیسویں حکایت لقمان حکیم کی
۱۲۹ بائیسویں حکایت ایک عابد پرخور کی
ایضا تیئسویں حکایت ایک گمراہ کی ہدایت میں
۱۳۱ چوبیسویں حکایت شیخ سعدی کے گناہ کرنیکی یک شیخ سے
ایضا پچیسویں حکایت شہر شام کے ایک شیخ کی
۱۳۲ چھبیسویں حکایت شیخ سعدی کے سفر کرنے میں ساتھ
ایک کاروانکے
۱۳۳ ستائیسویں حکایت سعدی کے سفر حجاز میں
۱۳۴ اٹھائیسویں حکایت ایک بادشاہ کے آخری وقت
وصیت کرنے میں

۱۳۶ اُنتیسویں حکایت ایک شخص کے دیوانی دوست کی

۱۳۷ تیسویں حکایت ابوہریرہ کی

۱۳۸ اکتیسویں حکایت ایک بزرگ سے ورع صادر ہونے میں

۱۳۹ بتیسویں حکایت بیزار ہونے میں شیخ کے یار دمشق سے

۱۴۱ تینتیسویں حکایت سوال وجواب میں ایک بادشاہ وعابد کے

ایضا چونتیسویں حکایت ایک عابد متوطن شام کی

۱۴۶ پینتیسویں حکایت اسکی مطابق

۱۴۷ چھتیسویں حکایت ایک عالم قایم مزاج کی

ایضا سینتیسویں حکایت ایکدرویش اور ایک سردار کریم کی

۱۴۸ اڑتیسویں حکایت ایک مرید اور اسکے پیر کی

۱۴۹ انتالیسویں حکایت ایک فقیہ اور اسکے باپ کی

۱۵۰ چالیسویں حکایت ایک شخص مست خفتہ کی

۱۵۱ اکتالیسویں حکایت کینے منکروں کی

۱۵۲ بیالیسویں حکایت نشان و پروے کی

۱۵۳ تینتالیسویں حکایت ایک صاحبدل اور زور آور کی

۱۵۴ چوالیسویں حکایت پرسش حال صاحبان صفا میں ایک بزرگ سے

۱۵۵ پچپنویں حکایت ایک لطیفہ گو بڈھے کی
ایضاً چھپنویں حکایت ایک فقیہ کی بیٹی کی
۱۵۶ ستاونویں حکایت ایک بادشاہ کی کہ فقیروں کو حقیر جانتا تھا
۱۵۷ اٹھاونویں حکایت جواب و سوال میں گاؤں اور گدھا کے
۱۵۹ انچاسویں حکایت ایک حکیم کی

تیسرے باب کی

۱۶۰ پہلی حکایت ایک سایل کی
ایضاً دوسری حکایت شہر مصر کے امیرزادوں کی
۱۶۱ تیسری حکایت ایک فقیر فاقہ کش کی
۱۶۲ چوتھی حکایت ایک بادشاہ عجم کی کہ اسنے ایک حکیم کو
پیغمبر کے پاس بھیجا تھا
۱۶۳ پانچویں حکایت اسکی جو توبہ کرتا اور توڑتا
ایضاً چھٹی حکایت سیرت اردشیر بابکان میں
۱۶۴ ساتویں حکایت دو فقیر خراسان کی
۱۶۵ آٹھویں حکایت ایک حکیم کی کہ اپنے بیٹے کو بہت
کھانے سے منع کرتا

۱٦٦ نویں حکایت ایک بیمار کی

ایضا دسویں حکایت ایک بانیے کی

ایضا گیارہویں حکایت ایک جوان زخمی کی

۱٦۸ بارہویں حکایت ایک عالم کثیر العیال کی

۱٦۹ تیرہویں حکایت ایک فقیر محتاج کی

ایضا چودہویں حکایت اسکندریہ کے قحط کی

۱۷۱ پندرہویں حکایت حاتم طائی کی

۱۷۲ سولھویں حکایت ایک فقیر اور موسی علیہ السلام کی

۱۷۳ سترہویں حکایت ایک اعرابی کی

۱۷۴ اٹھارہویں حکایت ایک عرب تشنہ کی

۱۷۵ اُنیسویں حکایت سعدی کی تنگدستی میں

ایضا بیسویں حکایت ایکبادشاہ کی کہ شکارگاہ میں رہگیا تھا

۱۷٦ اکیسویں حکایت ایک فقیر پر سوال کی

۱۷۸ بائیسویں حکایت ایک سوداگر کی کہ ڈیڑھ سو
اُونٹ رکھتا تھا

۱۷۹ تیئیسویں حکایت ایک مالدار بخیل کی

١٨١ چوبیسویں حکایت ایک صیاد ناتواں کی

١٨٢ پچیسویں حکایت ایک دست بریدہ کی

ایضاً چھبیسویں حکایت ایک احمق دولتمند کی اور سعدی کی

١٨٣ ستائیسویں حکایت ایک چور اور فقیر کی

ایضاً اٹھائیسویں حکایت ایک پہلوانکی کہ جسنے سفر کیا تھا

١٩٩ اُنیسویں حکایت ایک فقیر غار نشین کی

چوتھے باب کی

٢٠١ پہلی حکایت سعدی کی اور ایک دوستکی بیان خموشی میں

ایضاً دوسری حکایت ایک سوداگر کی جسکا نقصان ہوا تھا

٢٠٢ تیسری حکایت جوان صاحب شعور کی

٢٠٣ چوتھی حکایت ایک عالم اور ایک ملحد کی

ایضاً پانچویں حکایت جالینوس اور ایک احمق کی

٢٠٤ چھٹی حکایت سحبان ابن وائل کی

ایضاً ساتویں حکایت ایک حکیم کی

٢٠٩ آٹھویں حکایت بندگان سلطان محمود کی

ایضاً نویں حکایت سعدی کی حویلی کے خریدنے میں

۲۰۶ دسویں حکایت ایک شاعر اور چوروں کے امیر کی
۲۰۷ گیارہویں حکایت ایک نجومی کی
ایضاً بارہویں حکایت ایک خطیب بد آواز کی
۲۰۸ تیرہویں حکایت ایک موذن بد آواز کی
۲۰۹ چودہویں حکایت ایک بد آواز قاری کی

پانچویں باب کی

۲۱۰ پہلی حکایت حسن میمندی کی
۲۱۱ دوسری حکایت ایک شخص کے غلام حسین کی
ایضاً تیسری حکایت ایک متقی عاشق کی
۲۱۴ چوتھی حکایت ایک جوان کی کہ شہزادے پر عاشق تھا
۲۱۵ پانچویں حکایت ایک طالب علم صاحب جمال کی
۲۱۶ چھٹی حکایت سعدی اور اُسکے یار عزیز کی
۲۱۷ ساتویں حکایت اُس شخص کی جسنے اپنے دوست کو مدت سے نہ دیکھا تھا
ایضاً آٹھویں حکایت ایک سعدی کے دوست کی جو سفر سے پھر آیا تھا
۲۱۸ نویں حکایت ایک مقدس عاشق کی

۲۱۹ دسویں حکایت سعدیکے عاشق ہونیکی ابتدائے جوانی میں
۲۲۲ گیارہویں حکایت ایک موطن بغداد کی
ایضا بارہویں حکایت ایک عالم کی جسنے خلوت میں
خوبصورت سے ہونیکی کیفیت پوچھی تھی
۲۲۳ تیرہویں حکایت طوطی اور کوّے کی
۲۲۵ چودہویں حکایت سعدیکی اور اُسکے ہم سفر کی
۲۲۶ پندرہویں حکایت ایک شخص کی جسکی جورو خوبصورت مرگئی تھی
۲۲۷ سولہویں حکایت سعدیکے عشق کی
۲۲۸ سترہویں حکایت سعدیکی ملاقات کی ایک لڑکے نحویکے
ساتھہ مسجد کاشغر میں
۲۳۱ اٹھارویں حکایت ایک خرقہ پوش کی
۲۳۳ اُنیسویں حکایت لیلی و مجنونکے مذکور کی روبروا بادشاہ کے
۲۳۶ بیسویں حکایت قاضی ہمدان کی
۲۴۴ اکیسویں حکایت ایکحوانکی کردہ اور اُسکا دوست دوبنا تھا

جھٹھے باب کی

پہلی حکایت سعدیکے مباحثے کی فقیہوں سے دمشقکی جامع مسجد میں

۲۴۷ دوسری حکایت ایک بڈھے کی جسنے ایک
عورت سے بیاہ کیا تھا
۲۵۰ تیسری حکایت سعدیکے مہمان رہنے کی ایک بڈھے
کے یہاں دیار بکر میں
۲۵۱ چوتھی حکایت سعدیکے سفر میں زیادہ چلنے کی
ایضا پانچویں حکایت ایک جوان چالاک و نازک کی
۲۵۲ چھٹی حکایت سعدیکے ماں پر جھنجلانے کی
۲۵۳ ساتویں حکایت دولتمند بخیل کی
ایضا آٹھویں حکایت ایک بڈھے کی جسکو لوگ کہتے تھے
کہ بیاہ کیوں نہیں کرتا
۲۵۴ نویں حکایت ایک بڈھے کی کہ جسنے گو ہرنام ایک
عورت سے بیاہ کیا تھا

ساتویں باب کی

۲۵۵ پہلی حکایت ایک وزیر کے کند ذہن بیٹے کی
ایضا دوسری حکایت ایک حکیم اور اسکے بیٹے کی
۲۵۶ تیسری حکایت ایک فاضل کی جو شہزادیکو پڑھ

٢٥٨ چوتھی حکایت ایک آخون ترش رو کی

٢٦٠ پانچوین حکایت ایک متقی کے بیٹے کی جسکو چچو کے ترکے کا مال ملا تھا

٢٦٢ چھٹی حکایت ایک بادشاہ کی جسنے اپنا بیٹا تربیت کے واسطے معلم کو سونپا تھا

٢٦٣ ساتوین حکایت ایک پیر کی پند دینے مین مرید کے

٢٦٤ آٹھوین حکایت ایک اعرابی کی جو اپنے بیٹے کو نصیحت کرتا تھا

ایضا نوین حکایت بچھوؤن کے احوال مین

٢٦٥ دسوین حکایت ایک فقیر کی جسکی جورو حاملہ تھی

٢٦٦ گیارھوین حکایت پوچھنے مین سعدی کے لڑکائی کی حالت سے بیچ علامت بالغ ہونے کی

٢٦٧ بارھوین حکایت حاجیون کی

ایضا تیرھوین حکایت ایک ہندو کی جو نفط اندازی سیکھتا تھا

٢٦٩ چودھوین حکایت ایک شخص کی جو آنکھونکی درد کے لیئے سالوتری پاس گیا تھا

ایضاً سولہویں حکایت ایک بزرگ کی جسکا ساداب چھا ترلیا
۲۷۰ سولہویں حکایت ایک پرہیزگار دولت مند کی
۲۷۱ سترہویں حکایت سفر کرنے میں سعدی کے شامیوں کے ساتھ
۲۷۳ اٹھارہویں حکایت ایک بڑے آدمی کے بیٹے کی کہ
اپنے باپ کی قبر پر بیٹھا تھا
۲۷۴ انیسویں حکایت سعدی کے معنی حدیث پوچھنے میں
ایضاً بیسویں حکایت جدال سعدی میں
آٹھواں باب صحبت اور پند و حکمت میں
آغاز اُسکا ۲۸۹ لغایت ۳۲۵
۳۲۵ خاتمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۷	ایک	یک
۴	۱	لمدنیہ	نامیۂ
ایضاً	۱۱	نہو	ہو
۶	۳۰	الما	املے
۸	۹	نعمت	

٩	١٢	واقعی	واقعے
١١	٨	صاحب	صاحبان
١٢	٩	اِسکے	اُسکے
ایضا	١٣	تھی	تہی
١٤	٩	میہ	کرمہ
١٥	١	زیاده	زیادتی
١٦	٩	یک	ایک
٢٠	١	آکر	اگر
٢٢	١	بھیڑ	بھر
٢٦	١٦	نہوئے	نہووے
٣٩	١	یارے	مارے
٤٤	١٥	نے	لے
٥٨	١٦	کرلے	گرنے
٧٤	١	کہون	کیون
٧٥	٧	اُسنے	اُسنے
	١٣	آگے	اُگے

۹۰	۱	خاتمہ	[illegible]
۹۵	۵	جمبر	[illegible]
ایضا	۱۴	اسے	اُسے
۱۰۹	۲	زاہد	زاہد نے
۱۲۱	۴	کھر	گھر
۱۲۳	۱۴	اسکے	اُسکے
۱۲۶	۵	گریہ	کریہ
۱۲۷	۱	نبات	نبات
ایضا	۱۰	کبھی	بر کبھی
ایضا	۱۲	[illegible]	روتا
ایضا	۵	بس	کو بس
۱۳۳	۹	حاید	حاید
ایضا	۱۰	زیشونکی	[illegible]
۱۳۶	۱۶	بھی	[illegible]
۱۴۰	۹	اُکسنے	اُکسے
۱۴۳	۹	جیتے	جیسے
۱۴۴	۴	کھانے او	

۱۳۹	۱	ابدام	اندام
ایضاً	۱۶	گھنا	گہنا
۱۵۲	۱۴	ہی	ہی
۱۷۵	۱۰	اگر	اگرچہ
۱۷۶	۲	آسپر	اسپر
۱۷۸	۱۱	گر	کر
۱۸۱	۳	تگرے	نکھرے
۱۸۲	۵	زرق	رزق
ایضاً	۸	اتفاما	اتفاقا
ایضاً	۱۳	ہی	ہی
۱۸۳	۹	ہرگز	نہ ہرگز
۱۸۵	۲	مالاقاتیں	ملاقاتیں
ایضاً	۶	ماہر	باہر
۱۸۷	۵	ہی	ہی
۱۹۸	۳	گو	کو
[illegible]	۵	جانا	جاتا
	۱۴	اودھر	ادھر

٢٠٤	١	معزور	مغرور
ایضا	٨	وابل	وایل
٢٠٦	٢	توہووے	ہووے تو
٢١١	١	پہتا	پتا
ایضا	٣	قرشتہ	فرشتہ
٢١٩	١٣	باآسبر	یاآسبر
٢٢١	١١	اینہ	اینہ
٢٢٢	٤	پر	پر
	٦	پاھلا	پگھلا
	١٠	شوخ	شوخ دل
٢٣٨	٢	خیابت	خیانت
٢٤٤	٧	کہتے تھا	کہے تھا
٢٥١	٦	تھکتا	[illegible]
٢٥٢	١٢	مال	ماں
٢٥٣	١٠	ختم	خم
٢٥٧	١٦	مشور	مشہور
٢٦٤	١٦	پاوکی	

۲۷۷	۴	فقیر	فقیر
۲۸۳	۱۱	رگہنے	دکھنے
۲۸۸	۱۴	فقراب باذالہ	فقراب باذا
۲۹۹	۸	پھڑ	بھر
۳۰۵	۱۲	جیسے	جیسے
۳۰٦	٦	پھر پایگا	بھر پایگا
ایضا	۱۴	گھیگا	گھٹیگا
۳۱۲	۱۳	شمن	دشمن
۳۱۷	۷	ہروز	ہر روز
۳۲۱	٦	کمیں	کہیں
ایضا	۱۳	لبھی	کبھی
۳۲۸	۹	ے	ہے
۳۳۰	۱۵	آگر	آکر
۳۳۴	٦	باوجودراس	باجوداس
۳۳۹	[illegible]	دنیا	دیا
[illegible]	۱٦	کاام	کاام

۸ ـ ت گ   ۸۹۱۶۰۷۳۲

اخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

13-12-63

۱۲۴۶ [illegible] زون [illegible] ۱۸
[illegible] سال [illegible] ۱۶ [illegible] اول ۱۲۴۳
۱۰ [illegible] روز [illegible] ۱۲۴۶ [illegible] اول ۱۴
[illegible]
[illegible] ۲۶
[illegible]
[illegible] ۵ [illegible]
۵ [illegible]
۱۹ [illegible]

[illegible]